گلدستۂ نعت - اشعار فارسی و اردو مؤلفہ جمیل الدین احمد
گلدستۂ خندان - کلام موزون منشی منور علی تخلص خندان
شمش فیض - قصائد ولیعہد بہادر والی سورٹھ و
فسانۂ خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر -
گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ بہاؤ الدین -
خریطۂ سرور تہنیت نامۂ کتخدائی نواب بہادر خان
ولیعہد ریاست سورٹھ -

کتب کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ مجموعہ نوادر روزگار سے ہی
جسمین چند رسائل ہین -
ا - سوانح عمری - حضرت مصنف - ۲ -
تواریخ سلاطین - ۳ - قصائد نعتیہ
ائمۂ اطہار علیہم السلام - ۴ - دیوان مصنف
۵ - مثنویات صغیر دل و چمن انجمن -
۶ - مثنویات خرابات - ۷ - فرہنگ نامہ -
۸ - تذکرۃ العاشقین - مصنفہ شاعر عدیم النظیر
وحید العصر شیخ محمد علی حزین -

کلیات خاقانی - جسمین قصائد عربی و فارسی غزلیات
و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے ایسا کلیات اس جامعیت کے
ساتھ کمیاب ہی جو اس مطبع مین محشی ہوکر مع حل معانی
اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہے -

کلیات مرزا بیدل - اس کلیات مین چار
کتابین ہین -
ا - دیوان بیدل - غزلین سب دیفون کی -
۲ - عناصر بیدل -
۳ - رقعات بیدل -
۴ - نکات بیدل - نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال م
عبد القادر بیدل تخلص -

دیوان بیدل - فقط نقل از نسخۂ قلمی محررۂ ولایت مؤلفہ
کلیات سعدی شیرازی - جسمین رسائل ذیل ہین
ا - دیباچہ کلیات - ۲ - کریما محشی - ۳ -
گلستان - ۴ - بوستان - ۵ - قصائد
عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات - ۶ - طیبات
و بدائع و خواتم و غزلیات قدیم و مقطعات و صاحبیہ
و مثنویات و قطعات و رباعیات و مفردات و ہزلیات
از نتائج طبع حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی -

کلیات نظم غالب - میرزا اسد اللہ خان
غالب دہلوی -

انتخاب کلیات عناصر خسرو - اسمین چار دیوان
ہین -
ا - دیوان تحفۃ الصغر - صغر سن کا کلام ہے -
۲ - دیوان وسط الحیات - عنوان شباب کا کلام ہی
۳ - دیوان غرۃ الکمال - جو کمال عمر چالیس
برس مین تالیف فرمایا -
۴ - دیوان بقیہ نقیہ - کلام ہنگام پیری یہ کلیات
انتخاب چار دیوان روشن طبع سخنور صاحب کمال
ملقب بہ طوطی ہند حضرت امیر خسرو دہلوی ہے -

کلیات جامی - تصنیف ملا عبد الرحمن جامی -
کلیات نظیری نیشاپوری - از خوش فکر
ملا نظیری نیشاپوری -

دیوان ظہیر فاریابی - تصنیف ابو نصر فاریابی

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایۂ آتش و ناسخ منور خان غافل -

دیوان ذوق - از نتیجۂ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -

دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت مؤلفہ حاجی محمد نذیر مصطفے آبادی -

دیوان لطف - پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ لطف علیخان بریلوی -

ایضاً - نعت سروری - غزلیات تمام ردیفوں کی محامد خاتم المرسلین مین از بہار نتیجۂ طبع بلند منشی غلام سرور لاہوری -

دیوان ہنجار سالک - عمدہ کلام از مرزا قربانعلی بیگ سالک

دیوان نیاز - از رشحۂ صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -

دیوان شہیدی مصنفۂ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر - مسمے بہ مراۃ الغیب از امیر احمد امیر تخلص

دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداری خریداران اسیطرح ہے کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جنکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہے یہ مطبوعۂ مطبع نظامی سے نقل ہوکر طبع ہوا -

دیوان نشاط الاحباب مصنفۂ بابو ہرگوبند سہائے -

دیوان جرار مصنفۂ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -

دیوان امیر - خرد طبع زادِ سید امیر الدین امیر -

دیوان قلق مسمے بہ **مظہر عشق** - کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -

دیوان واسطی - نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ -

دیوان عاشق - کلام لطیف از پنڈت کنھیا لال تخلص عاشق

دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن

دیوان بحر اسرار حقیقت - در نعت سید مجتبے مصنفۂ قاضی علی احمد تخلص صلے علی -

دیوان ہشیار - مصنفۂ کیول رام -

دیوان صبا - مسمے بہ غنچۂ آرزو - از میر وزیر علی صبا

دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -

دیوان نواب علاء الدولہ - سید محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف نواب بودھن صاحب -

دیوان مخزن شوق - غزلیات ہمطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفۂ منشی ہرچند رائے سردھنی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند -

ایضا - شایستہ پاسخ بمقابلۂ غزلیات ناسخ از منشی ہرچند رائے -

دیوان ولی - یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام ہے اور زبان ریختہ مین ایسی شاعر عالی نے شعر کہا ہی بڑی تلاش سے دستیاب ہوا

چمنستان جوش - دیوان نواب محمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان -

مجمع الاشعار - غزلہاے اردو و فارسی اساتذہ -

چمن بے نظیر - اشعار اردو و فارسی اساتذہ فراہم کردۂ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین -

گلدستۂ امانت - جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین -

تاریخ وفات ناسخ مرحوم
بنتیجهٔ قلم معجز رقم
محمد انوار حسین تسلیم

[illegible]

تاریخ وفات شیخ ناسخ
[illegible]
اظہر [illegible] تخلص

تاریخ وفات شیخ صاحب از رشک

مقتدا اے من و استاد من و قبلۂ من رشک تاریخ پے لوح مزارش گفتم	حیف گردیدہ خاک نہان وا ویلا مرقد ناسخ اعجاز بیان وا ویلا

۱۲۵۴ھ

تاریخ دیگر بسن عیسوی

در کانپور بودم این واقعہ شنیدم سال وفاتش جستم تاریخ شد مسیحی	زین دہر متصل شد از خلد جا ناسخ صد حیف ہاے ناسخ صد حیف ہاے ناسخ

۱۸۳۸ء

تاریخ در دائرہ مؤتلفہ کہ بحر ہزج و رمل و رجز خواندہ میشود

رگ و پے داغ و خستہ تا ابد کردی نوشتم سال مرگ ناسخ این مصرع	پیاپے ظلم بے پایان وحد کردے چہ ہے ہے عشرہ میشود مہد کردے

۱۲۵۴ھ

دیگر دائرہ متفقہ کہ در دو بحر متقارب و متدارک خواندہ میشود

اوٹھا مرگ ناسخ کا غل چار سو سے کہا رشک نے مصرع سال رحلت	گیا لطف تحقیق کا گفتگو سے دلا شعر گوئی اوٹھی لکھنؤ سے

۱۲۵۴ھ

دیوان ناسخ جلد دوم ۲۲۰

خاتمۃ الطبع

[illegible]

دریغا کہ مرزا محمد امان	بصد غم ندیم ست بے فاطمہ
شدہ سال این غم چو گفت این غمین	حسینم یتیم ست بے فاطمہ

۱۲۳۵ھ

تاریخ وفات مرزا حسین علی محنت

دلا تلمیذ من محنت تخلص	ز دنیا کرد رحلت وائے افسوس
نوشتم سال تاریخ رحیلش	کہ شد برباد محنت وائے افسوس

تاریخ وفات میر تراب علی

میر تراب علی در مسقط	جان بخدا لیش سپرد وائے
ناسخ سال وفاتش گفتم	میر تراب علی مرد وائے وائے

۱۲۳۵ھ

تاریخ

خبر مرگ ہمدم برسید	بر فلک چون نرود افغانم
سال این ہر معصیبت یکجا	گفت ناسخ غم ویکجا غم

تاریخ وفات میر گھسیٹا

جب میر گھسیٹا مر گئے ہائے	ہر ایک نے اپنے منہ کو پیٹا

تاریخ

دیوان ناسخ

۲۱۹

دفتر سخن

بسال وفات [illegible]

تاریخ وفات [illegible]

مفتی غلام حضرت

تاریخ [illegible]

انور علی از فیل ہفتاد و بمرد تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	ہر کس کہ شنید گفت ہیہم افسوس افسوس اے ہفتم محرم افسوس ۱۲۳۵ھ

تاریخ موت صابر بخش

شد مسجد امام باڑہ تبخانہ خراب تاریخ وفات آن عزیز دہا	از فقد تو وائے وائے صابر بخش دل گفت کہ ہائے ہائے صابر بخش ۱۲۲۶ھ

تاریخ وفات مولوی انوار الحق

زین جہان رفت مولوے انوار سال تاریخ رحلتش ناسخ	بہر گلگشت روضۂ رضوان گفت دل بود آخر شعبان ۱۲۳۶ھ

تاریخ وفات مولوی نور الحق

علامۂ عصر مولوے نور الحق تاریخ وفات او نمودم مرقوم	جان را باجل سپرد ہیہات ای وائے نور الانوار مرد ہیہات ای وائے ۱۲۳۸ھ

تاریخ وفات مولوی مخدوم

زین جہان رفت مولوے مخدوم	حامل علم و حدیث نبی

تاریخ وفات عباس مخلص

یعقوب عباس [illegible]

۱۲۱۷

افسوس افسوس [illegible]

تاریخ وفات برادر [illegible]

جناب سید علی اوسط

تاریخ وفات مجتہد [illegible]

کربلا [illegible]

[illegible] جیب زمان جرات کا باغ دہر سے
گلشن فردوس کی جانا ہوا ۱۲۱۶

تاریخ وفات [illegible] مرزا [illegible] علی

از جہان ہن جہان چون مرزا گدا [illegible] علی
[illegible] سال تاریخ گفت دل ای وای

ہست سید علیش اسم شریف	از سمک شہرہ تا سما گردید
دست ماتم شکستہ بر سر دل	سینہ ہا تعزیہ سرا گردید
ناخدا ے سفینہ ایمان	غرقہ لجۂ فنا گردید
گفت سال وفاتُ ازو ناسخ	جسم وے خاک کربلا گردید

تاریخ وفات علی مرزا فرزند مرزائی بیگ

روان ست اشک آہ از دیدۂ من	چو طفل شیر خوارہ رفتہ از دست
براے سال فوتش فکر ناسخ	بگفتا بہر طفلے طفل اشک ست

تاریخ وفات امیر الدولہ بہادر نائب آصف الدولہ بہادر

زین جہان نواب حیدر بیگ خان	عازم ملکِ عدم گردید ہاے
سال تاریخ وفاتش بہر عقل	گفت رحلت کرد امیر الدولہ واے

تاریخ فوت پسر مرزا جعفر فصیح

ز کلکتہ بجنت رفت کاظم	قرار و صبر با ہم برد وا ای
چنین سال وفاتش کلک ناسخ	رقم بنمود کاظم مرد واے واے

تاریخ وفات قلندر بخش جرات تخلص

تاریخ میر محمد تقی تخلص میر
شد زجہان میر محمد تقی [illegible]

تاریخ وفات [illegible] سودا [illegible]

٢١٦

تاریخ وفات الماس علی خان [illegible]

تاریخ وفات حسن الدولہ بہادر [illegible]

تاریخ وفات نواب آصف الدوله بهادر

ای آصف الدوله بهادر نوشتم سال تاریخ وفاتش	بحق نائب نو باد مغفور بود با حیدر کرار محشور ۱۲۱۲ھ

تاریخ وفات نواب سعادتعلیخان بهادر

افسوس که نواب یمین الدوله بر سینه و سر دست زمان نیز فگند بانالهٔ گریه برلب هر کس بود از معدلتش بهم بسر میگردد تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	از ملک فنا رفت بحکم تقدیر پیش تابوت او چه برنا و چه پیر نواب وزیر بار سے نواب وزیر زاغ و تلخ و گرگ بزور و به و شیر افسوس وزیر بود آصف تدبیر

تاریخ وفات والد مصنف

والد من زین جهان رحلت نمود گشت ناسخ سال تاریخ وفات	یا اله العالمین مغفور باد با رسول هاشمی محشور باد

تاریخ وفات مرزا رفیع تخلص سودا

تاریخ وفات مرشد دوران

مجتهد کربلائی شاه زمن

تاریخ تولد فرزند ارجمند نواب محسن الدوله بهادر

تاریخ

همایون خلعت از شاه زمن یافت / جناب باشکوه و حشمت وجود
برای سال تاریخ مبارک / نوشتم باد این تشریف مسعود ۱۲۳۸ھ

تاریخ خسوف شدن ماه

از خسوف این شب چهاردهم / در نظرها ے شد شب تیره
سال تاریخ خامهٔ ناسخ / زد رقم واے شد شب تیره ۱۲۳۸ھ

تاریخ

زہے چاہے لطیفے بحر فیضے / که ایش شربت قند و نبات ست
پے تاریخ خضر فکر ناسخ / بگفتا چشمهٔ آب حیات ست

تاریخ کدخدائی خواجه وزیر صاحب

لله الحمد کدخدا گردید / مونس دلپذیر من امروز
گفت سال عروسیش ناسخ / شد نوشته وزیر من امروز

تاریخ خطاب مهر نواب محسن الدوله بهادر

تاریخ غسل صحت

ولہ

نوشتم سال تاریخ شفایت | الٰہی باد دائم تندرستے

تاریخ کدخدائی مرزائی بیگ

کدخدا شد چو بروز مسعود	پاک دین و دل پاکیزہ ست
سال تاریخ عروسی ناسخ	کدخدا شد مرزا ہم بوست ۱۲ھ

ایضاً

چو گردید مرزاے من کدخدا	ببالید جسم دلم گشت شاد
دلا سال تاریخ جشنش بگو	کہ این کتخدائے ہمایون شود ۱۲۳۱ھ

تاریخ تولد فرزند ارجمند مرزائی بیگ

شد امروز مولود مرزا محمد	بکن طول عمرش عطایا الٰہی
پے سال مولود گفت ناسخ	بہ ثروت بود دائما یا الٰہی

تاریخ ختنہ

امیدم ہست کز فضل تو باشد	عدایا ختنۂ مہدی ہمایون
رقم کردیم ناسخ سال تاریخ	کہ بادا ختنۂ مہدی ہمایون

تاریخ فوت

نواب آصف الدولہ بہادر

۱۲۰۹ھ

تاریخ تولد فرزند جناب حافظ وارث علی صاحب

تاریخ مسجد

۲۱۲

نشد بادشاہی باین عدل و بخشش	سوائے ابو الفتح سلطان غازی
بسان خلیل ہست بر خوان نعمت	صلائے ابو الفتح سلطان غازی
نصیب سر حاسدان باد یارب	بلائے ابو الفتح سلطان غازی

تاریخ جلوس میمنت مانوس ابو المظفر معز الدین غازی الدین حیدر شاہ زمن بادشاہ غازی

بحمد اللہ کہ با اقبال و دولت	بتخت زر جلوس شاہ گردید
زمین و آسمان یک بزم عیش است	زماہی خسرمی تا ماہ گردید
مبارک باد اے آفاق عالم	طلوع آفتاب جاہ گردید
ندا آمد بگوشم زود یارب	کہ شاہ امروز شاہنشاہ گردید

پے سال ہمایون جلوسش
بگو تاریخ کہ ظل اللہ گردید
۱۲۳۴ھ

تاریخ جلوس نمودن شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ و وزیر اعظم شدن معتمد الدولہ بہادر

چون شاہ زمن حب ضیا جود و انصاف	شد بر سر اورنگ مرصع جالس
گردید وزیر اعظمش ضیغم جنگ	گو ہست بمضمار فراست فارس

بریکاے ابوالفتح سلطان غازی

دعا دہ اوسکے لیے مانگتا ہی کہیے مین	جو سوے پنجتن پاک دل سے مایل ہے
بسان ذبحۂ قربان بحق ابراہیم	اسی کی تیغ سے اسکا حسود بسمل ہے

تاریخ ضریح

عرش برین سے بھی کہین اعلی مقام ہے	یہ روضۂ حسین علیہ السلام ہے
یارب یہ ہی ضریح مقدس کہ قصر نور	ہے یہ امام بارہ کہ بیت الحرام ہے
اوج بارہ سے ہے مانند آسمان	اوس مین ضریح غیرت ماہ تمام ہے
غم مین امام بارہ سیہ پوش ہوگیا	یہ جاے اشک باری خیر الانام ہے
رونا تمام کعبہ پرستون کو چاہیے	روتا یہان خلیل ہی یہ وہ مقام ہے
زمزم غم حسین مین رہتا ہی چشم تر	پرآب چشم چشمہ کوثر مدام ہے
پانی ہے اس ضریح مقدس کا جناب	جو تاجدار ہند شہ خاص و عام ہے
نوشیروان عدل ابوالفتح فتحیاب	دریاے فیض و ابر و کرم لا کلام ہے
دیدار امام عصر کا اسکو نصیب ہو	مومن جو ہی یہ ورد اوسے صبح و شام ہے
تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی	بولے ملک ضریح قبول امام ہے

ملمح

فداے ابوالفتح سلطان غازی	فداے ابوالفتح سلطان غازی

۲۱۱

مبارک باد

شد بداندیش تو پامال مبارک باشد	تاج زرین بسر پاک ہمایون بادا

مبارک باد

بلکہ صد عید بہر ماہ مبارک باشد	عید اضحے بہ شہنشاہ مبارک باشد
التفات اسد اللہ مبارک باشد	مدد احمد مختار ہمایون بادا
حشمت و مرتبہ و جاہ مبارک باشد	صد و سی سال باقبال و بدولت یارب
بجہانبانی دل خواہ مبارک باشد	قوت روح لطیف و بدن پاک لطیف
اے شہ ہند بہر ماہ مبارک باشد	فیل اورنگ و ہوادار و سواری سعید
روز خورشید شود ماہ مبارک باشد	برمراد تو بود سیر ہمہ سیارات

تہنیت

رشک دارا و فریدون جم اسکندر ہند	بہ شہنشاہ زمان تاجور کشور ہند
ہفت اقلیم بحکمت تو دہ اے داور ہند	ہفت سیارہ بفرمان تو با ہفت فلک
للہ الحمد کہ شد معدلتت یاور ہند	حالت ہند تبہ بود بجور ظلمت
تا ابد تہ پاے مبارک سر ہند	سر اعداے تو پامال سپاہ تو بود
کثرت ثابت و سیارہ ہمہ لشکر ہند	کہکشان ست نشان تو فلک نقارہ
اے فداے قدم تو ہمہ سیم و زر ہند	سکہ بر سیم زر و مہر و مہ ای شاہ بزن
روح خاک قدم تست بے پیکر ہند	ہست عالم ہمہ رشک مسیحت زندہ

۲۱۰

قطعہ و دعائیہ

مددگارِ او سیّدِ انبیاست
کفِ جودِ او گوہر افشان سحاب
جہان کرد آباد از عدل و داد
گدا را غنی میکند بے سوال
بجود از سوابق سبق بردہ است
حکومت کند تا صد و بیست سال
تن و جاہ او باد یا رب صحیح
گدا خلعت فاخرہ یافتہ
ز بس عزتِ خویش انگاشتہ
شدہ سال او خام خلعت چنان

نگہدار او سرور اوصیاست
رخ روشنش غیرتِ آفتاب
بنائے جفا و ستم شد بباد
کند خار را از آبیارے نہال
دل حاتم طائے افسردہ ست
زیادہ شود عز و جاہ و جلال
بود عمر او ہمچو خضر و مسیح
بدستار پشمینہ زر یافتہ
علم از تفاخر برافراشتہ
سلامت انوشیروان زمان

۱۲۵۵ھ

قطعۂ دعائیہ

ظل سبحان غیرتِ نوشیروان
حسن مین یوسف ہی سلطان جمیل
ہے سواری کا ہوادار اسطرح
مثل رستم ہین بہادر بیحساب
ہے عمارت مین اعیانِ اوج فلک

بادشاہِ بادشاہان جہان
خوانِ نعمت عام مانند خلیل
باد پر تخت سلیمان جسطرح
راکبِ افراس سبک ذاسیاب
پاسبانی کے لیے فوج ملک

۱۲۰۹

تاریخ سال گذشتہ

تاریخ تولد

سر دست خان فیلشان عمر خسیم از تیغ
چه گلی که زر به بخشند به که و مه زمانه
چه گلی بعدل و دادی که بباغ آفرینش
گل بوستان احمد که بنگهت مدیحش
سر خود بجیب بردم چو بفکر سال صحت

بعیادتِ وی آمد گل بوستان ایجاد
در لب بها چو شبنم به هر دم ده و داد
ستمی بعندلیبی نرسد ز دست صیاد
شده برگ گل زمانم حکیم زیاده نشاد
دل من بگفت تاسخ اثر قدم شفا باد

تاریخ جشن بادشاه عالی جاه محمد علی شاه

حضرتِ بادشاه شاهنشاه
آسمان جهان سلطانی
دست پر نور او زر افشان ست
نخل قد سهی ثمر بار ست
کنیت شاه چون ابوالفتح ست
لقبش می سزد معین الدین
از ان نوشیروان عادل هست
حامی او محمد ست و علی
صد و سی سال حکمران بادا
تندرستی بود سراپایش

حامی دین و هست ظل اله
نیر طایر جهانبانی
لب جانبخش گوهر افشان ست
تیغ او بر عدو شرربار ست
بر جنود عدو ور افتح ست
هست بیشک معین دین متین
بادشاه کریم و بادل هست
که محمد علی ست اسم جلی
حکم او در همه جهان بادا
چست و چالاک باد اعضایش

تاریخ تولد

تاریخ عطای خلعت

تاریخ کدخدائی فرزند ارجمند حسین علیخان بهادر

اس مصرع تاریخ مین اغراق نہین | ہے نہر جنان یہ حوض پاک طینت ۱۲۵۴ھ

تاریخ سڑک

خسرو ہند ابوالفتح معین الدین ست	رشک شاہان جہان بادشہ ہندوستان
تعزیہ دار جگر بند جناب زہرا	حامی شرع نبی عاشق شاہ مردان
سالک راہ یقین خضر رہ دین متین	پیرو چاردہ معصوم قبول یزدان
ہست خورشید جہانتاب زرافشانی	دست دربار جنابش چو سحاب نیسان
چون سڑک ساختہ بنا مصرع تاریخ بگفت	ہست این نوع سڑک جادہ راہ ایمان

ایضاً

جناب محمد علی بادشاہ	کہ باشد ہمہ عالم او را مطیع
بحکمش چہ تحفہ سڑک شد درست	کہ از کہکشان ہست قدرش رفیع
کند سلطنت تا صد و بست سال	بعون خدای بصیر و سمیع
رسول خدا در دو عالم بود	برای جنابش معین و شفیع
خرد مصرع سال تاریخ گفت	برآمد رہ مستقیم و وسیع

تاریخ مخلع شدن حسین علیخان بہادر

۲۰۷

تاریخ تولد فرزند میرزا الٰہی بیگ

تاریخ تولد فرزند ارجمند میرزا آسمان قدر

تاریخ مجروح شدن دست فقیر محمد خان بہادر

تاریخ جشن شاه جم جاه

محمد علی شاه جم جاه بادشاه

صحت عاشقت وهم اقبال باد

صدو سی سال سلامت باشد

سال سلامت باشد

سال مسعود گفت پیر خرد	صحت نور چشم سعید بود

قطعۂ تاریخ

علامۂ عصر زین جهان رفت	زین دشت به گلشن جنان رفت
میر قاسم علی ست اسمش	چون روح لطیف بود جسمش
او عاشق آل مصطفیٰ بود	او عاشق صادق رضا بود
جان از تن او بلوس رفته	یعنی پی پای بوس رفته
علم فقه و حدیث قران	شد ختم بران بتعلق ایمان
تاریخ وفات آن محقق	جستم از طبیعتِ مدقق
آواز آمد ز چرخ اطلس	وی رفت به مشهدِ مقدس

قطعۂ تاریخ

ساقیا باده کش و جد کنان	عید من آمده پیش رمضان
رخت از خانۂ میخانه کشم	خم لبریز چو پیمانه کشم
زبدۂ صدق و صفا یافت شفا	قدوۂ اہل وفا یافت شفا
یا الٰہی به نبی عربی	به محبان حبیبان نبی
شادمان باد حسام الدوله	حکم ران باد حسام الدوله

تاریخ دروازه امامباره

۱۲۰۴

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ

آن شبے کاندران امام زمان
متولد شده به لطفِ حمیدؐ

لیلۃ الاربعا و پانزدہم
صیغه خوانند عالمان رسید

به شبِ پنجشنبه محمود
نوعروسش بخانه اش برسید

صد و سے سال ہر دو عیش کنند
ہر دم اقبال و جاه باد فرید

د ہد اولاد نیکبخت خدا
بہرِ آل رسول پاک مجید

باد فرخنده والدینش را
این عروسی و این خوشی این عید

گفت تاریخ این فرح ناسخ
جشن عیش و نشاط باد سعید

قطعۂ تاریخ

بفردوس اعلی زرنج و بالے
شده ہاے مرزا علیخان بہادرُ

خرد گفت سال سنین وفاتش
که اے واے مرزا علیخان بہادرُ

قطعۂ تاریخ

شود سعد عقدِ نکاح سعید
درخشان بود ر که چون ماه او

بروے زمین حکمرانی کند
کند آسمان در دل خواه او

به ہر بزم و ہر رزم و ہر روز و شب
بود حامی و ناصر الله او

۲۰۳

قطعۂ تاریخ

ز بهر اسرار قرآن و حدیث آگاه بود
میرزا کاظم علیخان مقتدای مومنان
جان فدای احمد مختار و آل پاک او
مجتنب از ما سوا الله عاشق الله بود
از عزای بادشاه تشنگان کربلا
اشک خون در چشم بود و بر لب او آه بود
هست ممکن تارک دنیا و فقر
همچو خار خشک در چشم ترا د جاه بود

گفتا سال فوتش ملهم غیب
معین مذهب حق وای افسوس
۱۲۲۹ه

ایضاً

هست بحر کرم تهور جنگ	باد یارب مدام ثروت او
جاه و اقبال فزون باشد	هم شکوه و جلال و شوکت او
دوست دار دور احبیب خدا	شاه مردان کند حمایت او
حسن خلقش گل همیشه بهار	شاخ پر میوه دست همت او
زنده چون خضر باد اب بقا	می برد بهر غسل صحت او
بهر اعدای دین ست سیل فنا	موجهٔ قلزم شجاعت او
مرضی بارگاه معبود ست	ورع و طاعت و عبادت او
چو محب نبی و آل نبی ست	فرض شد بر همه محبت او
یا الهی فزون بود هردم	عمر و اقبال و زور طاقت او

گفت تاریخ حشمتش ناسخ
صد و سی ساله باد عشرت او

قطعهٔ تاریخ

جناب میرزا کاظم علی خان	جهان را قبلهٔ برحق دریغا وای افسوس
مجرد از تعلق های صد حیف	ز تعقیدات مطلق وای افسوس
بگو چاک لحد شد در عزایش	زمین را سینه شق شد وای افسوس
سیه شد روزگار اندر غم او	شده مشکل ز ابلق وای افسوس

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

الضاً

محبِ قائم آلِ عبا بود | از دینِ محمد بود قائم
به تسبیح و تحمید و به تهلیل | بود دل بوده زبان مشغول دائم
براهِ حیدر بگرا ارمیرفت | ضعیفان را همشه بود خادم
نوشتم سال تاریخ وفاتش | با قلیم شریعت بود حاکم

قطعۂ تاریخ

ہادیِ راہِ یقین حیف امروز | کوچ ازین دارِ فنا فرموده
زہد بنیند که دست پاکش | نه بنعماے جہان آلوده
آرسیدی نه شبے آن عابد | بعد رحلت به جنان آسوده
طاعت واجب و سنت که بود | همتش هیسچ بران افزوده
عقدۂ مطلب مالاینحل | به بیان قلمش بکشوده
ان محقق به براهین حجج | فرق در باطل و حق فرموده

گفت تاریخ وفاتش ناسخ
حیف بے مثل محدث بوده
۱۲۳۷ھ

قطعۂ تاریخ

ناظمِ اقلیمِ دین و شرع بود | میرزا کاظم علیخان ہاے حیف
ہست تاریخ وفاتِ آنجناب | عارفِ اکمل برفت اے داے حیف

الضاً

قطعۂ تاریخ

گل بپوشید لباس سوسن	گریه چون جوی کند هر شمشاد
جای بو خاک بسر هست نسیم	زلف سنبل بکف صرصر داد
نام او میرزا کاظم علی ست	آنکه پا در چمن خلد نهاد
اندرین باغ برنگ نکهت	بود از قید تعلق آزاد
حامی مذهب اثنا عشری	نافی کفر و ضلال والحاد
چشم هر راره تحقیق نمود	در توفیق بدلها بکشاد
طبع میداشت سراج وهاج	خانه علم از و بود آباد
در ازل علم و عمل یافت بهم	صاحب رشد و رشاد و ارشاد
مشت خاک همه ارباب خلاف	داد از صرصر برهان برباد
علم معقول همه از برداشت	علم منقول همه بود بباد

گفت تاریخ وفاتش ناسخ
گوئیا قائمهٔ عرش افتاد
١٢٤٩ھ

قطعهٔ تاریخ

آن سالک منزل حقیقت	فرمود ازین جهان سفر حیف
آن عرش مشیر چون مسیحا	پنهان گردید از نظر حیف
از داغ سجود بے ریا بود	پیشانی غیرت قمر حیف
در ماتم آن گل سحر خیز	گوید هر بلبل سحر حیف

قطعۂ تاریخ

حضرت مخدوم [illegible]

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ

زدنیا بہ ذیقعدہ رحلت نمود	ولایت علیخان جنت مکان
خرد بہر سال وفاتش بگفت	ششم جمعہ شد راہ سوی جنان

۱۲۴۸ھ

قطعۂ تاریخ

رفت مرزا محمد بی ناگاہ	بہ ریاض عدم ز باغ وجود +
گفت سال وفات او ناسخ	حیف ذی حجہ پنجشنبہ بود

۱۲۴۸ھ

قطعۂ تاریخ

ازین دار نصف صفر پنجشنبہ	شدہ ہائے مرزا علی خان بہادر

قطعۂ تاریخ

زین جہان رفت بہ ایام ز حسرت افسوس	قرۃ العین امیر الامرائے عادل
یافت مصرع تاریخ وفاتش ناسخ	شنبہ و بست و دوم بود ربیع الاول

۱۲۴۳ھ

قطعۂ تاریخ

از وفاتِ جناب شاہ زمن	گوئیا عالمے ہلاک شدہ
دہر گردید بہر ما دو زخ	بہ بہشت آن جناب پاک شدہ
دیدہا شد بہ ماتمش نمناک	سینہا آہ دردناک شدہ
رفت دامان صبر از دستم	جیب صبر و شکیب چاک شدہ
گشت تاریخ مصرع استاد	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ

روح در قالبِ من باز رسید
مرغ خوش خوان بہ چمن باز آمد

قطعۂ تاریخ

گفت تاریخ تہنیت ناسخ	صحت نورِ چشم باد سعید ۱۲۴۸ھ

قطعۂ تاریخ

جناب محسن الدولہ بہادر	بہارِ بوستان جاہ و دولت
ز خالق یافت فرزندے ہمایون	چراغ دودمانِ عزّ و شوکت
صد و سی سال با اقبال و اجلال	خدائے انس و جان دارد سلامت
بود بہر جناب مستطابش	نشاطِ خرمی و عیش و عشرت
سنین سالِ میلادش خرد گفت	کہ بادا آفتاب اوج و حشمت ۱۲۵۶ھ

قطعۂ تاریخ

یا علی آوردہ ام پیش تو فریاد از فلک	میرود ہر لحظہ بر من جور بیداد از فلک
مار چون بر سینہ ام افتاد سال نحس آن	گفت دل مار سیہ بر من بیفتاد از فلک ۱۲۴۴ھ

قطعۂ تاریخ

وقار محسن الدولہ بہادر	فزون صبح و مسا بادا الٰہا
بحالش مہربان ہر دم زیادہ	جناب بادشاہ بادا الٰہا
دو شیر او را عطا شاہِ جہان کرد	مبارک این عطا بادا الٰہا
رقم زد مصرع تاریخ ناسخ	ممدِّ شیرِ خدا بادا الٰہا ۱۲۴۴ھ

قطعۂ تاریخ

شکر اے خالق آدم از گل	یافت دل بند شفائے کامل

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ عطائے

قطعۂ تاریخ خان بہادر

قطعۂ تاریخ

پاتا ہے جو گوشمال کوئی انسان
آگے سے بھی آواز ہوئی اوسکے زیادہ
ہو جاتی ہے بند شرم سے اوسکی زبان
طنبور کیطرح کیا اوینٹھے گئے کان

رباعی

ہے بیچ مین گھر چار طرف ہے صحرا
دروازہ نہین زنجیر کی جا مار سیاہ
دالان او جاڑے سڑا ہے چھپرا
کھپریل مین کھپرا جو ہی سو لبس کھپرا

رباعی

شرمندہ شاہ کربلا ہے پانی
گرتے ہین جو اشک چشم ثابت یہ ہوا
کیا فیض سے محروم رہا ہے پانی
گویا نظرون سے گرگیا ہے پانی

رباعی

اے ابن علی امام عالم تو ہے
ماتم ہو ترا تمام عالم مین نہ کیون
اے شیر خدا کے امام عالم ہے تو
اے سبط نبی امام عالم ہے تو

رباعی

تھم جائین غم شاہ مین کیونکر آنسو
پیتا ہون جو یاد عطش شاہ مین آب
جاری ہی رہین گے زندگی بھر آنسو
بہتا ہے وہ چشم تر سے بن کر آنسو

رباعی

تعریف کرون کیا مین شہ والا کی
شبیر کا جو لہو بہتا ہے یہ شفق
موسیٰ کی ہر کچھ قدر زبان عیسیٰ کی
ادنیٰ ہے یہ دلیل رتبہ اعلیٰ کی

رباعی

مشہور ہے گرچہ افتراے اعمام
پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
وارث ہوتا دلیل فرزندی ہے
میراث نہ پاتا کبھی کوئی غلام

[illegible]

ہے خال رخ یار مجھے نقطۂ سہو	اور ابروے خمدار بطاق نسیان

رباعی

کیا پڑے ہیں اشک نامہ کی انشا میں	یہ جوش نہ گنگا میں نہ ہے جمنا میں
یون قلزم اشک میں ہے میرا نامہ	دیتے ہیں عریضہ جسطرح دریا میں

رباعی

لیکر جو گیا نامہ ہمارا قاصد	کیا ذکر جواب خود نہ آیا قاصد
مدت ہوئی انتظار کرتے کرتے	تھا عمر گذشتہ شاید اپنا قاصد

رباعی

اے نالۂ شبگیر نہیں ہوتی صبح	اے اشک کی تاثیر نہیں ہوتی صبح
گذری اک عمر بھر شب تار فراق	مثل شب تصویر نہیں ہوتی صبح

رباعی

اے نامہ بر و تحسین ہمبر کی قسم	لیجاؤ شتاب خط مرا پیش صنم
دو پانون ہیں اور اسقدر ہے سستی	اک پانون سے چل رہی کیا میرا قلم

رباعی

کیا نامہ لکھون گران ہے بار خامہ	کچھ صرف دوات ہے نہ کار خانہ
کیا دور اگر سپید ہو چشم دوات	مدت سے ہے اسکو انتظار خامہ

رباعی

١٩٣

[illegible]

رباعی

کب تک کرون انتظار خط جانان
ہر ایک سے کہتی ہے نہ قاصد لایا خط
لیکن نہ کبھی ... لایا خط

رباعی

[illegible]

رباعی

اے دوست ... [illegible]

رباعی

[illegible]

احباب اگر وطن مین ہین آسودہ	بیتاب ہین غربت مین ہون کیون بیہودہ
غفلت ہے اگر جواب لکھنے مین انہین	خامہ ہے مرا بھی پاے خواب آلودہ

رباعی

پہنچے ہے ازل سے دانہ زویۂ دوران	کیا خاک ہو سیر کوئی اسکا مہمان
خورشید کو دیکھو آسمان کو دیکھو	اتنے بڑے خوان مین ہی اک گردہ نان

رباعی

دن حشر کا غربت نے مجھے دکھلایا	نالون نے خروش صور کا سنوایا
لایا خط یار پیک تو مین سمجھا	یہ نامۂ اعمال فرشتہ لایا

رباعی

نکلا ہون وطن سے صورت بوے چمن	کس رنگ سے اب آئے نظر سوے چمن
مانند بدن وطن ہے میرا بن روح	ممکن نہین عود روح کا سوے بدن

رباعی

اشک آتش جلکر دہ ہے بجلی نالہ	ہر لخت جگر ہے آگ کا پرکالہ
ایسی مرے داغ دل سے بھڑکی ہے آگ	ہے دائرہ مثل شعلۂ جوالہ

رباعی

آتا ہے کبھی جو مجکو خط جانان	ہوتا ہے زیادہ دل کو رنج ہجران
پڑھتا ہون جو خط بہتے ہین اشک آنکھون سے	تاثیر مین دود مرکب سے ہے دھوان

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

بھیجا ہے جو مینے یہ محبت نامہ
یہ حال ہے دم بھر نہین امید حیات
لکھنا نہ جواب مین عنایت نامہ
گویا کہ یہ نامہ ہے وصیت نامہ

رباعی

رہنے کو عجب مکان ملا ہے اے یار
کرتا ہون کسی خط مین مین نامہ تحریر
ہر سمت سے خاک آتی ہے لیل و نہار
ہو جاتا ہے بعد لکھنے کے خط غبار

رباعی

ہوتا ہے خط روانہ سوے جانان
آتا ہے جواب خط تو جی اوٹھتا ہون
ہوتی مری جان بھی ہمراہ اوسکے روان
ہے طائر نامہ پر مگر طائر جان

رباعی

تصویر صنم مین کمر اے کلک ازل
جز عالم غیب کون جانے یہ راز
پنہان ہے نگہ سے یا نگاہ کا ہے خلل
لکھے مو سے بڑھے خدا سے مثل

رباعی

خونناب سے دل نہین ہے دم بھر خالی
اے ساقی ہو فائز ہی فرقت مین
ہین ضبط سے لیک دیدۂ تر خالی
لبریز ہے شیشہ اور ساغر خالی

رباعی

اول عدم آخر عدم اے عرش جناب
کیا دو عدمو مین زندگی کا ہے حساب

اجابت

ولہ

ولہ

ولہ

کملا اے غیرتِ گل ہے تری نازک کر تیلی	رگِ گل بھی نہین باغ جہان مین سقدر پتلی
کہین دیکھی ہے شاید اماری تری تو نے کمر	کر ماری شرم کے پانیسے ہے آپ گہر تیلی

ولہ

باغمین آج جو اُس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی ہے

ولہ

ہے شبِ وصل جدا ای ماہ جبین تھوڑی سی	ہے مری جسم مین باقی جان حزین تھوڑی سی
سمجھے ہم ابر سیہ سے نکل آیا تارا	کھل گئی بالونسے جو تیری جبین تھوڑی سی
وسعت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک	چاہیے مجکو جگہ زیر زمین تھوڑی سی
کیا لبا لب ہی ترے تنگ دہن مین شکر	دو مجھ کو بھی اے طفل حسین تھوڑی سی
تیرے ہی نام کی ایجان ہی بس گنجائش	وسعتِ دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی سی
کیا پہونچے ہے تری ہلیسر تک ای ماہ جبین	چاند کی روز جو گھستی ہے جبین تھوڑی سی
سنگ اسود کیطرح سب خ زاہد ہو سیاہ	کیا جو سجدہ دنسے ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
مین تو کرتا ہون بہت سی ہی خاطرداری	مری خاطر بھی تو ہو دوست جبین تھوڑی سی
غرہ ماہ مبارک ہے یہ دینداروں کا	پی شراب آج تو اے دشمن دین تھوڑی سی

ولہ

تیغ ابرو سے ہوا مار نظر دو ٹکڑے	صدقہ چشم کی ہے بلکہ سپر دو ٹکڑے

رباعیات

رباعی

رباعی

کیا مناسب ہو گئی ہین قبر مین بار عذاب
اہل دولت بھی خزانونکیطرح گاڑے گئے

خاک بھی پایا نہ ہمنے گو درختونکیطرح
زندگی بھر کوئی جا نا ئین قدم گاڑے گئے

دھجیان کچھ اوڑ گئین اوجو یہ گردون شان
اپنے کپڑے کسقدر وحشت مین ہم پھاڑے گئے

وله

ہین جسین اور بھی پر تجھمین ہے ہر بات نئی
دہیج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

خط نورستہ نے قرآن کو کردیا منسوخ
لوح محفوظ سے اوتری ہے یہ آیات نئی

وله

نہ تری گات بری ہے نہ تری بات بری
نظر آئی نہ مجھے تیری کوئی بات بری

گرچہ ای جان نہین تیری کوئی بات بری
پر مری بات نہ مانی ہے یہی بات بری

چاہیے یہ کہ نہو میری بری بات بری
اب تو جانتے ہین میری بھلی بات بری

چوم لون کیون نہ بھلا تجھسے لپٹ کر ہر دم
واہ کیا منھ ہے کہ نکلی نہ کبھی بات بری

بات کی غیر سے تونے مری کیا بات بری
ہو گئی تجھسے یہ ای رشک پری بات بری

وله

ہجر مین بارہ مہینے اپنی اک اوقات ہے
گو کبھی جاڑا کبھی گرمی کبھی برسات ہے

وله

سر کاو زمزمے کوئی پیمانہ چاہیے
کعبے کو کیا کرون مجھے بتخانہ چاہیے

ای عندلیب شوخ تو رہ آشنائے گل
مجھکو چمن سے سبزۂ بیگانہ چاہیے

شاہ مردان سے نہین مخفی کوئی رازِ جہان | ہین ملک ہر کار راز نکی ہر طرف کو ڈاک ہے
بادشاہان جہان سب نذر دیتے ہین اوسے | وہ وزیر بادشاہِ کشور لولاک ہے

عالمِ ارواح سے ناسخ قدم کے ساتھ ہے
روح پاے بادشاہ اولیا کی خاک ہے

تو چاند ہے سایہ چاندنی ہے | کوسون تلک بلکہ روشنی ہے
ہے یاد صفِ مژہ جو دل مین | گویا پلٹن کی چھاؤنی ہے
مارا ابرو سے سیکڑون کو | قاتل تلوار کا دھنی ہے
کافر خطِ استوا بدن کا | تیری سونے کی کردھنی ہے
عاشق ہین جو سوزنِ مژہ کے | اپنی چکن بھی سوزنی ہے
دیکھا جسے ہوگیا وہ عاشق | تیری آنکھون مین موہنی ہے
کیونکر پی جاؤن دیکھ اے ضبط | جو اشک ہے ہیر کی کنی ہے
اے ماہ مرے کفن کے لائق | تیری محفل کی چاندنی ہے
وہ ماہ ہے تو کہ چاندنی سے | تیرے گھوڑے کی گردنی ہے
جلتے ہین داغ پاس دل مین | ہر شب اس گھر روشنی ہے
اوس پردہ نشین سے کیا ہی نسبت | زہرہ تو ایک کنجنی ہے
پھبتی یہ بنی ہے ماہِ نو پر | گویا ترے جوتے کی انی ہے
سورج تو بنا سنہری اوگی | سورج کی کرن کرن بنی ہے

چاہتا ہوں دو صورتیں اُتّ آجکی ہو چاند رات
شام سے بند نقاب اے ماہ پیکر کھولدے

باز ہے ہیں فاقے سے پتھر بنیے اپنے پیٹ پر
خود غرض کا ہے تقاضا لعل و گوہر کھولدے

سب ہیں تیری ستائش خود ستائی ہی عبث
بند کر منھ کو دہانِ کیسۂ زر کھولدے

کیا تماہے کہ رستہ بند ہوتا ہے ابھی
ایکدم بازار میں روے منور کھولدے

جاؤں دنیا سے تری جانب سے پہلے ای صنم
ہے یہی میرا کفن ڈولی کی چادر کھولدے

وصل کا دن ہو چکا اونکا نہیں جاتا حجاب
اے کبوتر باز جوڑی کو کبوتر کھولدے

منت رضوان کرے کیا ناسخ اے باب علوم
باب جنت کو برنگ باب خیبر کھولدے

سب بنین ہیں نئی بنتین ہین ای یار نئی
روز بیان بختے کی اوٹھتی ہی دیوار نئی

پھر نئے سر سے ہوا جوش جنون آئی بہار
پھر مرے پانونکو زنجیرین ہین درکار نئی

ماہ نو کیا ہے بھلا ابروے قاتل کے حضور
کیون فلک ہمکو دکھاتا ہے یہ تلوار نئی

سر برہنہ جو ہین یہ رند نہ پھر نادان سے
کہنہ ہو جائیگی زاہد تری دستار نئی

اوکیا اندازہ مجھے تیر دل سو فار دن سے
دمبدم پھر فغان ملتی ہے منقار نئی

موت آئی ہی جنون غم نہین عریانی کا
ہو گی پوشاک مری واسطے تیار نئی

کہکشان ہے نہ ثوابت ہین نہ سیارہ نہ صبح
نظر آتی ہے جدائی مین شب تار نئی

کبھی لیلی کبھی شیرین کبھی عذرا اسلئے
تیری خدمت مین ہے روز ایک پرستار نئی

خوش رہو تمکو اگر قدر پرانون کی نہیں
ڈھونڈلین گی اجی ہم بھی کوئی سرکار نئی

کھنچتے ہین جذب دل سے ہم بھی اوس محبوب کو
رجعتِ خورشید مولانے جو کی اعجاز سے

کیا رقیب روسیہ ہے جیز ناسخ کے حضور
دب گئی آواز خر کی شیر کی اواز سے

آج کیا انداز بسمل اضطراب دل مین ہے
قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہے

کیا اثر ہے ای پری تیرے گل رخسار کا
سب تلو نہین تیل ہی بر عطر اوسکے تل مین ہے

تجسے کیا نسبت بھلا شیرین کو ای شیرین ادا
تو دلو نمین ہی منقش نقش شیرین سل مین ہے

کیا فقط طالع بشر کے عشق کر دیتا ہی پست
چرخ سے مسکن فرشتونکا چہ بابل مین ہے

فصل گل کا دیتی ہی قردہ صبا واقف نہین
کیا برنگ غنچۂ لالہ ہماری دلمین ہے

کم نہین دریا سے نظر و نمین ہمارا سیل اشک
اپنے دامن مین بھی ہی جو دامن ساحل مین ہے

کی یاران عدم کو حال دل کی اطلاع
نامہ اپنا شاد بال طائر بسمل مین ہے

خیر جاری ختم ہے ای میکشو خمار پر
موج زن دریای مے ہر کشتے سائل مین ہے

اے پری تو نے تو لیلی کو بھی مجنون کردیا
نغمہ ساز جرس اب پردۂ محمل مین ہے

کچھ ہے تجمین ای پری رد کچھ ہے مجھ دیوانہ مین
یان بھی ہی صنع ازل سے جو مہ کامل مین ہے

ہو چکا اخر سفر جب آپ لبسی باہر ہو گئے
وصل اوس جان جہان کا ہیلی ہی منزل مین ہے

کوئی جز معشوق عاشق کی تصور مین نہین
ہوا اگر مجنون تو پھر لیلی ہی ہر محمل مین ہے

خال جانان کے تصور مین غضب رو تا ہو نین
جای روغن کیا سمند چشم تر کی تل مین ہے

تل کے بدلی میری انکھون مین خسار کی خال
انکی چشم سیہ جاے سویدا دل مین ہے

اور تختون کی ہماری قبر کو حاجت نہین
خانۂ محبوب کا کوئی کواڑا چاہیے

ہے شبِ مہتاب فرقت مین تقاضا جنون
چادرِ مہتاب کو بھی آج پھاڑا چاہیے

انتہاے لاغری سے جب نظر آیا نہ مین
ہنسکے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے

کر چکی ہے تیری رفتار ایک عالم کو خراب
شہر خاموشان کو بھی چلکر اوجاڑا چاہیے

منہ چھپائے کیون ہے قاتل پاس ہے تیغِ نگاہ
باغ مین ہنستے ہین گل تو منہ بگاڑا چاہیے

کوئی سیدھی بات حسنا کی نظر آتی نہین
آپکی پوشاک کو کپڑا ابھی اڑا چاہیے

تنگ اس وحشت کدہ مین ہو نہین ایجوش جنون
عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چاہیے

آنسوونسے ہجر مین برسات رکھی سال بھر
ہمکو گرمی چاہیے ہرگز نہ جاڑا چاہیے

آج اوس محبوب کے دلکو مسخر کیجیے
عرش اعظم پر نشان نالے کا گاڑا چاہیے

مر گیا ہون حسرتِ نظارہ ابرو مین مین
عین کعبے مین مرے لاشے کو گاڑا چاہیے

محتسب کو ہوگیا آسیب جو توڑا ہی خم
بوتیون سے میکشو جن آج جھاڑا چاہیے

جلد رنگ ای دیدۂ خونبار اب تا زنگاہ
ہے محرم اوس پری پیکر کو ناڑا چاہیے

لڑتے ہین پر کون سے کشتی پہلوان عشق ہین
ہمکو ناسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے

نظر آئی ضریح تربتِ شبیر لوہے کی
زیادہ سیم و زر سے ہوگئی توقیر لوہے کی

جدا ہوگی نہ میری پانونسے زنجیر لوہے کی
جنون کب ہے یہ مقناطیس مین تسخیر لوہے کی

قریب آئے ہین کیا دن میری زنجیر پہننے کے
جنون جلد اد کرتے پھرتے ہین تدبیر لوہے کی

[illegible]

باغ بہشت اور بھی ہر سبز ہو گیا	مسموم جب جہان سے امام حسن گئے
جیب کیون لگی رہی نہ بھلا مجکو رات دن	کیا کیا جہان سے نہ مرے ہم سخن گئے

ولہ

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہے	خضر ہمراہ ہے رہزن کیا ہے
بُرّش تیغ قضا کے آگے	سرکشون کی رگ گردن کیا ہے
آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم	دست داؤد مین آہن کیا ہے
آپ کا دام بلا آفت ہے	طائر عرش نشیمن کیا ہے
آپ کی برق غضب کے آگے	مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہے
آپ سے ہو جو قوی مور ضعیف	پیل تن کیا ہے تہمتن کیا ہے

بس یہی ورد زبان ہے ناسخ
آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہے

یونہین صورت ہوئی تھی ہجر مین تغییر مجنون کی	بجائے نامہ لیجا قاصدا تصویر مجنون کی
وہ مجنون ہون کہ میرے سامنے ہے دم بخود مجنون	مری زنجیر نے کی بند صدا زنجیر مجنون کی
اگر معشوق کا ماتم نکرتا نامناسب تھا	گران جان سے فقط مین تھی تاخیر مجنون کی
انا لیلی کہا مجنون نے کھولی فصد لیلی کی	وہ ہے تاثیر لیلی کی یہ ہے تاثیر مجنون کی

ولہ

ہون وہ سوزان شعلے بھاگے دور میری خاک سے	اپنے دامن کو سمیٹے طور میری خاک سے

[illegible]

ولہ

[illegible]

کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور
یاد رکھ یہ بات ناسخ حافظ شیراز کی

پانون تیرا ابھر گیا ہی بیر میری خاک سے	کشتۂ حسرت ہوئی اکسیر میری خاک سے
ہون وہ دیوانہ کہ بوئین گے مزارع گو بی تخم	ہونگے پیدا دانۂ زنجیر میری خاک سے
ایک مشتِ خاک کا بھی تجھسے شرمندہ ہون	ہو مرا گھر اے فلک تعمیر میری خاک سے
نقش پای یار آغوشِ تصور مین لیا	بعد مرنیکے ہوئی تقصیر میری خاک سے
جلتے ہین حاسد ہزارون نشان تربت دیکھکر	ہو رہی ہے آگ کی تاثیر میری خاک سے
کھینچنی ہو اوس پری کی اگر تجکو شبیہ	ہو مصور گردہ تصویر میری خاک سے
اے مصور اور رنگو نکی نہین کچھ احتیاج	خاک ہون بس کھینچیو تصویر میری خاک سے
وہ نہ آئیگا عبث مثلِ گیاہِ خار دار	نکلے ہین سو دست دامنگیر میری خاک سے
خوب تجھکو دیکھتا تھا میرے مرجانیکے بعد	چشم دشمن کو ملی تعزیر میری خاک سے
حورین جنت کی کھنچی آتی ہین بنا کے تحسین	کب ہی بہتر سرمۂ تسخیر میری خاک سے
ہے یہ حسرت قبر پر آیا نہ وہ شیرین ادا	کی روان اشکون نے جوی شیر میری خاک سے
مجکو پابوسی کی حسرت خاک پر رکھتا ہی کون	کم ترے نزدیک ہے توقیر میری خاک سے
آئی آندھی بھی مگر پہونچی نہ کوئی یار تک	ہو گئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک سے
زور سے اغیار رنگے اسقدر گل ہو گئی	خاک اب اوڑ نیکی ہو تدبیر میری خاک سے
کیون نہ اے ناسخ مین رہتا اتدن پامال خلق	کچھ ازل سے کم نہین تقدیر میری خاک سے

ولہ

ولہ

ولہ

لاکھ نغموں سے زیادہ اپنے قلم کی ہے صریر
کب یہ آواز خوش آیند مزامیر میں ہے

عرق آلودہ نہیں ابروِ خمدار ترے
شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر میں ہے

حسن کی لاف زنی کرتی ہیں وہ چاک خطا
کب بھلا حسن قبول اسقدر اکسیر میں ہے

کیوں نہ ہیں حلقۂ گیسوی جو انہیں ہوں اسیر
زاہدا قید جو تو سلسلۂ پیر میں ہے

محو نظارۂ جانان نہیں کچھ داغ جنون
چشم مینا ہی جو حلقہ مری زنجیر میں ہے

کیا ہی شیرین بیان عالم پیر ہیں کلام
اسی کا ہیکو حلاوت شکر و شیر میں ہے

قتل عالم کو کیا رو گے میرے لاشے پر
اشک پیکان تمھاری مژہ تیر میں ہے

نہیں مقراض ہیں ہرگز مری داغوں کی کھنڈ
شعلۂ شمع ہے جراح کی گلگیر میں ہے

غم نہیں ہجر کی شب کا ہی اگر رنگ سیاہ
برق آہیول سطے یان نالۂ شبگیر میں ہے

یا رسول عربی جلد کرو میری مدد
ورنہ آخر یہ غلام آپکی تاخیر میں ہے

گر بری ہی مری قسمت تو بھلی ہو جاوے
دخل کل آپ کو تو دفتر تقدیر میں ہے

تن واحد ہو نہیں ای میرے خدا آ احد
راندن لشکر اعدا مری تدبیر میں ہے

عفو ہوں میری گنہ عفو ہوئی میری گناہ
چھٹتے ہی تیر دعا تو وہ تاثیر میں ہے

لطف مرنیکا یہی ہی کہ ملے باغ بہشت
اور جینے کا مزا نسخۂ اکسیر میں ہے

تو ہی دے دونو نکو ہی کون بھلا تیری سوا
نہ وہ تقریر میں ہی اور نہ وہ تحریر میں ہے

مطمئن رکھ دل ناسخ کو خداوندا اب
محو اسوقت یہ دل سے تری تکبیر میں ہے

جو تیری دشت مین مجنون کبھی مین ہونگا
ترے گا خیمۂ لیلے حباب کے بدلے

مین ایکدم ابھی پیتا ہون محتسب سے خم
جو شرط چاہیے تو شیشے شراب کی بدلے

تری ہی دو صفین اے رشک ماہ ہین یہ غزل
ستارے ہون نقط انتخاب کے بدلے

جو دو دن تری لب میگون کو برگ گل سے مثال
کھنچے شراب گلو سے گلاب کے بدلے

شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہے
کہ آفتاب ہے گویا نقاب کے بدلے

فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے
غبار لشکر غم سے سحاب کے بدلے

حصول علم سے کیا ہو جو ہی سو قسمت سے
مین سرنوشت پڑھون اب کتاب کے بدلے

کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نے ضعیف
کہ مجکو شیب دیکھایا شباب کے بدلے

شب وصال یہ کوتاہ تھی کہ بس سر شام
طلوع مہر ہوا ماہتاب کے بدلے

فراق یار مین مانند شبنم نرگس
سرشک ہین مری آنکھون مین خواب کے بدلے

کیئے اوسکے دیکھنے کی مثل آفتاب ہے تاب
شعاع حسن ہی منھ پر نقاب کے بدلے

جو آرزو ہی دلا ہاتھ آئے صید مراد
تو چاہیے ہی سکون اضطراب کے بدلے

ضرور پرورش جان ہے کیا تن آب و نان
بط شراب ہو مرغ کباب کے بدلے

شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ
ثواب مجھکو ملے گا عذاب کے بدلے

گم ہوا مین جب سے ترا رو نظر آیا ہے مجھے
آئینہ جب سے دیکھا تو نظر آیا ہے مجھے

ہو گیا ہی تیری فرقت مین جہان سیاہ
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا ہے مجھے

کیا ہی مرجھا ہین اوس خورشید رو کے سامنے
ہون وہ باغیرت کہ قاتل آب پیکان گر ہون

داغہاے ہجر گویا پھول ہین گلزار کے
تر کرون انجھو سے تو بجھین سوفار کے

دشت غربت سے اگر گلزار کو جانا ہوا
ناسخ اوس گل سی مجھے کر ذبح ہین شوق خار کے

ممکن نہین صیام مین اک بوند آب کی
کیا کہیے تیغ ابروے قاتل کے آب کی
وہ رند بادہ کش ہون کہ تو کیا ہے زاہدا
چمکی چمک رہی ہے زیادہ ستارون سے
دم بھر وطن مین نہ لینا کہین قرار
وہ اشک بار ہون کہ مری چشم تر کو ہے
مدت ہوئی کہ زیست سے مجکو ملا جواب
وہ بحر حسن جو نظر آتا نہین کبھی
ہرچند ہے سوال سے نفرت بہت مجھے
حد سے زیادہ تجھمین نزاکت ہی بحر حسن
سو جائین ایسے بخت کہ جاگین نہ پھر کبھی
شام سیاہ ہجر نہ ہوتا کہین سپید
بنتا جو جام بادہ تو ہوتا مین رند شاد

شعبان مین خبر رہی کثرت شراب کی
عکس مزہ سے کتنی ہے بوتل شراب کی
قاضی نے نذر دی مجھے بوتل شراب کی
پاپوش مین لگاؤن کرن آفتاب کی
قاصد تجھے قسم ہے مرے اضطراب کی
تار نگہ کو بدلی ملی موج آب کی
لیکن ہے آرزو ابھی خط کے جواب کی
کیا پھوٹ پھوٹ جاتی ہین انکھین حباب کی
قاصد مگر گمان ہے حسرت جواب کی
انگیا کو چاہیے ہے کٹوری حباب کی
ہو آرزو اگر مجھے فرقت مین خواب کی
خواہش ہے ابروے مہ نو خضاب کی
سبحہ بناکے کیون مری مٹی خراب کی

۱۷۸

ولہ

فقط

اشتیاق صبح کب نخ شب فرقت سے ہے
ہوں گریبان چاک الفت سے گریبان چاک سے

اصل مین سب متحد ہین فرع کا کیا اعتبار
خار و گل نکلے ہین دونون ایک مشت خاک سے

چاہتا ہون دو نظر و نسے نہو وہ شہسوار
مثل آہو باندھ دون آنکھو نکو مین فتراک سے

سونگھتا ہے عطر تو اوراو سمین جو بی کی ہے بو
شمع کے شعلے کو کیا نسبت تری ناک سے

بوی خوش تیری دہن مین ہے سو غنچے مین کہان
شاخ گل کو کیا بھلا نسبت تری مسواک سے

رنگیا تھک کر جو میرا جسم زار اے شہسوار
ہمعنان ہے روح تیری توسن چالاک سے

ہے سینہ تختی بہی تو گور کی چادر تو کیا
چادر رہتا لگالی ہو گی اپنی خاک سے

ابر جب اٹھتا ہے اے ناسخ خیال برق مین
اگ برساتا ہون اپنے دیدہ نمناک سے

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے
نہر گلزار زمین اور نظر و نمین در ہو جائے

منقلب عجب مین ماہیت اشیا یہ ہوئی
کہ اگر ہاتھ مین لون پھول تو اخگر ہو جائے

چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون
سب لہو تیرے زمین مے احمر ہو جائے

سر پر داغ یہ رکھدی وہ پری گر بھالا
ابجنون مجھکو سلیمان کا افسر ہو جائے

گرمی آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے
ہر شرر جا کے فلک پر ابھی اختر ہو جائے

گل جو فرقت مین ہوئی دیدہ خون آلودہ
سبزہ تر بھی نہ کیونکر فرزہ تر ہو جائے

ماہ کنعان تجھے اے ماہ جو عریان دیکھے
پیرہن خاک کرے جامے سے باہر ہو جائے

ساقیا گر تری آنکھون کا تصور باندھون
طائر ہوش کے پرواز کو شہپر ہو جائے

زخمی اوس نے کیا تیغ ہلال ابرو سے مجھے — چاہیے تھی کفن کو بھی چادر مہتاب کی

ہمکو بھولیں گے نہ دنیا کے تماشے بعد مرگ — یاد بیداری میں آئینگی یہ باتیں خواب کی

ہوگیا اک رنج سے بیجان کو عیش وصال — آگئی جس رات آواز حزیں مضراب کی

حضرت غم آگئے ہیں فرقت ساقی میں آپ — لیجیے کوئی پیالی بھیجیے خوناب کی

دیدۂ تر سے مژہ پر لخت دل آتے نہیں — نکلی ہیں تہ قالب میں بہ کر مچھلیاں تالاب کی

اب ویران ہے نہ لاؤ ہجر ساقی میں شراب — خانۂ دل کو لیے حاجت نہیں سیلاب کی

ہوں وہ سرگشتہ جو دیکھا میں نے منہ اپنا کبھی — آئینے میں صاف صورت ہوگئی گرداب کی

زاہدا جائے زیاں مسجد کو دعوے کی کہیں — میکشو میخانہ میں حاجت نہیں محراب کی

یوں تو ہر کوئی ہے یاں غواص بحر فکر میں — جستجو مجھکو ہے لیکن گوہر نایاب کی

خوب سا دیکھا جو منہ صفحۂ خورشید کو — صاف ہے تصویر یہ میرے دل بیتاب کی

بیکسی دیکھو کسی نے بھی خبر میری نہ لی — موت تو کیا ہجر میں صورت نہ دیکھی خواب کی

وادی غربت میں ناسخ ہے وطن سے دور دور
خود فراموشی میں بھی ہے مجھکو یاد احباب کی

قاصدا کہہ دیجیو اتنا ہی اوس گمراہ سے — کیا کہے پیغام ناسخ کب ہے فرقت آہ سے

ناتوانی سے کہاں چلنے کی طاقت کیا کروں — جانتا ہوں آپ چھپکر جاتی ہیں جس راہ سے

دھوپ میں ہر چند ابھی تیزی نہیں ایسی مگر — چہرہ میلا ہوگیا ہوگا غبار راہ سے

یوں ہی اوس محبوب کو بھی رہتی ہے مجھسے گریز — بھاگتی ہے جسطرح تاثیر میری آہ سے

وله

یا علی ناسخ اندھیری گور مین گھبرا گیا
خلد مین دروازہ مثل باب خیبر توڑیے

دیکھنا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے
پر رہے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے

ہو نہ پھر ابھرا ہے ناتوانی سے جنون
پڑ گئے حلقے مری آنکھون مین اب زنجیر کے

خون تیری تیغ ابرو کا ہے خونریزو کو بھی
حلقۂ جوشن ہوئے جوہر ہر اک شمشیر کے

چشم کم سے خاکساری کی یہ مضمون دیکھیے
یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر کے

کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوان ہو گئے کیا مرید اس پیر کے

کسکو کہتے ہین خدا جانے تجلی اے کلیم
صاعقے گرتے ہین مجھپر آہ بے تاثیر کے

پھر سجدہ کیون ہو انسان صورت دیکھکر
ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے

[illegible] کی نکلے حسرت کیا جو انمین بھلا
آنسو پی جلتے تھے ہم طفلی مین بدلے شیر کے

[illegible] جب وصل کی شب میر بجا لتبہ ہوئی
صبح بھی دوڑی گریبان صبوری چیر کے

ہین وہ طائر ہون لگا کر پیر پر جو تیر کر
جا ہے پیکان آئین پر خانے لگے تیر کے

مجنون سے بھی کہین موسے کا کون
مجھ مین جب تک دم رہا نالے رہے زنجیر کے

نقش کی ہے دفتر تقدیر کی دیوانگی
کاتب تقدیر قائل ہین مری تحریر کے

دیکھنا قاتل نہ چھوٹے گا کبھی میرا لہو
حلقۂ زنجیر ہین جوہر مری شمشیر کے

رشک لگی رہتی ہے تیرے نام کی جستہ مین بھی
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے

استادہ روز ہین معشوق اوس پری عشق مین
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

وله

باغ عالم مین ہین گلہاے معنی خندہ زن
کاغذ دیوان ناسخ زعفرانی چاہیے

یار کی شیرین ادائی کا بھا نمین جو رہے
بو جو از نگلی کی ہے وہ نیشکر کی بو رہے

زلف رخصت ہوگئی آیا ہی خط رخسار پر
جسکے گہہ تھا مار آگے اب وہ جا مور ہے

بعد مردن بھی جیاے جاؤن جو ہاتھ آجاے غیر
جو مری ہڈی ہی دندان دہان گور ہے

خاک بھی حاصل نہین جز رنج ای دہقان فلک
ہم زمین شعر کو سمجھے زمین شور ہے

مینے کب شمشیر قاتل سی چرایا تھا بدن
بے سبب جراح میرے زخم مین کیون رہے

نسل پروانہ عجب کیا گر جلے اوسکا پتنگ
رشتۂ شمع آتش رنگ حنا سے دور ہے

شب سے دنکو ہوتی ہی گرمی فزا جو نمین سوا
میرے پیش دونا جوانیسے جنونکا زور ہے

نور با ظلمت جو ہی حکمت سے وہ خالی نہین
شب پرہ ہی رانکو بینا جو دنکو کور ہے

دیکھنے والے ہین کسکی کاکل پیچان کے ہم
آئی گر مار سیہ سمجھین قطار مور ہے

پیچ مین رکتا نہین رہ نہار جز نسبت در عدم
تو سن عمر روان بھی کسقدر منہ زور ہے

بے سبب مجھسے نہین آنکھیں چراتا وہ صنم
کچھ نہ کچھ میری طرف سے اوسکی دلمین چور ہے

چرخ پر تارے نظر آتے ہین جب جھکے ہوئے
جانتا ہون اوس پری کی پالکی کی قور ہے

محو ایسا ہو رہا ہے جو شکار گور مین
سچ کہہ ای بہرام کچھ تجکو خیال گور ہے

طوطی ہر گفتار ہین گانمین ہو سستار ہے
کب وہ رفتار ہین ہی جلنے مین مور ہے

رات دن تن پر دری ناسخ ہی دشمن پروری
گوشت سارا ایکدن رزق دہان مور ہے

خالی رہنا گھر کا ہوتا ہے برا	اگر نہین شادی تو دل مین غم ہے

ولہ

کمر تیری گم ہے مجھے جستجو ہے	دہن بھی نہان ہی یہی گفتگو ہے
جو ہین ہوشگاف اونکی یہ گفتگو ہے	کمر کا ترے جسم مین ایک مو ہے
یہ اندھے ہین جمع کہتے ہین ہم ہی ہم ہین	جو آنکھین ہون روشن تو پھر تو ہی تو ہے
گرانا نہ ہرگز نہین جان دونگا	مے ناب زاہد مری آرزو ہے
مرا گل ہے ایسا کہ اسے عندلیبو	نظر سے نہان رنگ بھی مثل بو ہے
کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا	کہ سر در لب آبجو آب جو ہے
نہ مین ہون مخاطب تو ہے مخاطب	وہی مین وہی تو نہ مین ہون نہ تو ہے
مجھے ہوش آیا تو کیا جوش آیا	یہ بنت العنب بھی بری تند خو ہے
حضور اوسکے کرتے ہوا اپنا نظارہ	نظر باز وہ ماہ آئینہ رو ہے
جنون تار تار اب کرو نہین گریبان	کہ تا صبح کو درکار تار رفو ہے
وہی جام دیتا ہے ساقی کہان تو	ترا ہاتھ تو مثل دست سبو ہے
بہاتا ہون انسو جو آنکھون سے پیہم	دلا داغ الفت کی یہ شست و شو ہے
لب جام تر ہو یہ ہے فکر ساقی	بلا سے اگر خشک میرا گلو ہے
عبث خانہ برباد ہو ہرزہ گردو	جو بیٹھا ہے گھر مین وہی کو بکو ہے
جو ہے جہت ہے وہی شش جہت مین	جو یکسو ہے سب سے وہی چار سو ہے

شہید تیغ جفا ہین ہمارے روضے پر
لہو کی چھینٹین ہون نقش و نگار کے بدلے

وہ مست ہون مری ٹھوکر لگی جو اے ساقی
شراب سنگ سے نکلے شرار کے بدلے

دکھائین یار نے انکھین چھپا کے چھاتی کو
عطا کیے مجھے بادام انار کے بدلے

جو ہو سوار فرس وہ کریم ابن کریم
بلند ابر کرم ہو غبار کے بدلے

ہماری بزم مین ازار عزیمت خوان
کرد د رساغر مے سے ہے حصار کے بدلے

مریض ہوتے ہی کیون مر گئے نہ ہم افسوس
رقیب آئے عیادت کو یار کے بدلے

ولہ

آتی جاتی ہے جا بجا بدلی
ساقیا جلد آ ہوا بدلی

آگے تھی گرد آب ہی بوے چمن
تو نے پوشاک اے صبا بدلی

برگ تر آئے برگ خشک گرے
ہر شجر نے بھی اب قبا بدلی

رنگ چہرے کے یان بدلنے لگے
انکھ تیری جہان ذرا بدلی

ان چھوؤن سے ہین جمع پانچون حواس
راگ مے باغ منھ ہوا بدلی

نالۂ آتشین جو کرتی ہے
تیری عاشق سے ہے ساقیا بدلی

ہے دھوان میری آتش مے کا
نام لوگون نے رکھ دیا بدلی

منھ نہ دیکھون سپہر ظالم کا
بیچ مین روک دے سے ہوا بدلی

اثر دست یار سے برسون
تیری رنگت نہ اے حنا بدلی

دھوپ کی میکشی مین لطف نہین
بھیجدے جلد اے خدا بدلی

ولہ

حسن کا اب جائے عالم

بھولکر او چاند کے ٹکڑے ادھر جا کبھی | میرے ویرانے بھی ہو جائے دم بھر چاندنی
ایک ہفتے سے بہم ساتوں میسر ہین مجھے | دشت و دریا سبزہ ساقی شیشۂ ساغر چاندنی
کیا شبِ مہتاب مین لی یار جاون باغ کو | سارے تون کو بنا دیتی ہے خنجر چاندنی
دل سیہ ہے بال ایسے ہین پیری مین سفید | گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی
دشتِ غربت مین ہون لی آشنا او آری ہے رات | جلد او گردون بچھا دے بہرِ بستر چاندنی
کر رہی شبتاب تھی گویا شبِ مہتاب وصل | چھپ گئی کیا دو سرے صورت دکھا کر چاندنی
فقرئی موباف اوس کا فرکی چوٹی مین نہین | یہ وہ شب ہے جسنے کر لی ہے مسخر چاندنی

غیرِ تاریکی شبِ فرقت مین اے ناسخ نہین
ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

حکمِ شافی سے دوا اب بقا ہو جاوے | جلد اب میرے مسیحا کو شفا ہو جاوے
رہے سرسبز ہمیشہ یہ نہالِ نوخیز | خضر سان عمر دراز اسکو عطا ہو جاوے
چمنِ دہر مین ایسا ہو یہ گل بالیدہ | جسمِ ہر غنچہ صفت تنگ قبا ہو جاوے
ہو مبارک اسی دنیا مین سعادتمندی | زلفِ پیچیدہ جو ہے بالِ ہما ہو جاوے
سہل ہو جائے جو پیش اسے امرِ محال | ناخنِ شیرِ خدا عقدہ کشا ہو جاوے

وله

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے | چشمِ تر کو بھی مثالِ درجِ گوہر کیجیے

ہو گئی کیا آتشِ جلکر دہ بے ساقی شراب
کسطرح میچھوڑون یکایک تیری لفو کا خیال
واہ کیا تاثیر ہے رخسارِ آتشناک کی
ہو گیا چشمِ سیاہ یار پر سودا ہمین +
کسقدر مینے بڑھایا اوس بتِ خونریز کو
سبحہ گردانی رہی اعمال مین جب اسقدر
یاد آیا جب چمن مین وہ نہالِ باغِ حسن
پاسے نازک کا اوسنے جب کبھی مارہی قبر پر
جب شبِ تاریک مین ہم کوئی جانا کو چلے
ہو گیا ہون انتظارِ آمد ساقی مین کور
میرے خرمن پر اگر بجلی گرانے کو ہوا
تجھپر اے رشکِ چمن نرگس اگر بیمار ہے
جا بجا اوس ماہِ تابان کا جو پرتو پڑ گیا

خاک مین بھی دانۂ انگور تنجالے ہوئے
ایک مدت کی یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے
شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالی ہوئے
مثلِ آہو پھرتے پھرتے دھوپ مین کالے ہوئے
بیش ازین جو تیر مژگان تھے سو اب بھالے ہوئے
دانتون کے مانند میرے ہاتھ مین چھالے ہوئے
میرے اشکونسے لبالب یکقلم تھالے ہوئے
پارہ ہاے سنگ مرمر دل کے گالے ہوئے
لگے آگے جا کی مشعل آتشین نالے ہوئے
نشہ کی دوڑونکی جا آنکھوں مین اب جالے ہوئے
سب ستارے پھر گشتِ آسمان ژالے ہوئے
باغ مین لالے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے
جتنے تھے گرداب دریا مین وہ سب ہالے ہوئے

وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے
اب تو ناسخ بھی ہماری چاہنے والے ہوئے

دلِ اب وحشت کی رخصت سوے ہامون کیجیے
عشقِ ابرو مین رواں اشک جگرگون کیجیے
داغِ سودا کو چراغِ گورِ مجنون کیجیے
چشمۂ خنجر سے جاری قلزمِ خون کیجیے

ہر چند کہ ممکن نہیں ہیں کان کے موتی
دیکھے ہیں مگر ہینے ترے کان کے موتی

کیا آج چمکتے ہیں جنون آبلۂ پا
دریا کے نہیں ہیں یہ بیابان کے موتی

دنیا میں نہ کچھ قدر رہی دُرِّ عدن کی
اشعار گہربار ہیں ایران کے موتی

ملتے ہیں مقدر سے لائی مضامین
نادان یہ نہیں ہیں کسی دکان کے موتی

بزمِ غمِ شبیر میں گرتے ہیں جو آنسو
زیبا ہیں کہیں ہم انہیں ایمان کے موتی

ولہ

وہ کہہ گئے تھے کہ آئیں گی ہم چراغ جلے
تمام رات چراغوں سے اپنی داغ جلے

یہ پھنک رہا ہے مرا جسم ہجرِ ساقی میں
کہ مثلِ داغِ جنون ہاتھ میں ایاغ جلے

نیا طلسم دکھایا فراقِ ساقی میں
شراب آگ ہوئی شیشۂ ایاغ نہ جلے

فراقِ یار میں گر فصلِ بہار آتی ہے
الٰہی آتشِ گل سے تمام باغ جلے

جلا جو صبحِ شبِ وصل مثلِ ماہِ حبیب
تو آفتاب کے مانند میرے داغ نہ جلے

ہوا ہوں میں شبِ تارِ فراق میں ناسخ
یقین ہے نہ مری قبر پر چراغ نہ جلے

پھر بہار آئی ہے ساقی گل میں خندان جام سے
کیجئے صید بطِ مے موجِ گل کی دام سے

باعثِ گردش ہوا یہ دشتِ آبادِ وجود
بیٹھے تھے کنجِ عدم میں ایجنون آرام سے

کہتے ہیں کوہ نجف کو کعبۂ مقصود ہم
کم نہیں اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے

رو دی جب فرقت میں کتنی بام پانی چڑھ گیا
کیون گذر جائے نہ سیلِ اشک اپنی بام سے

ساتھ ہو لیتے ہین گھر تک گلے رکے کاروان
یوسف ثانی گذر جاتا ہی جب بازار سے

کام کچھ بھی دیدہ بیدار سی نکلا نہین
دولت بیدار ملتی ہے دل بیدار سے

میری پہلو مین بجای مرغ دل ہے فاختہ
کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے

کشت سبز آسمان روز ازل ہی خشک ہے
جیمین ہے سیراب گردون چشم دریا بار سے

ائیگا گلشن مین وہ خورشید طلعت دم اگر
زرد ہی ادرجاویگی چشم نرگس بیمار سے

میکشو سیدھی وہ مسجد کو نجائین کیا کرین
جو کہ ناواقف ہین راہ خانہ خمار سے

ارتکاب جرم لازم ہی تعدی تو نہین
بادہ خوار اچھے ہین ان ملکا شہوت خوار سے

لخت دل کیونکر کرون ناسخ سر مژگان دو در
واقعی نکاہے بہتر تیرے سوفار سے

جوش رقت کی سبب دم ہون دیوار سے
ہی دیا آنکھونکو گویا آنسو نکے تار سے

کب سفر مین چین ہی اہل وطن کو دار سے
جاے نامہ تیر آتے مین یہا پی یار سے

حال غیر اگہ مین کرتا ہے حسن یار سے
گل کی ہم تعریف سنتے ہین زبان خار سے

ہے مقدر مین ملین داغ فراق یار سے
جانتا تھا جل بجھونگا شعلہ رخسار سے

آنکھ اوٹھا کر گل کو دیکھنے بھی نہ دیکھا عمر بھر
باغ عالم مین یہ نفرت ہی مجھے دیدار سے

جاگتا ہون کیا فقط مین انتظار یار مین
گھر بھی ہے بیدار چشم روزن دیوار سے

ہونتو مومن پر ہوا ہادان ہمن کے عشقمین
چاہیے سینا کفن کو رشتہ زنار سے

میری قسمت مین نتھا داغ جدائی دیکھنا
روح رخصت ہوگئی پہلے وداع یار سے

روز دل کے داغ گنتے ہین ہم ہجر یار کے
یہ قطرہ ہاے اشک ہین دانے شمار کے

ہو جائین خوں لبِ لعل بھبھوکا سے ہاتھ پانون
منھہ ہی لگا کے باندھیے پتے چنار کے

باندھون مین تیغ ابروی خمدار کا خیال
یون تو نہ کٹ سکین گے یہ دن انتظار کے

عریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین ہوا
تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اوتار کے

کرنے لگے ہین برگ خزان شیخ رشک جنون
شاعر قریب آلیے دلا دن بہار کے

جلتی ہین آنکھین جاے فتیلہ ہی ملک
بس ہین یہی چراغ شب انتظار کے

دیوانہ کون ہے کسے زنجیر چاہیے
عاشق ہین ہم بندھی ترے گیسو تار کے

باران سنگ کیون ہے کہ ہون محو سر بازار
بیٹھا نہین تلے شجر میوہ دار کے

کب ہین سفید بال کہ ٹرپا جو ہجر مین
نکلے یہ استخوان مرے جسم زار کے

توڑون بھلا مین فرقت ساقی مین کیا خمار
سر پھوڑون آج طاق سے بوتل اوتار کے

اوسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن کیا مجال
ہے مغتنم جو بوسے ملین پشت خار کے

ولہ

جوش وحشت کا دلا چالاک گھوڑا چاہیے
فصل گل مین موج بوی گل کا کوڑا چاہیے

زخم خندان جام خندان کی بدل ہو انجمن مین
شیشۂ مے کے پہلو مین پھوڑا چاہیے

فرقتِ ساقی مین اتنا ہی خیال اے میکشو
شیشۂ مے آبلہ ہے اسکو پھوڑا چاہیے

کر چکا ہون صرف سب گنج مضامینِ بلند
عرش کی دروازے کا اب قفل توڑا چاہیے

دھوی پاے حنائی اسکے باغ مین
پانو مین شمشاد کے سونے کا توڑا چاہیے

ولہ

داغ لیجا ہون ترے لالہ رخسار سے
پھول لے آئے ہین گلچین جسطرح گلزار سے

ایسے مری قرہ کی مین بادل بھرے ہوے — پل مارتے مین دیکھے ہین جل تھل بھرے ہوے

ہم میکدے مین آئے تو خالی نظر پڑے — رہتے تھے خم شراب کے اول بھرے ہوے

زاہد وہ بادہ کش ہون کہ مانگون اگر دعا — اوٹھین ابھی شراب سے بادل بھرے ہوے

ہون محو چشم یار چکارے ہین کیا کر دن — ہر چند آہو ونسے ہین جنگل بھرے ہوے

نکلی زبان خشک ہر اک خار دشت کی — پہونچا جو آبلو نکی مین چھاگل بھرے ہوے

مثل سبوے بادہ خرابات دہر مین — خالی وہ گھر مین آج جو تھے کل بھرے ہوے

اب قافیہ بدل کے ذرا فکر کیجیے — اشعار اس غزل مین ہین جھل بھرے ہوے

ولہ

تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوے — خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوے

جوش حباب بادہ نہین خم مین ساقیا — مینائے آسمان مین ہین اختر بھرے ہوے

مدت سے انتظار ہے بادہ کش مین ہون — بیٹھا ہون مثل چشم مین ساغر بھرے ہوے

دے زہر مجکو ہجر مین ساقی بجاے مے — لازم ہے نقلدان مین اخگر بھرے ہوے

اےجان تیرے گیسوے مشکین کی عکس سے — چاہ ذقن مین دیکھے ہین اژدر بھرے ہوے

صحبت سے ہو جو اصل مبدل محال ہے — پانی مین ہین شرار نسے پتھر بھرے ہوے

دھوکے کی ہے جگہ یہ خرابات میکشو — ظرف مے وضو ہین برابر بھرے ہوے

ایسی بری لگین قرہ خون فشان غیر — گویا مرے لہو سے ہین خنجر بھرے ہوے

کیون نہو مرہون احسان یار کا
مجھسے ناسخ خود بخود گرویدہ ہے

آج سے وحشت فزون ہر روز ہے
لے مبارک ہو دلا نوروز ہے

ہے جو وہ شمع شبستان مجھسے دور
یان چراغ داغ بزم افروز ہے

ادسکے ہم نوکر ہین کچھ عاشق نہین
مدتون سے ایک بوسہ روز ہے

دیکھیے قسمت ہے کس غمخوار کی
دل مراد ذرات غم اندوز ہے

طائر رنگ حنا اوڑتا نہین
آپ کا یہ مرغ دست اموز ہے

آفتاب اوس مہ جبین کے سامنے
اپنی نظرو مین چراغ روز ہے

نوحہ خوان ہے ساز مطرب ہجر مین
راگ مجکو مرثیے کا سوز ہے

چاہیے تاریک ہی فرقت کی رات
جو فتیلہ سوز ہے جانسوز ہے

کیا ہمارے زخم کو ٹانکے لگین
سوزن مژگان فقط دلدوز ہے

خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے
فوج غم پر آج دل فیروز ہے

داغ کہنہ پھر نیا ہو جاے گا
آج کہتے ہین جنون نوروز ہے

ولہ

کون اے بت ہے تو خدا جانے
کفر کیا شے ہے کوئی کیا جانے

دل کو پوچھا جو مینے وہ بولے
کہین ہوگا مری بلا جانے

مجکو بیگانہ سمجھے ہے ظالم
راہ چلتون کو آشنا جانے

ولہ

متصل تیر آہ چلتے ہین	دل ہمارا نہین یہ ترکش ہے
بنتی ہے گردباد خاک اوسکی	اس خرابی مین جو کہ سرکش ہے
آئی فصل بہار اے ساقی	آدمی کیا کہ بت بھی مہوش ہے
دوستی کا سبب ہے جنسیت	مین ہون دیوانہ تو پریوش ہے
بہر غم داغہائے حسرت ہے	لائحۂ دل مرا منقش ہے

دیکھیے کیا ہو عشق مین ناسخ
اندنون دل فراموش ہے

او بہار امسال دل پژمردہ ہے	داغ سودا بھی چراغ مردہ ہے
میری بیتابی سے ہے بجلی کی طرح	چاند تو ہے ابر تیرہ پردہ ہے
شکوہ سیرا ہے تجھے ای دل عبث	رنج و غم جو ہے ترا آوردہ ہے
کم کرو صاحب غریب آزاریان	خاطر فاطر بہت آزردہ ہے
دم بدم اوٹھ اوٹھ کے چلے جاتے ہین لوگ	دہر گویا بزم برہم خوردہ ہے
خاک سے اوٹھا نہین جو نقش پا	کیا مری تصویر کا یہ گردہ ہے
تو ہی بھڑکائے گی باد بہار	دل ہمارا آتش افسردہ ہے
نبض بے جنبش ہے رشتہ شمع کا	شمع پیش روئے جانان مردہ ہے
دل کے جانیکا نہو کیون غم مجھے	وہ مرے آغوش کا پروردہ ہے
روئے ہم جو ترے قد کو کرکے یاد	سرو گلشن کاہ دریا بردہ ہے

دے ہے کسیکو قابو جو انسان کا سے چلے — پانون کے بند ٹوٹتے سو راہِ خدا چلے
میرا غبار کہہ سے صنم کو اوڑا سے چلے — یا مرسل الریاح اب ایسی ہوا چلے
وہ ماہ زلف سے جو زمین سے جدا سے چلے — اس طور سے کبھی نہ کوئی اژدہا چلے
پانی سے تبدیل کرے بخت واژگون — نامہ ہمارا لیکے جو بادِ صبا چلے
جب کوئی قافلہ سوئے ملک عدم چلا — ہم آگے آگے مثل صدای درا چلے
وحشت عدم سے بھاگون جو زندانے الجنون — زنجیر میرے ساتھ ہی سنکر صدا چلے
پابندِ آب دانہ ہو سالک محال ہے — طے ہو نہ ایک گام جو لاکھون آسیا چلے
قتل اوسکو دیکھکر مین ہوا ایک آنمین — کیونکر قضا نہ آئے جو تیغ ادا چلے
عزم سفر ہے اوسکو مجھے بھی خبر کرو — یارو جو کوئی سوی عدم قافلا سے چلے

ناسخ ہماری پستی ہمت کو دیکھنا
فوق السما سے آئے تھے تحت الثرا چلے

کبھی بلانہ وہ محبوب شہسوار نے مجھے — کیا ہے باد فنا نے عبث غبار مجھے
چمن مین یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے — تو شاخ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے
کیا ہے فرقت محبوب نے یہ زار مجھے — کہ رنگ زرد بدن ہو رہا ہے بار مجھے
نکرسکا مین کوئی کام حسب خواہش دل — سوائے حیر نہین خاک اختیار مجھے
ہوا ہی خط مین ہوا ہو گئی ہے جان مگر — ہنوز پیک صبا کا ہے انتظار مجھے
شب سیاہ جدائی مین جوش سودا ہے — سحر کی جیب کو کرنا ہے تار تار مجھے

ہوا مشتعل ہے طرح عکس تیرا
آب آئینے کا گھر چلا چاہتا ہے

کرین بے خطر کیون نہ بندے خطائین
خدا باپ مان سے سوا چاہتا ہے

دلا تو بھی جلد ے تو ہے ساتھ اچھا
کوئی دم مین قاصد چلا چاہتا ہے

بردن سے بُرا اپ کو جانیو تو
اگر لے دل اپنا بھلا چاہتا ہے

بتو قتل ہم تو کیا چاہیے رہو
نجانے خدا کیا کیا چاہتا ہے

وہ بگڑا ہوا منہ بناتے نہیں اب
مرا کام بگڑا بنا چاہتا ہے

جو کہتا ہون اوس سے کہ سن شعر میرے
تو کہتا ہے کیا کچھ سنا چاہتا ہے

بنائی پھولون نے جو رونی صورت
وہ گل کیا چمن مین ہنسا چاہتا ہے

کہان چاہنے والونکا غم ہے تجکو
تو کرتا ہے جو دل ترا چاہتا ہے

دلا کھا غمِ عشق شیرین سمجھکر
اگر زندگی کا مزا چاہتا ہے

بہت غم فلک مجکو دینے لگا ہے
اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہے

اگر جان جاؤن تو بھٹرکا دُن اوسکو
جسے وہ بت بیوفا چاہتا ہے

غزل سُنکے اک بوسہ دہوڑا لپارے
یہی تجسے ناسخ ملا چاہتا ہے

دل اک بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

بہ جوش شراب اس برس ہے کہ ساقی
فلک مثل مینا ہوا چاہتا ہے

بطِ مے کو ہونچاے کوئی یہ مژدہ
زدان مے کا دریا ہوا چاہتا ہے

۱۶۱

چہرۂ جانان ہے قران مجید
خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ ہے

کیون نہ چلائے جرس لیلے نہین
ساربان ہے قیس ہے جمازہ ہے

مرگیا ہون وادی غربت مین مین
پر وطن کا شوق بے اندازہ ہے

دیکھتا ہون جب در فردوس کو
جانتا ہون اکبری دروازہ ہے

کھینچ رہا ہون مین تو ہے وہ گرداب
سنیو اے ناسخ یہ مضمون تازہ ہے

غزل

موت ہے نزدیک مجھسے کوئی قاتل دور ہے
پاس آپہونچا ہے رہزن اور منزل دور ہے

سیب جانان سی ملے کسطرح شفتالو مجھے
وہ ذقن بھی مجھسے مثل چاہ بابل دور ہے

صاف اگر ہوکر گلے لگتے تو پاتے لطف تھا
سینہ سے سینہ ملا دل سے دلکی دل دور ہے

سنتے دیتے ہین کہان بے اعتنائی یار کی
گوش گل سے ورنہ کب بانگ عنادل دور ہے

مرگیا مین گلشن جنت مین بھی داخل ہوا
ہائے ابتک مجھسے وہ حور شمائل دور ہے

اضطراب دوری محبوب مین معذور ہون
کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل دور ہے

ایک جا نزدیکی و دوری نہین ہوتی دلے
تجھسے وہ نزدیک ہے تو اس سے غافل دور ہے

قیس نے لیلی کو کس حسرت سی بھیجا یہ پیام
ساتھ ہے بانگ جرس شور سلاسل دور ہے

چاندنی کی وضع سے کیونکر نہ لوٹون خاک پر
مجھسے وہ محبوب مثل ماہ کامل دور ہے

دشت وحشت مین کیون مثل جرس چلائے قیس
چلنے کی طاقت نہین لیلی کا محمل دور ہے

بے سبب گرداب بلا مین ہاتھ اپنا ڈال دے
غم نہین ناسخ اگر دامان ساحل دور ہے

آسمان پر نظر جو کی شب ہجر — سمجھے رسم مقبرے کی جالی ہے

سفلون سے پوچھتا ہون غربت مین — کہتے کیسا مزاج عالی ہے

اسقدر ہو گیا ہون زار و زبون — کہ مجھے خوف شیر قالی ہے

نور مہتاب ہے دھوئین کی مثال — ہائے کیا آج رات کالی ہے

شعر رنگین مرے پڑھے اس سے — لب محبوب مین یہ لالی ہے

جانتا ہون ترے نہ آنے سے — میری جان آج جانیوالی ہے

بہر دندان یار روتا ہون — ہر وزہ موتیے کی ڈالی ہے

باغ پامال کر دیا تو نے — ہر نہال اے صنم نہالی ہے

واعظا ہو نہ درپے ناسخ
عاشق رند لاابالی ہے

ملگیا ہے جب شب تیرہ مین گیسو یان تو مجھے — نور کا تڑکا نظر آیا ہے اے مہ رو مجھے

میری آنکھون مین جو دیکھی لخت دل نے لاوہ گل — کیا ہی گل منہ ہی نظر آئی کنار جو مجھے

حسرت دندان جانا نمین ہون غمگین اسقدر — سامنے آیا جو موتی ہو گیا آنسو مجھے

یہ سفیدی یہ سیاہی تیری آنکھون کی کہان — کیا پسند آئے پر یرو دیدۂ آہو مجھے

ہو گیا ہون کب خمیدہ ضعف سے مین ناتوان — عشق ابرو مین ملی ہے صورت ابرو مجھے

مین اکیلا اپنے غم کی شرح کر سکتا نہین — کوئی مثل مرثیہ خوان چاہیے بازو مجھے

چل رہی ہے میری بربادی کو یہ باد بہار — تیرے غم نے کر دیا ہے گل بے رنگ و بو مجھے

نسیم باغ کوے یار آئی ہین نگار دنے — کہ ریزش جسطرح ہوتی ہی اکثر گل کی خوشبو سے
محکسے ہو دو چندان جسطرح حسن زر خالص — سنہرا رنگ چہرے کا چمک اوٹھا ہی گیسو سے
شہادت گو نہ پائی پنجان تو کردیا مجکو — امید اتنی نہ اوس نازک بدن تہمی تیری بازو سے
بدن پر چاندنی جب پڑ گئی سمجھا برص ناسخ — بلا ہین یوہین سب سامان عشرت ہجر مہ رو سے

طمع نہین مجھے ہرگز کہ سیم و زر ملجاے — کسیطرح سے الٰہی وہ سیم بر ملجاے
مری نظر سے جو تیری کبھی نظر ملجاے — تو جان جانسے دل دل سے سیم بر ملجاے
نکل چلا ہون کہ اوسکی کہین خبر ملجاے — خدا کرے مجھے رستے مین نامہ بر ملجاے
بلاے جان ہے نظر سے اگر نظر ملجاے — مگر ہے لطف بڑا دل سے دل اگر ملجاے
دل اپنا ہوا ابھی دریا جو وہ گہر ملجاے — دماغ پہونچے فلک پر جو وہ قمر ملجاے
یہ جی مین آتا ہی اس بحر مین ہمین بہر غواص — کہ شاید اب کوئی مضمون کا گہر ملجاے
ملے وہ مجسے یہ امکان کیا کہ ہو نہ ملال — یہ مشت خاک مری خاک مین اگر ملجاے
ہزار دن چاک گریبان چاک دل تو دیے — فلک مجھے کوئی اب اوسکا چاک در ملجاے
مرے طرح پھرے کبتک خراب دشت بدشت — کہین الٰہی مری آہ کو اثر ملجاے
جریح تیغ جدائی ہون ہاتھ مین باندھون — مجھے کوئی کسی سر خاک جو پر ملجاے
ہم ایسے گم شدہ دشت بے نشانی ہین — کہ سنتے ہم گئے جو بندہ گر خبر ملجاے
مین راز دل نہین لکھتا کچھ اپنے نامے مین — یہ خوف ہے نہ رقیبون نامہ بر ملجاے

کعبے سے کم نہیں ہی ہمارا حریم دل | اسمین بھی ہی کھدی ہوئی تصویر یار کی
ہسے او مجھ کے غیر کے قابو مین پھنس گیا | کیا کیجئے کہ تھی یہی تقدیر یار کی
مجھپر جو کچھ ہوا سو مری دل کے ہاتھ سے | ہے غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی
بٹری بھی خاردار بنی جیسے خار دشت | الفت نہ تھی جنون مری پانوسی خار کی

ناسخ ضعیف بھاری ہے زنجیر آہنی
کافی ہے اوسکے قید کو زنجیر یار کی

پہنے ہے سلسلۂ جذبۂ مجنون لیلی | نکلے مجنون نہ چلے جانب ہامون لیلی
جو زمین شعر کی ہے ایک ہی وادی مجکو | ہون وہ مجنون کہ ہی سیر مجھے مضمون لیلی
حسن اور عشق مین وہ ہم ہین ذات ہی ایک | قیس مجنون ہو تو کم کیون نہ کری خون لیلی
چاند کو دیکھکے مجنون یہ کہا کرتا ہے | جلوہ گر ہی سر جمازہ گردون لیلی
سنکے ہو شائد مضمونکی طرح جب تسخیر | غزل قیس کو کیون سمجھے نہ افسون لیلی
اے پری تو نے بنایا ہے جو مجنون مجکو | اب یہ لازم ہی کہ مین تجکو بناؤن لیلی
ایک ہین عاشق و معشوق نہین دخل دوئی | قول مجنون کا ہی یہ راست کہ مین ہون لیلی
ایسے تم غیرت سلمی ہو کہ عذرا ہون عذار | ہونٹھ شیرین ہین ہر اک کا گل شگون لیلی
تو وہ شیرین ہی کہ تجھپر ہوئی شیرین فرہاد | تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
گردش صف قدح جاناسین جو ہو دن اشعار | کیون نہ محمل مین چھپائے قدموزون لیلی
اگیا ہوش مین آواز جو سنکر مجنون | کیا حدی خوان کی ہوئی نجد مین مجنون لیلی

١٥٧

پڑھکے خط اوس بیوفا نے جو نہ کہنا تھا کہا — آنکھ کرسکتا نہین مین نامہ بر کے سامنے
پہلی منزل گور اوسمین اسی منزل ہی نہین — کیا ہو دنیا سے سفر میری سفر کے سامنے

ایک نیزہ سے بھی نیچا ہو تو ناسخ غم نہین
آفتاب حشر کیا ہے داغ سر کے سامنے

جنون پسند مجھے چھاؤن ہے ببولونکی — عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولونکی
اگرچہ آئی ہے برسات پھول پھولے ہین — ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولون کی
امید وصل ہین ہم جھولتے ہین برسون سے — وہان رقیبو نہین تیاریان ہین جھولونکی
کہان امید ترقی ہے جیتے جی ہمکو — یہ مشت خاک ہے بس منتظر بگولونکی
جو چشم اہل وطن مین نہ ٹھہرے کیا پروا — ہماری خاک سے روشن ہین آنکھین غولونکی
جو آئے وہ تو بھولا سا اون قبر مین ہین — خبر کرے کوئی اوس گل کو میری بھولونکی

نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا
تمھین تو امتین بخشو گے سب رسولونکی

باغ ہستی مین ہمین بس نخل ماتم چاہیے — دے خوشی اورونکو ای گردون ہمین غم چاہیے
تنگ اس عالم مین ہون اب اور عالم چاہیے — وحشیون کو ماوراے عرش اعظم چاہیے
فرقت محبوب مین جاری کرون سیلاب اشک — ہو نہین آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے
ہے تری چاہ ذقن سے سبزہ خط کی نمود — مجکو اب مرنے کے خاطر چاہ رستم چاہیے
ساری عالم کے بگولونسے محبت ہے مجھے — جو غنی بالذات ہو کیا اوسکو خاتم چاہیے

رکھے ناسخ مجکو محفوظ اِس زمانے مین خدا
وقت خیر آگے کبھی تھا اب تو شر کا وقت ہے

اگئی موت شب ہجر مین ہیہات مجھے
اب کہان یار سے امید ملاقات مجھے

کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش
کیا ہی اے عشق کیا تو نے خوش اوقات مجھے

ہجر مین ہی بات مرے منھ سے نکلتی ہی نہین
یاد آجاتی ہے تیری جو کوئی بات مجھے

فرقت یار مین انسان ہون مین یا کہ سحاب
ہر برس آکے رلا جاتی ہے برسات مجھے

مین وہ ہون جسنے پلایا ہے پیالہ سبکو
رند کیونکر نہ کہین پیر خرابات مجھے

ہمہ تن چشم ہے تا روئے ادا انکے لیئے
تیری فرقت مین ہوئی دیو سیہ رات مجھے

کلمہ گوئی سے تو سخندر رکھ ای زاہد شہر
نفی کے قبل بھلا حاصل اثبات مجھے

کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
زاہدا اب تو سمجھ تارک لذات مجھے

جتنے ادنیٰ ہین سمجھتا ہون مین اعلی ناسخ
صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

غزل

کوچۂ جانان نے یا گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

تیغ سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے

جیب مین جا کے اپنی گریبان کسطرح کرنے لگا
قیس چلا یا مری صحرا کا دامن چھوڑ دے

اندلون ڈر امری گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح روان اپنا یہ تن چھوڑ دے

اوس تکلی شرمگین آنکھین مین ہون کیونکر نہ جا
دیکھکر مجکو کیون پلکونکی چلمن چھوڑ دے

۱۵۵

ولہ

چل دلا اب یار پر قربان ہون | کہتے ہین سب عید قربان آج ہے

حرفِ باطل کیونکر اے ناسخ سنون
کانین یان پنبۂ حلاج ہے

غزل

وصلِ جانان سے جو مجکو یاس ہے | ہجر مین جینے سے جی بے آس ہے
گورے پنڈے سے مشابہ ہے تو کیا | یاسمن مین کب تری بو باس ہے
مے تو مے فرقت مین کیا پانی پیون | قطرہ جو ہے ریزۂ الماس ہے
دور ہے وہ لالہ رو اے دل تو کیا | داغ حسرت تو ہمارے پاس ہے
دشتِ غربت مین ہے لاغر سب بدن | بس ہمارے پانون پر اماس ہے
ہون ملک اے حور تیرے عشق مین | بھوک لگتی ہے نہ مجکو پیاس ہے

عشق تو مدت سے اے ناسخ نہین
مجکو اپنی بات کا اب پاس ہے

غزل

ماہ سے ہے پُر داغ کیا نسبت اوسکے گال کے | ہے زحل منحوس کیا لگتا ہے اوسکو خال سے
اوسطرح اوسین پھنستی مین تو ہسین مرغ روح | بال کے پھندے کو کیا نسبت کمر کی بال سے
طائرِ دل ہے برنگ طائرِ نکہت اسیر | کیا رہائی پائے تیرے گیسوؤن کی جال سے
چلتے چلتے کیون نہ رک جائے نسیم اب روان | جائے جب صحن گلستان مین وہ گل اس چال سے
وادیِ مجنون نہین اے لیلی جو رکھی گی اے قدم | نالہ زنجیر نکلے گا تری خلخال سے
راستے نقطہ الف پر ہو کبھی ممکن نہین | دہن سہی قد کی سراپا کو غرض کیا خال سے

آپ توکرتے ہین اعجاز لگا لیتے ہین
آدمی کیا ابھی ساتھ آپکے تصویر چلے

پہونچے وہ کوسون یہان اوٹھے نہین پای قلم
آگے تقدیر کے ممکن نہین تدبیر چلے

کسطرح اوسکو روانہ کرون نامسخ مکتوب
جائے قاصد مرے آنسو دم تحریر چلے

ایک خلقت ہے اسیر پیچان تری چالی کی
نقش پا حلقے ہین جادو ہین ہے صورت جال کی

جسم اگر ہے ناتوان تو جان ہی اپنی چلی
کچھ تو ہو تدبیر اوس قاتل کے استقبال کی

ناتوان ہین ورنہ کچھ ہمسے ہو سکتا نہین
کرتے ہین تعریف ہم تری کمر کے بال کی

جب خط مشکین ہوا اوس صفحۂ رخ پر رقم
زلف پیچان کا قلم تھا ردشنائی خال کی

لیچلی وحشت جنون سے جانب دشت عدم
ہے زیادہ ہر برس سے وحشت اسکی سال کی

یار آیا ساتھ غیرون کے گلے لگنا کہان
کیا خوشی ہمکو بھلا ہو غرۂ شوال کی

عشق لیلے مین ہوا ہی قیس کو حاصل کمال
ہے یقین زنجیر سے نکلے صدا خلخال کی

شوخیان ہر ناخن پا مین ہین چشم حور سی
تیرے تلوو نمین صفائی ہے پری کے گال کی

ہر گھڑی ہی یار لگتی ہے ہماری دلکو چوٹ
ہجر مین قسمت ملی ہو کیا ہمین گھڑیال کی

نامۂ محبوب کا رہتا ہی دن رات اشتیاق
فکر مجکو کچھ نہین ہے نامۂ اعمال کی

دیکھتا ہے قاصد آنامہ نہ سنتا ہی پیام
کسطرح ہو اطلاع اوسکو ہماری حال کی

جسطرح بے ابر برپا ہو گیا طوفان نوح
حاجت اپنی چشم گریان کو نہین رومال کی

نقش ہستی محو ہوتے ہین برنگ نقش پا
کچھ خبر ہے راہ چلنے مین کسی پامال کی

ساغر دکھا کے مجکو نہ فرقت مین تو رُلا
ساقی یہ کھوپڑی ہی کسی بادہ خوار کی

مژگان کو تر کیا نہین ردرو کی یار نے
تلوار ہیرے قتل کو پھر آبدار کی

کیا جل رہی ہین آنکھین مری بے جمال دوست
ہے آنسوونکے قطرہ نہین حالت شرار کی

قاصد یہ کہنا غور سے عرضی کو دیکھیے
مد ہے شبیہ آپ کی زار و نزار کی

ہو شعلہ جسطرح سرِ شاخِ درخت طور
ایسی ہے شان اوس صنم نے سوار کی

تا رہی نہین نکال دیے دانت چرخ نے
دہشت ہی اسقدر مرے شبہاے تار کی

ہن کیا کرہ ہاے نکہتِ گل مین بھی تم نون
بیڑی پڑی ہے موج نسیم بہار کی

شرمندہ اپنی جلد روی سے جو ہو گئی
پھر آنکھ مجھسے وصل کی شب نے نہ چار کی

تلوار کچھ نہین ترے ابرو کے سامنے
باور نہو تو کھاؤن قسم ذو الفقار کی

کرتے ہو تم رقیبو نہین اپنی تو دل لگی
کچھ فکر ہے مرے بھی دلِ بیقرار کی

ساقی چڑھا گیا تو ہون جامِ شرابِ عشق
پر سوجھتی نہین کوئی تدبیر اوتار کی

مضمون زلف سے دہنِ یار ہی دوات
حالت نوکِ کلک سے دندانِ یار کی

اوٹھنے لگی ہے کیون یہ زخم کہنین تیس
آئی ہی شائد آج ہوا کوے یار کی

ناسخ رہے جو دور کسی جلوہ گاہ سے
مٹی رہی خراب ہمارے غبار کی

سیر گلشن کو اگر وہ بتِ پر نور چلے
حسن نسرین و سمن صورت کافور چلے

برشکال آئی ہے ڈھونڈھنے ہم دور چلے
آج ہم دشت مین ہین شہر مین انگور چلے

گر چلے پانو نکو صحرا مین تو خارونکی نیاز | کوہ پر سر کو بھی چلکر نذر خارا کیجیے
انجانے پیش کفار اپنی بیرنگی مین فرق | کیا خدا سے ای بتو شکوہ تمہارا کیجیے

آسمان کہتے ہین اے ناسخ یہ میرے یار سے
مہر و مہ کو روز و شب تجھیر سے دارا کیجیے

کمال آپ کی جلوی سے بام روشن ہے | برنگِ مطلع ماہ تمام روشن ہے
وہ ماہ صبح گیا اور وقت شام آیا | سیاہ صبح ہوئی شکر شام روشن ہے
شبِ فراق گئی روز وصل آپہونچا | طلوع صبح ہے عالم تمام روشن ہے

ولہ

خط کی لاتین اگر پیکِ صبا نے دیر کی | ہے غضب آتین کیون پیکِ قضا نے دیر کی
جان چشت خانۂ تن سے ہوئی بیگانہ وار | دم بھر آتین جو نا آشنا نے دیر کی
مصحفِ عارض نہ دیکھا وقت یسین آگیا | اسے کیا تاثیر مین میری دعا نے دیر کی
کاش وہ بت کوئی ٹھوکر میری تربت کو لگا دے | حشر کر نہین قیامت ہی خدا نے دیر کی
عید قربان ہی گلا کاٹون مین اپنا قصاب | کیون گلے لگتا نہین اوس دلربا نے دیر کی
خشک غم سے ہو گیا میرا بدن مثل قلم | خط کی جو ارسال مین اوس بیوفا نے دیر کی
دل مرا بے چین ہی کہ راست آئی صید شتاب | کیا سبب نی مین کیون اوس دلربا نے دیر کی
آنکھ بیچی ہے ہونٹھون تک ابھی وہ دلمین ہے | ضعف سے کیا میری آہِ نارسا نے دیر کی

ولہ

١٥١

باندھوں اوس زلف کا مضمون سخن میں جو بیان
ہے یقین شعر میں سانپ کا منتر ہو جائے

کیا ہی قسمت میں ہے نقصان برنگ غنچہ
شیشۂ مے مجھے ملجائے تو ساغر ہو جائے

کیا ہی وہ دشمن قاصد ہے کہ دوست ہے مجھے
نہ کہیں منکر جبریل و پیمبر ہو جائے

اے پری ضعف ہی ہر چند مگر سایہ کی طرح
پھاندوں دیوار تری بند اگر در ہو جائے

لوح با قوت ہے آئینہ ترے پرتو سے
عکس شجاعی تو چاندی ابھی زر ہو جائے

کون منت کرے دربان در جانان کی
ایک دم روؤں تو دیوار ابھی در ہو جائے

نہ کبھی شکل تری دیکھی نہ آواز سنی
اے پری غیر کرے کور و کر ہو جائے

پان اکسیر کی بوٹی دہن یار میں ہے
ورق نقرہ لپیٹیں ورق زر ہو جائے

آتش مے سے نہیں جلتی ہے ساقی یہ بجا
بلے کا بھی اگر نام سمندر ہو جائے

زیب اورنگ ہوا ہے شہ عادل ناسخ
کیون نہ نوروز کو دن رات برابر ہو جائے

آج میخوار و فراق ساقی گلفام ہے
چور اپنا کاش دل بھی برنگ جام ہے

بے زری کا غم نہیں جاری ہمارا کام ہے
سامنے آنکھوں کے اک محبوب سیم اندام ہے

ٹھوکریں کھایا کیے پھر ڈگمگا کر گھر انکے عوض
گردش ساغر کہاں اب گردش ایام ہے

بیخودی میں آنکھ پڑ جاتی ہے جب بت شیر پر
آسمان کو جانتا ہوں اوس پر کا بام ہے

مطمئن ہر حال میں ہی عاشق پختہ مزاج
بیقراری کیوں نہو سیماب جبتک خام ہے

روی جانان پر نہ زلفیں ہیں نہ خط مشک فام
دل کے پھنسنے کو نہ جانیں کونسا دو دام ہے

دشتِ غربت مین مری مر رہنے کو | جو گڑھا آیا نظر وہ گور ہے
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول | صبح ہوتے ہوتے اپنی بھور ہے
اوس بتِ شیرین ادا کی پور پور | بے تکلف نیشکر کی پور ہے
رات کو چوری چھپے پہونچا جو مین | غل مچایا اوسنے دوڑ و چور ہے
میکشی مجھسے چھوڑاتا ہے بزور | ساقیا زاہد بھی کوئی زور ہے
کرہی اوسنے دا علے پر قیاس | نہرین شیرین ہین سمندر شور ہے
کر رہا ہے جلوے تیرے سامنے | چاند گھٹا ئدا یصنم شب کور ہے
رہنے دے میرے دل کے داغ کو | تیرے باغ حُسن کا یہ مور ہے
ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف | مار بھی اکدن غذائے مور ہے

جو نظر آتا ہے ناسخ ہے وہی
ڈھونڈھتا ہے جو اوسے وہ کور ہے

غزل

دیر کس کا کعبہ مقصود ہے | بت اگر گم ہے خدا موجود ہے
ہے بخیر انجام اے دل غم نہ کھا | سوز فرقت آتش نمرود ہے
بت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور | وہ مرا نامِ خدا معبود ہے
سودۂ الماس کھاکر مر رہون | زندگانی ہجر مین بیسود ہے
جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین | داغ فرقت آتش بیدود ہے
کیا عوض چاہون وفا سودا نہین | دل جو دے ڈالا تجھے یہ جود ہے

کونسی نکلی ہوس تیرے دل مایوس کی
در کنار ایجان جان حسرت کنار و بوس کی

چلتے چلتے دشتِ غربت مین یہ تلوونکا ہی حال
ملتے ملتے جو ہوئی حالت کفِ افسوس کی

نشۂ ہستی مین ساقی بادۂ عشرت کہان
ہے سر و گردن نہین صورت شیشۂ معکوس کی

پیس ڈالا تونے سارے باغ کو اے رشکِ گل
کیا حنا کو ہے فقط حسرت ترے پابوس کی

سوچ اے منعم عمارت کا تو ہے زکور کیا
گور بھی ملتی نہین دنیا مین کیکاؤس کی

جنت کوئے صنم سے مرغ دل نکلا جو ہاے
داغہاے یاس سے صورت ہوئی طاؤس کی

وصل کے دن کی یون چھوٹا ہون ترے غم سے مین
عید کو جیسے رہائی ہو کسی محبوس کی

او موذن دیکھ لیگا تو مری تربت اگر
نکلے گی وقت اذان منہ سے صدا ناقوس کی

پائچہ سرکا دے اپنی ساق سیمین سے صنم
یہ نہین وہ شمع حاجت ہو جسے فانوس کی

التجا ہے بس یہی ناسخ خدا سے اندنون
جلد ہو مجکو زیارت بادشاہِ طوس کی

دوست جبسے اک برہمن زادہ ہے
دل ہمارا کفر پر آمادہ ہے

ترک کو آتا ہے عشق سادہ رو
زاہدِ بے دین بھی کتنا سادہ ہے

ہاے پھندا پڑ گیا زنار کا
قید اب مرغِ دل آزادہ ہے

جسکی مسجد پر نہ پڑتی تھی نگاہ
وہ درِ بت خانہ پر افتادہ ہے

زاہدا مین کیا کرون ظرفِ وضو
دوشِ ساقی پر سبوی بادہ ہے

رشتۂ زنار جو ہے تا کمر
بس یہی راہ عدم کا جادہ ہے

ہم رند بادہ خوار ہین کوئی گدا نہین — کیون ساقی اپنے ہاتھ مین خالی ایاغ ہے
ہین برگ لالا شعلے جو اد ٹھے ہین متصل — داغ سیاہ ہجر مین لالے کا داغ ہے
ایسے کسیکے بخت نہ واژدن ہین ساقیا — خالی حباب مے کیطرح یان آیاغ ہے
عطار اوسکے واسطے گل جنت کا چاہیے — عطار سے کہو کہ وہ عالی دماغ ہے

ہی مرغ نامہ بر کا اسے شائد انتظار — ناسخ جو آج گوش بر آواز زاغ ہے

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی سر پیتا ہے محمل — دل نالان جرس ہے سینہ بے کینہ محمل ہے
نہوگا ذکر اپنا دفتر دیوان محشر مین — ہمارا نامۂ اعمال باطل فرد باطل ہے
دم فکر سخن کیونکر نہو جادو رقم خامہ — دوات اپنی قلمدان مین بجائے چاہ بابل ہے
کھنچا جاتا ہے عالم ہر طرف سے تیری جانب کو — بجائے مرکز عالم ترے رخسار کا تل ہے
مری محبوب سے آغوش بھی کوئی نہین خالی — وہ بحر حسن ایسا ہے کہ عالم اوسکا ساحل ہے
ازل سے جانتے ہین ہم نہین مہر و وفا ہرگز — جہا نہین آزمائش خلق کی تحصیل حاصل ہے
دلیل عقل ہے وارستگی بند علائق سے — کہ سودائی جہا نہین قابل طوق و سلاسل ہے
کیا ہے مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنون نے — کہ نالان دشت وحشت مین جرس کیطرح محمل ہے
ہماری زندگانی ہے فقط شوق شہادت سے — دم اپنے جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہے
نہین عشاق کو آرام ممکن بعد مردن بھی — دلا یہ گور راہ عشق مین پہلی ہی منزل ہے
ہماری مزرع امید کا کچھ حال مت پوچھو — برنگ خوشہ ہین مژگان تر یہ حال حاصل ہے

کیون شب روز زمستا نمین بہت آتی ہی یاد
ہے دراز اوس مہروش کی زلف قد کوتاہ ہے

ماہ کنعان ہو وہ طفل اور کورین یعقوب سا
سرمۂ بینش مجھے وہ گرد بازی گاہ ہے

شاہ کہتے ہین جسے جس سے گدا پائین مراد
نام کو دنیا مین یون تو جو گدا ہی شاہ ہے

ہو گیا مثل شب دیجور بخت اپنا سیاہ
سال بھر گذرا کہ نظرون سے نہان وہ ماہ ہے

وہ صنم کرتا ہی مضمون حیلہ سازیکی رقم
ہاتھ مین جاسے قلم گویا دم روباہ ہے

ناصحا چاک جگر سلوانے کی فرصت کہان
رشتہ اپنی زندگانی کا بہت کوتاہ ہے

کیا تنزل مین ترقی ہوگئی ناسخ مجھے
گر نہین دربار تو اللہ کی درگاہ ہے

غم نہین گر روسیاہی ہو خدا کے سامنے
سرخرو ہون اوس بت ناآشنا کے سامنے

ہون تصور مین کسیکے باد پا کے سامنے
ہے چراغ زندگی میرا ہوا کے سامنے

داغ ہے طاؤس اوس گلگون قبا کے سامنے
سانپ ہی رسّی سے کم زلف دوتا کے سامنے

سجدے کرتا ہون بت ناآشنا کے سامنے
بندے ہین کیا چیز مین کہدون خدا کے سامنے

مین نہ فریادی تو بنکا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلا نا آشنا کے سامنے

جسم چھوٹا روح سے دل سے نچھوٹا وہ صنم
بت بغل مین لیچلے ہین ہم خدا کے سامنے

زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ
ہائے ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کے سامنے

بوسے کا سائل ہون کیون مجکو نہ کہیئے دور دور
قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے

مجسے پہلے دی رقیبونکو اگر پیغام موت
کیا بڑا یہ کام ہے پیک قضا کے سامنے

دیکھتے ہی بادۂ گلگون بے رنگت اڑ گئی
جان بیجز کی صورت نظر آتی نہیں

پڑتی ہے روشن دلونکو بیرہ خانے غرض
ساقیا کیا ہے تری شیشے کی آگے دور بین

جسم کو چھوڑا نہیں میں نے وطن آیا قریب
ملگیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا

ہوتی اپنی مال سے بھی منتفع ہوتی نہیں
پھوڑ ڈالا ہے سر اپنا تیغ تیری عشق مین

گردن ساقی کی ہے کیسی صفائی میکشو
جستجو مے مین ہم صحرا بصحرا ہین خراب

پڑ گیا ہے عکس جو ساقی کے حسن سبز کا
ارز دے ساغر مے ہے بس لے ساقی مجھے

سینہ کوبی مینے دوربین کی بولا صنم
جام خون ہے جسم ساقی بن شراب لعل گون

ہو گئی ہے آگ فرقت مین شراب آتشین
فصل گل مین اسقدر ہے میکشونکا دور در

دست رنگین اور تیری ساعد سیمین نہین

آگ نے پیدا کی ہے رنگت ساغر بلور کی
لیچلی فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی

جسطرح سے شمع ہو جاتی بشب دیجور کی
سوجھتی ہے نشۂ مے مین نہایت دور کی

روح نے اپنی بدنسی گرد غربت دور کی
ایسی از خود رفتگی کیا ہے غنیمت دور کی

موم سے کیا روشنی ہے خانۂ زنبور کی
برہمن کے ہاتھ پر سرخی نہین سیندور کی

کیون نہ خم ہو جائے گردن شیشۂ بلور کی
کیون نہ ہو گل آبلو نمین دانۂ انگور کی

قطرۂ مے مین ہے رنگت دانۂ انگور کی
کب طلب ہے جام جم کاسہ فغفور کی

کیا خوش آیندہ یہ آواز دہل ہے دور کی
آنکھ ساغر کی ہے گردن شیشۂ بلور کی

ساقیا ہر خم مین سوزش ہے عیان تنور کی
سبحہ زاہد نے بنائی دانہ انگور کی

شعلے ہین یاقوت کی شمعین مین کافور کی

بام ہے اوس باہر و کا کیا ہی دور | اوس سے تو چرخ کہن نزدیک ہے

کروٹھونا ناسخ برائے فاتحہ
روضہ شاہ زمن نزدیک ہے

کسکو فرقت مین خواہش مُل ہے | پانی پینے مین یان تامل ہے
تیرے عاشق ہوے ہین سب معشوق | تھا جو گل آگے اب وہ بلبل ہے
نہین تلوار آپ کی غمدار | قلزم عشق کا یہی پل ہے
ہونہ موقوف قلقل مینا | ورنہ ساقی ابھی مرا قل ہے
دل نالان ہوا مرا جو اسیر | مثل زنجیر مین غل ہے
گل گلزار مین ثبات کہان | پائدار اوسکی کفش کا گل ہے
شب فرقت مین شمع کا کیا ذکر | زندگی کا چراغ بھی گل ہے
کیون نہو مثل شانہ دست دراز | یاد افسون مار کا کل ہے
جانتا ہے وہ خوب میرا حال | نہین جاہل اوسے تجاہل ہے
جل گیا تیرے رشک سے گلزار | ہے وہ گل میرے ہاتھ کا گل ہے
سنے بے سپے کیون بہک گیا ایسا | محتسب کس کو فکر مُل ہے
خود سے ہے فصل بہار ہوش ربا | بندہ بد مست ساغر گل ہے

بندہ مرتضے ہون مین ناسخ
سجدہ گہ نقش پائے دلدل ہے

۱۴۳

قاصد اٹھ رہے اوٹھالے حبیب کے
یہ جواب نامہ احباب ہے

ولہ

یاں ہنسی لب پر ہے دلمیں درد ہے
فصل گل ہے کیوں نہو ہم پر بہار
بے ہوا سر گشتہ ہے میرا غبار
اسقدر نامونکے لکھنے میں ہوں صرف
قاصد محبوب کی آمد نہیں
بوے گل لائی نہیں ہر دم نسیم

راز رکھتا ہے نہاں جو مرد ہے
سرخ آنسو ہیں تو چہرہ زرد ہے
سامنے اوسکے بگولا گرد ہے
ہاتھ میں ہر دم قلم ہے فرد ہے
اسلیے ہی شعر میں آورد ہے
اوسکے بازی گاہ کی یہ گرد ہے

نامہ محبوب جو لاے صبا
مجھکو ناسخ گنج باد آورد ہے

جسنے آنکھ آپ سے لڑائی ہے
کھوئے جب آپکو ملے محبوب
دیکھنا اے سحاب دیدہ تر
پھیلی ہے وطن سے وحشت در
آج بھولا سخن جو رادہ دہن
وصل ہوگا شراب پی لوں گا

اوس سے اک خلق سے لڑائی ہے
گم ہوئے تب یہ بات پائی ہے
کیا بگولوں نے خاک اوڑائی ہے
یار سے نزدیک موت آئی ہے
دل کو کیا بات یاد آئی ہے
ہجر ہی میں یہ پارسائی ہے

حق جمیل اور دوست رکھتا ہے جمال
خوب رویون سے محبت خوب ہے

ہے گواہ اللہ اور اوسکا رسول
قاصدِ محبوب بھی محبوب ہے

ہجر مین اک طفل کے رونا پڑا
ماجرا اے گریۂ یعقوب ہے

کھینچ چپلا آخر کو جذبِ حسن سے
سچ ہے سچ اے ناسخ تو اب مجذوب ہے

موت کی بھی راہ مین کیا پھیر ہے
مثل قاصد آنے مین جو دیر ہے

دیر قاصد کو لگی جو راہ مین
تیری قسمت کا دلا یہ پھیر ہے

جب سے پنہان ہو وہ رشکِ مہر و ماہ
راتدن زیر فلک اندھیر ہے

اس قدر رکھا یا تری فرقت مین غم
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے

دشتِ غربت مین ہوا ایسا حقیر
ہے جو روباہ میرے حق مین شیر ہے

ہے بجاے حرز جو مکتوب یار
آج بارے دیو فرقت زیر ہے

ولہ

مثل جنت دور میرا باغ ہے
رشک دوزخ سینۂ پُر داغ ہے

ہجر مین کیا مے پیون مین ساقیا
جام مے شیشے کا استفراغ ہے

ہو یہ داغ اوس آستانے سے تری دور
کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہے

کیا پریشان غل سے کرتا ہے دماغ
کچھ خبر قاصد کی بھی اے زاغ ہے

خون ہو گیا جو غم سے دل اپنا تو سمجھے ہم — شیشے میں آج بادہ یاقوت رنگ ہے

وله

ہے بے صفا جو کوئی گرفتار رنگ ہے — خورشید آئینہ ہے شفق مثل زنگ ہے

سر پھوڑنے چلا ہوں میں کعبے کو زاہدا — جوش جنوں نہیں کیا ہی تمنائے سنگ ہے

اوس سرو خوش خرام سے نسبت بھلا ہے کیا — گلشن میں چلکے دیکھ لو شمشاد لنگ ہے

اے برہمن جو سجدہ کروں میں تو عیب کیا — اوس بت کے آستانہ میں کعبے کا سنگ ہے

حاضر ہے قتل ہونے کو ناسخ بھی مثل درد — گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی — سنگ سے اوس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی

بہتے ہیں عشق زقن میں اشک آنکھوں سے رواں — دیکھنا پھوٹی ہے سوت اگر کہاں اس چاہ کی

مدتوں گذری پستی طالع تو کیا سمجھا ہوں میں — آسمان نے گنج قارون پر مری تنخواہ کی

اوّل و آخر ہے یکسان ہیچ کا کیا اعتبار — ہے حقیقت ایک نظروں میں گدا و شاہ کی

پاس کعبے کے ہو نکر بھول جاتا ہوں میں راہ — جب کشش کرتی ہے الفت بت گمراہ کی

جلے عبرت ہی بچا کر بلبلوں کو اے باغبان — تو نے سرسبزی کبھی دیکھی ہے برگ کاہ کی

حسن ارباب فنا دیکھو کہ بن جلنے کے ساتھ — برگ گل سے بھی ہے رنگت سرخ برگ کاہ کی

چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے — گرد اوڑی جب کے راہ تیری تجلی گاہ کی

اے مصور ہو قلم کے بدلے ہوں خط شعاع — صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اوس ماہ کی

وله

وله

ولہ

کسطرح نالونسے ہو شیل جرس دل خالی — اپنی لیلی کا نظر آئے جو محمل خالی

جلوہ گر خلوتِ دل مین ہی مرا یار مدام — کبھی ہوتا نہین لیلی سے یہ محمل خالی

راہ رو روز ادہر تے ہی چلے جاتے ہین — کبھی مجکو نظر آئی نہ یہ منزل خالی

دل و نالان ہی تری زلف مین ازردہ نہو — کبھی ہوتی نہین نالونسے سلاسل خالی

جسم مین نہو کہان زمزمہ پردازی کا — آشیان کر گئے لاکھون ہی عنادل خالی

شب مہ جام مین پرتو جو پڑے ساقی کا — ہووے نور سے جام مہ کامل خالی

بھرگئے کپڑے لہو سے تو نہو چین بجبین — نور بینش سے نہین دیدہ بسمل خالی

ولہ

نہوے دیدہ تر اشکونسے اک پل خالی — کبھی ہوتے نہین پانی سے یہ بادل خالی

تھوڑی ہو خاک دیہ یار بھی تا دور ہو درد — نہ لگائے مرے سر پر کوئی صندل خالی

سرو کو اوس قدِ موزون سے بھلا کیا نسبت — کہ معانی سے ہی یہ مصرع مہمل خالی

ہوگیا ساغر عمر آہ لبالب ساقی — نہ مجھے کرنے دیا ساغر اول خالی

ایک ہی دیکھتے ہین جنکی بصارت ہی درست — نور توحید سے ہین دیدہ احول خالی

اس خرابے مین نہین ہی کوئی دو دن آباد — آج معمور جو ہین ہونگے وہ گھر کل خالی

چشم دکاکل کے تصور مین جو گذرا ناسخ
کر گئے آہوے مشکین وہ مین جنگل خالی

۱۳۸

ابرو کی تجکو چاہ رہی ہے نہ خال کی | الفت جب سے مجکو ہلال و بلال کی
افسون ہے بولنے مین تو چلنے مین سحر ہے | ہو گی پری بھی کوئی نہ اس بول چال کی
ڈرتا ہون خوش نگاہونسے ایسا کہ دشت مین | مانند چشم شیر ہین آنکھین غزال کی

مجکو لباس فقر سے ہے عار اسلیے
ناسخ نہ تا بنے کہین صورت سوال کی

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے | یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے | پیچھے پیچھے ہم بھی سوئے کوچۂ دلبر چلے
سمجھے سب آئی قیامت سیر کرتی ہین بہار | کوے جانان مین یہ مجھ دیوانے پر پتھر چلے
دور کی تسبیح ہمنے جب ملا جام شراب | آفتاب اے میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا | ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد | زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
ہمصفیرو دیکھنا قسمت چلی اولٹی ہوا | اوڑ کے گلشن کو جو بعد از ذبح اپنے پر چلے
بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب | اوٹھکے مے خانے سے جب اپنے کوٹھے پر چلے
لگ گئی بیماری فرقت مین یہ بستر سے پیٹھ | اوٹھ چلون بالفرض مین تو ساتھ ہی بستر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے اے صیاد مین | اوڑ کے گلشن کو مری کتری ہوئی جب پر چلے
کب کسیکی قتل کو نکلی ترے تیغ نگاہ | ایک جنبش دی اگر پلکونکو سو خنجر چلے
جذبۂ شوق شہادت سے مری گھر کیطرف | خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے

ولہ

ولہ

ہے سنہرا رنگ ہمین ملگیا سونیکا رنگ
تیج رہاہے تیل جو بالونسے دمڑی ڈالو ہمین
جان بلب سُنکر جھے آیا سیہ خانے مین یار
بعد مُدت وصل شہد و موم مین ہوتا ہی پھر
اوس سہی قد کو ہوا میر لطرح سودا ادسے
اوس پری کا تیل ملوانا بدن پر ہی بجا
جوشش سودا ہی تیری عشق مین اے شمسوار
آدمی ہون اجنبون پوشاک سے واقف نہین
پر ہو جام زندگی بی یار بزم عیش مین
کشت سبز چرخ سے جز دانۂ خال صنم
مین تو عریان پشت وحشت کو گریبانکی طلب
سیم و زر کی کسکو ہی تجھسے طمع اے آسمان
کون ہی میرے سوا پابند جو گھر کا نہین
ہون وہ مسکین جب بنا پتلا تو مینے عرض کی
اسقدر ہیبت سمائی ابروے خمدار کی
ہے زبان تیری مسی آلودہ تو تشبیہ کو
خوشۂ پروین جو لچھے موتیونکے ہین تو کیا

تیرے بازو پر صنم ہیرکا جوشن چاہیے
اے صنم ہر چراغ زیست روغن چاہیے
اور کوئی دم چراغ زیست روشن چاہیے
اوسکے ہونٹھون کے لیے آب ارغن چاہیے
گردن قمری مین بھی اب طوق آہن چاہیے
ہے چراغ خانۂ حسن اوسکو روغن چاہیے
جامی طوق اپنے گلے مین نعل توسن چاہیے
ورنہ آب کوہ بیابان تک بھی دامن چاہیے
جلسے مے اب مجکو ساقی اب آہن چاہیے
خوشۂ پروین ہی مجکو مئہ کا خرمن چاہیے
ہی زبان خار صحرا پر کہ دامن چاہیے
ہم ہین سودائی ہمین تھوڑا سا آہن چاہیے
جسم تو کیا روح کو بھی خانۂ تن چاہیے
کاسۂ سر جام کا شیشہ کی گردن چاہیے
جوہر ونکے تیغ و خنجر کو بھی جوشن چاہیے
منہ مین غنچے کے بھی کوئی برگ سوسن چاہیے
اوس پری کو دانۂ گوہر کی خرمن چاہیے

وہ نہان شکوہ یہ روشن گیسوی شبرنگ مین
کسقدر شبہا ہی فرقت مین ہوا ہی انقلاب
تنگ ویرانہ ملا ہی اسقدر غربت مین
ہون تیرے دیوانہ دی کہتا ہون دانائی کی بات
بیخودی ایسی شب فرقت مین رہتی ہی مجھے
راتدن ہی اسکی قسمت مین جدائی ہی لکی
فرقت ساقی مین ایسا ہو گیا ہون ناتوان
چھوڑکر اپنی تعلی کر تواضع اختیار
غیر کو جیتا سمجھو دن گنی ہی مین بیقرار
کیون نظر نہین آتی ہی شوخی تیری بازو کی مچھلیان
وہ بلا بالا ہی تیرے کان کا ہی بحر حسن
اشک حسرت داغ فرقت نالۂ گرم آہ سرد
مثل خورشید شفق محجوب تیری چشم مین
وصل پر اسطائر دل جان کیا دیتا ہے تو
کی محرم مین سیہ پوشی جو تونے اے صنم
ابروی خمدار مین تیرے اگر تیغ قضا
چشم تر سی لخت دل نکلے تو ہو ناہنسکے یار

روی جانان ہی سوا خورشید عالمتاب سے
بخت کو ہی آنس آنکھونکو ہی نفرت خواب سے
ہی یقین ہو جای روشن کرمک شبتاب سے
حلقۂ زنجیر بہتر حلقۂ احباب سے
ہین نہ بیداری سے واقف ہین نہ محرم خواب سے
مرغ دلکو کسطرح تشبیہ دون سرخاب سے
قطرۂ مے میرے حق مین کم نہین سیلاب سے
رتبہ مسجد کے منار کا ہی کم محراب سے
جسطرح گرشتہ ہو اکر کشتہ سیماب سے
دیدۂ گریان ہی کم نہین تالاب سے
مچھلیان بھی ہو سکین باہر اس گرداب سے
لیچلے اسباب ہم اس عالم اسباب سے
روز شنبہ دعوتی مین یا شکر حبیدم خونناب سے
ہے جدائیمین جو لالت پوچھ لی سرخاب سے
تیرے ابرو مین مشابہ کعبہ محراب سے
چین ابرو کم نہین تیغ قضا کی تاب سے
مچھلیان رنگین نکلی جاتی ہین تالاب سے

تونے پائی زلفِ مشکین شمع نے باد ہوا سے
مجکو ہی مقراض کی حاجت اوس گلگیر کی

بیشتر آنے سے باہر جاؤن باہر شوق کے
روزِ وعدہ اسلیے آنیمین کچھ تاخیر کی

اِس قدرِ جوشِ جنون نے مجکو لاغر کردیا
ہتکڑی کی بڑ لگانی ہر کڑی زنجیر کی

کردیا غم نے بہولی بی کے اسقدر سپید
سادی کاغذ مین شباہت ہر مری تصویر کی

خواب اِس غفلت کیمین اب جو اتی ہین نظر
فکر کرنی ہے لحد مین ایکدن تعبیر کی

تج بارہی جا پڑی تیری نگہ پائی مراد
آرزو مدت سی تھی قوس قزح کو تیر کی

لگ چلی گلشن مین گر اوس سرو اندام سے نسیم
ہوچلے موجِ ہوا مین نقرئی زنجیر کی

خاکِ راہِ یار جیتے جی ملے ممکن نہین
خاک مین مجکو ملا دیگی ہوس اکسیر کی

تیرے ابروی خمیدہ سی کمان اہوان
جھک گئی ہی کہنہ ہونیسے کمر شمشیر کی

گر چھڑا اناہی بچھے بجھا بہار سے داغ کا
پہلے کرلے فکر ای جراح آتش گیر کی

سوزِ غم سے اسقدر جلتا ہون مین ہنگام قتل
پڑ گئے چھالے جلی خونسے زبان شمشیر کی

طاق ابروی صنم جسدم نظر آیا مجھے
ایک مسجد بس وہین راہ خدا تعمیر کی

ادس کمان ابرو کی اوٹھ جاتی ہی مین بچانکو
شعلہ پیکان شمع نظر دنیمین ہی تھی تیر کی

دانت پھر دیکھتے ہی ہوگیا ناسخ شہید
ہے کیا ان موتیون مین آب ہی شمشیر کی

آسمانِ حسن وہ مہ پارہ ہے
ماہ کو جس نے دو پارہ کردیا

خال ثابت مردمک سیارہ ہے
دل کے ہر پارہ مین وہ مہ پارہ ہے

نقش شیرین کو ہوس ہے آپکے پابوس کی
لکھیے تیرے خال مشکین کے مضامین الصنم

پر تو عارض سے ہے ہر تار ہو تار شعاع
ہم بیان مرگ ہین یار و ہماری قبر پر

آب و گل ہین اوڑ گیا ہی توسن عمر روان
قصد رکھتا ہی یہ اوس صیاد کا تیر نگاہ

کو ہی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
سر کے بدلے شوق سے سر کیجیے عشاق کا

بس اوسی چہرے کو اپنا آستانہ کیجیے
سارے حرفون کی نقط کو مشک دانہ کیجیے

پنجہ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے
دامن دشت جنون کا شامیانہ کیجیے

نوز کر نار نفس کو تازیانہ کیجیے
جسم کیا ہے مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوئی اے جوش جنون پیدا ٹھکانہ کیجیے
گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین ناسخ بس یہی رہتی ہی فکر
کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

جب مین چاک در یار نظر آتا ہے
سینے مین روزن دیوار نظر آتا ہے

دشت غربت مین نگاہ اپنی جدھر جاتی ہے
وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے

مے پرست ایسے ہین سوتے ہین اگر مسجد مین
خواب مین خانۂ خمار نظر آتا ہے

یہ بھی اوس ماہ کی گیا میری طرح عاشق ہین
جو ستارہ ہے سو بیدار نظر آتا ہے

چاند سا چہرہ تابان ہی مگر اسپر بھی
زلف مین رنگ شب تار نظر آتا ہے

کاوش خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی
داغ سودا گل بیخار نظر آتا ہے

شعلۂ داغ سر شوریدہ کا بجھتا ہی نہین
مثل طرّہ سر دستار نظر آتا ہے

شب فرقت مین سیہ خانہ ہی تاریک اپنا
شمع دیکھون تو سیہ مار نظر آتا ہے

دائرہ صورت پرکار نظر آتا ہے

ولہ

نگاہونکی پردہ دری کیا تمھین تھی منظور
خرام ناز نوادس کوچہ گرد کا دیکھو
ملے جو وادی غربت مین مجسے وہ ناگاہ
چلا مین صورت بدست ٹھوکرین کھاتا
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانب شرق

جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے
نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آب چلے
نہ تمھارے پاس ہی کوئی دم شتاب چلے
وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے
جو سوئے غرب وہ مانند آفتاب چلے

ولہ

تا بکے ہجر مین نامونکی یہ تحریر رہے
ہاتھ مین گرہ سر زلف گرہگیر رہے
ابجنون ہی یہ ہوس پانو مین زنجیر رہے
نامۂ یار کے مضمون ہین از بر مجکو
کوئی تا قتل کہو نکلجاؤن نہ مدفن سے کہین
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے
ضعف سے دامن صحرا کیطرح چھٹ سکا
بے شراب آہین کیا کرتے ہین ہم آسمانی
غیر بیٹھا ہے دلا یار کے گھر ہی پر آج
فصل گل مین نہ گل داغ جنون تک بھی کھلے

پھر وہ دن ہون کہ ہم راتو نکو تقریر رہے
پانو مین تو ترے دروازے کی زنجیر رہے
ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہگیر رہے
جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے
بعد مردن بھی کبھی ہی پانو مین زنجیر رہے
کیون نہ مشہور نیستان مین بھی پیر رہے
ہم تو وحشت مین گریبان بہت چیر رہے
نعرہ زن جیسے کوئی گود کی شیر رہے
عرش سے آٹہ نہ ادھر نالہ شبگیر رہے
لب غنچہ سے ہم اس باغ مین دلگیر رہے

ولہ

ردیف باے تحتانی

عکس عارض سی ہوئی تیرے بھری آئنہ
اسکندریت اسکو کہین اب سپری آئنہ

ہوگیا کیا صف مژگان کی مقابل تنہا
کچھ زیادہ ہے سکندر سے جری آئنہ

کیا ہی اے غور تجھے دیکھکے حیران ہوئی
بنگئی شہپر پرواز پری آئنہ

کردیا جوہر ذاتی کو اسی نقص نی عیب
عیب پوشی کے ہنر سے ہے بری آئنہ

باغ مین غش جو ہوئی دیکھکے جل اوس گل کی
مہر ہے بہر نسیم سحری آئنہ

اپنی صورت ہی سی نفرت ہی مجھے غیر تو کیا
میرے آگے نہ کرے جلوہ گری آئنہ

اوس پری چہرہ نی دیکھا ہی گر منھ اپنا
آج آتا ہے نظر مجکو پری آئنہ

آئنہ دیدۂ گریان سے بنے جوہر سیلی
دیکھ لے جو مری آنکھونکی تری آئنہ

عکس جوہر کو بناتا ہے خط عارض یار
کیا ہی کرتا ہے وہ بیدادگری آئنہ

کرتے ہین اہل صفا اپنے مربی کا نام
دے سکندر کو نہ کیون نام وری آئنہ

اپنی صورتکو نہ دیکھو کہ نہو جاے جنون
ہو نہ جاے سبب جامہ دری آئنہ

وہ جو خودبین ہی یہ ہر شکل تو پہونچا اوس تک
کر سکیگا نہ مگر نامہ بری آئنہ

ہے حسینونکو ہمارا ہی دل صاف پسند
ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئنہ

سیکڑون دل مین آجائین یون جانی کہ کون
کیا ہی رکھتا ہے دلا بیخبری آئنہ

تیرے نظارے سے ہوجاتی ہے کیا خاطر جمع
چھوڑ دیتا ہے پریشان نظری آئنہ

پانے نزدیکی محبوب سے عزت ناسخ
دور کردائے جو زنگ جگری آئنہ

ہوگیا ہے عکس تیرا کیا سحرا ے پری ۔ سیکھ آیا ہے کسی ساحر سے جادو آئینہ

چاہتا ہون مین بھی تجکو اندرون دیکھا کردن ۔ ہوگیا ہے جسطرح لے جان بد خو آئینہ

دل ہی اپنا ہوگیا کیا آگے تیرے آب آب ۔ جب ہوا تیرے مقابل بنگیا جو آئینہ

میل سرمہ بنگیا گھل گھل کے تیری ہجر مین ۔ پیش ازین تھی اے پری پکرنہ زانو آئینہ

جسطرف مین دیکھتا ہون آپ آتا ہون نظر ۔ قصر ہستی مین نگارہ کھا ہے ہر سو آئینہ

صورتِ حالِ دو عالم منعکس ہے دلمین صاف ۔ سنجھ تو دیکھو یون بنا ہے گا ارسطو آئینہ

ہند مین ہو پنچا حلب سے طالب دیدار دوست ۔ آدمی سے کم نہین کرتا لگا پو آئینہ

چاہتا ہے ملکے جسم صاف سے ہو جاے ایک ۔ کیا کرے پاتا نہین اے جان قابو آئینہ

یاد گیسو مین جو دے دے مارتا ہی آپ کو ۔ ہوگیا سودا زدہ سب مانند گیسو آئینہ

حسن محبوب الٰہی کا اثر ہے آج تک ۔ عکس روے مہر سے بنتا ہے مہرو آئینہ

حیرتی تیرے کسی کی بات کا کیا دین جواب ۔ ہوگیا مانند طوطی کب سخن گو آئینہ

تیرے زلفوں کا تصور کونسے دل مین نہین ۔ اب نظر آتا نہین دنیا مین بے مو آئینہ

اے پریرو تیری پلکونکا اگر پڑجاے عکس ۔ کیا برنگ اطلس دریا ہوا تو آئینہ

عکس اب کس کا جگہ پائے کہ تیرے نور سے ۔ ہے برنگ ساغر لبریز مملو آئینہ

یار اگر خود بین ہے اے ناسخ مبارک ہو تجھے
جلد بنجا جوشِ حیرانی سے اے تو آئینہ

ہوگیا ہجر مین جہان سیاہ ۔ ہے زمین اور آسمان سیاہ

ولہ

ولہ

ولہ

عشق بد ہے اے دل نادان سمجھ
سند ہے اے دل نادان سمجھ
آنکھو ظلمات کاکل مین نہ پھنس
دل نادان سمجھ
نابلد ہے اے دل نادان سمجھ
صبر کر جب رہ گئے سوز داغ عشق
ہون نہ رسوا جلد تر کر عشق کم
تا ابد ہے اے دل نادان سمجھ
کیا یہ کم ہے اے دل نادان سمجھ
عشق کی رغبت جو دے سجادہ نشین
بات بہہ ہے اے دل نادان سمجھ
قسمت اغیار مین ہے وصل یار
کیون حسد ہے اے دل نادان سمجھ
قول ناسخ ہے منع شغل عشق مین
مستند ہے اے دل نادان سمجھ

ولہ

آئینہ سے ہے دو چار آئنہ رو آئنہ
بین ہون حیرت سے صفائی جسم سی تو ہو منہ

دوسرا کرتا ہے پیدا روے دلکا ہیر ساتھہ
کنج تنہائی مین کیا میرا ہے غمخوار آئنہ

اپنی صورت لگا کسے دھیان اوسکی صورت کی سوا
مول اگر لیتا نہین کوئی خریدار آئنہ

جو گئے عریان حضور اوسکے غضب تمنے کیا
غش سے گر پڑتا اگر پاتا نہ دیوار آئنہ

ہین جو روشن طبع حب مال و زر رکھتے نہین
گھر مین کچھہ رکھتا نہین اسباب نہار آئنہ

دشمنونکو رنگ فق اپنا نظر آتا ہے صاف
روز رہتا ہے ترے قبضے مین تلوار آئنہ

آئنہ وہ دیکھتا ہے خواب سے اوٹھکر مدام
سچ تو ہے رکھتا ہے کیا ہی بخت بیدار آئنہ

دیکھہ سکتا ہی کوئی کب رعب و ہیبت سے تجھے
ہے بجا رکھین اگر پاس اہل دربار آئنہ

ہر بلا سے کیون نہ تو ایمن رہے وقت نبرد
صورت سد سکندر ہے ترا چار آئنہ

وار ہرگز تیغ ابرو کا نہین کرتا اثر
آئنہ تیرا نہین گویا کہ ہے چار آئنہ

پیکر حسرت فزا مین بال سی ہی جو کمر
ہے سراپا اوس پری کا صاف مودار آئنہ

میری قلب با صفا سے جو مشابہ ہی بہت
منھہ بنا کر دیکھتا ہے وہ ستمگار آئنہ

صبحکو گلگشت کو وہ شاہد خودبین گیا
صاف شبنم سے بنا ہر برگ گلزار آئنہ

سنگدل سے صاف دل پیدا ہو کب ہی محال
اہل صنعت سنگ کرتے ہین تیار آئنہ

اسمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان
جام آنکھین ہین نگین ہین ہوچ منھہ رخسار آئنہ

کیا منجم کو ہوا دھوکا کسوف شمس کا
ہو گیا جسم حجاب چہرہ یار آئنہ

آج اے ناسخ ہون مین اسکندر ملک سخن
ہین صفائی لفظ و معنی سے سب اشعار آئنہ

تا سنخِ غمِ فرقت مین ہے یہ حال ہمارا
جب سانس کھینچتے ہین آہ تو آتا ہے جگر ساتھ

طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ — دکھائے ہر برس اپنا جمال سالگرہ
شہ زمانہ ابوالفتح کو مبارک ہو — ترے کرم سے ہے یا ذوالجلال سالگرہ
بشان کاہکشان ہو دراز رشتۂ عمر — کرے بنجوم فلک کی مثال سالگرہ
جلو مین سالگرہ کے جو آئے فصل بہار — کرے گی باغ جہان کو نہال سالگرہ
فقط ہوئے ہین بشر کیا خوشی سے بالیدہ — ابھی ہو بدر جو دیکھے ہلال سالگرہ
جہان کو صدقۂ نوشیروان عادل سے — کریگی صاحب مال و منال سالگرہ
قوی ہمیشہ تن و جان بادشاہ رہے — طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ

ولہ

صاف ہے دیوانۂ گیسوے خمدار آئنہ — کیون نہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئنہ
دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھ رخِ یار آئنہ — رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئنہ
شائد اوس روے مخطط سے کوئی تشبیہ دے — اسلیے طوطی سے رکھتا ہے سروکار آئنہ
حسن سے اگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا — دستِ قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئنہ
ہے شبِ گیسو مین روشن آئنہ رخسار کا — ہر شبِ تاریک مین ہے ورنہ بیکار آئنہ
اوس امیر باکرم کی مدح خوانی کیلیے — کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئنہ

ولہ

تا زندگی رہا ہے اگر جام جم کے ساتھ | مانند خون شراب ہے یان اپنے دم کے ساتھ

اے دل ہو مست کشمکش کفر و دین سے چھوٹ | میخانے بھی بنائے ہین دیر و حرم کے ساتھ

زندے ہین ہجر دوست مین عاشق نہ فرد ہین | عالم اک اور بھی ہے وجود عدم کے ساتھ

تلوار راست خم کوئی جیسے پرانی ہو | پیری مین راستی ہے ہماری بھی خم کے ساتھ

یون تیرگی ہے شمع کے ہمراہ ہجر مین | ہوتی ہے جسطرح سے سیاہی قلم کے ساتھ

ہو دسترس تو پھینکیے دل پر سے دار کر | آئینہ سکندر ابھی جام جم کے ساتھ

اہل ستم ستم سے نہ باز آئین گے کبھی | خونخواریان ہین صورت شمشیر دم کے ساتھ

اپنا کچھ آجکل سے نہین کفر زاہدا | مثل شرار ازل سے ہین سنگ صنم کے ساتھ

جو مالدار ہے اوسے کھٹکا ہے چور کا | مچھلی کیطرح خار ہے پارے درم کے ساتھ

سودا ہے یار گیسوے مشکین کے عشق کا | داغون کو کیون نہ مشک لگاوین سیم کے ساتھ

توام جہان مین دل انسان ہے اور غم | لاکھون جو نعمتین ہوئین پیدا شکم کے ساتھ

رہتا ہے روز و شب کیطرح باہم اتصال | شادی کی ساتھ غم ہے تو شادی غم کی ساتھ

بیتاب سے کو ہم نہین محتاج مینفروش | مانند ابلہ ہے ہمارے قدم کے ساتھ

آیا ہے وہ کریم مرے گھر سوار رخش | باد موافق آئی سحاب کرم کے ساتھ

ناسخ نہ چھوڑیے کبھی راحت مین رنج کو
دوزخ بھی ہکو چاہیے باغ ارم کے ساتھ

ابتک شوق اسیری ہے مجھ آزاد کے ساتھ | طائر روح پس از مرگ ہے صیاد کے ساتھ

نرگس کیطرح سنچۂ مژگان سے نچھوے
پھسلا ہے کیا پاے نگہ سارے بدنپر
ہون منتظر یار یہ ہے میری تمنا

ایجان ترے ہاتھہ کی پائے جو چھڑی آنکھہ
ہے کیا ہی صفائی کہ کسی جا نہ گڑی آنکھہ
ہو آنٹھہ پہر مین بھی نہ بند ایک گھڑی آنکھہ

نظارہ کی حسرت مین جو ہون گور مین مدفون
ناسخ ہے زنجیر کی ہر ایک کڑی آنکھہ

کیونکر اوس بت سے ہو ہمسنگ آئینہ
گھر مین تیرے پاس سے جاتا نہین
ایسی حیرت کا ہیکو تھی پیش از ین
تو پڑھا لے اے صنم طوطی تو کیا
نام جوہر سے سکندر کا رہا
کیا سمائے جان عکس نور حسن
دل ادھر نازک اودھر ہے حرف سخت
کیا ہی دل پر صدمے ہین اوس زلف سے
واہ کیا عکس گل رخسار ہے
پڑ گیا ہے پرتو تیرا ضرور
میرے ہوتے تیرے منہ چڑھتا ہی دیکھ
ہے ترا حیران سارا کا ہنور

صاف وہ نور خدا سنگ آئینہ
اب تو سیکھا ہے مرے ڈھنگ آئینہ
دیکھکر تجکو ہوا دنگ آئینہ
ہوا بھی مرغ خوش آہنگ آئینہ
ہو گیا ہے رشک اورنگ آئینہ
ہے مرے دل کا بہت تنگ آئینہ
کر رہا ہے سنگ سے جنگ آئینہ
شانے کی کھاتا ہے سر جنگ آئینہ
سالہا رہتا ہے گلرنگ آئینہ
ہے جو یہ خورشید بے زنگ آئینہ
ہے بڑا دنیا مین سرہنگ آئینہ
بنگیا ہے سطح گنگ آئینہ

وله

وله

نور ایمان سے جدا کفر کی ظلمت ہو جان
مشک سا خال ہے کافور سے رخسار کے ساتھ
کیونکر دیتا ہے گردن ہی شمع گلزار کے ساتھ
ہوگئی صبح چلا سیری نخل سے وہ گل
یاد آتا داغ جنون لالۂ کہسار کے ساتھ
اس برس وقت محبوب مین آئی ہی بہار
ملک الموت بھی ہے قاصد دلدار کی ساتھ
درج مکتوب مین شانہ نہین مضمون وصال
نظر آتا ہے ہلال انتقان جام بھی لا
کھینچے تلوار کسی دن ہم سے
صدقے ہو جائین گے ہم ابروے خمدار کی ساتھ
ایک دیوانہ ہے ناسخ کی حقیقت کیا ہے
اوڑتے جمشید بڑی بڑ سا ہوادار کے ساتھ

سایہ سرو سے ثابت یہ ہوا گلشن مین
چلے دنیا سے عبث خاک مین زیر گار کی آپ
قتل کی فکر رہا کرتی ہی اعدا کو عبث
تیغ ابروے صنم کی جو لگے لکھنے شبیہ
زلف شب رنگ مین یہ شانۂ شمشاد نہین
دیکھی بلبل نے جو گلشن مین کلائی تیری
کوہ غم ایک ہی تیشے مین ہوا سوٹکڑے

پھسلین حرز بازو کبھی مردم ازاد کے ہاتھ
آئیگا خاک نہ میراث مین اولاد کے ہاتھ
موت لکھی ہے ہماری اوسی جلاد کے ہاتھ
ہو گئے صاف قلم مانی و بہزاد کے ہاتھ
کاٹ لایا ہی وہ گل باغ سی شمشاد کی ہاتھ
گل کی شاخونکو سمجھنے لگی صیاد کے ہاتھ
کیون نہ انکھونسے لگا یا کردن فرہاد کی ہاتھ

قطب اقطاب کی ناسخ ہے میسر پابوس
کوئی ابدال کے چومے کو اوتاد کے ہاتھ

گھر مین جا سکتے نہین ہوئی کہان یار کی ساتھ
کوئی غافل نہین رہتا کوئی ہشیار کی ساتھ
ابروے یار مین یون چشم سیہ کار کے ساتھ
ہوئی روح اپنی روان جلوۂ رفتار کے ساتھ
تیرے ہوتے مہ کنعان کے خریدار ہوے
جست ہے روح رہِ شوق مین پر ہی جسم سست
نظر آتا نہین مرنے کے سوا وقت مین
کیا ہے امکان کہ ہو تخلیہ بیداری مین

ہم بغل رہتے ہین ہم سایۂ دیوار کے ساتھ
بخت خفتہ ہی گر دیدۂ بیدار کے ساتھ
کھینچے تلوارین ہون جسطرح گنہگار کی ساتھ
ملگئے خاک مین نقش قدم یار کے ساتھ
گفتگو کون کرے مردم بازار کے ساتھ
تنگ ہی کیا ہی سبکدوش گرانبار کی ساتھ
ظلمت گور بھی ہی آج شب تار کے ساتھ
خواب مین بھی نظر آتا ہے وہ دو چار کے ساتھ

ولہ

ابھی تری موتی کی لڑی سے ہو بڑی آنکھ
لڑ رہی گی ابھی جان نشلوانی لڑی

کوئی خودبینی سے خالی بات قاتل کی نہین — تابۂ آہن کے بدلے ہے سپر مین آئینہ
ہوگیا وہ مست عکس چشم میگون دیکھکر — ساغر مے سے سوا نکلا اثر مین آئینہ
کہہ گئے ہین صاف خودبینی بہت اچھی نہین — دیکھ لین ماہ صفر کو سال بھر مین آئینہ
اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیش جانان کیا مجال — بن گیا سیلاب اپنی چشم تر مین آئینہ
تجھسے خلوت مین نظربازی کیا کرتا ہے وہ — اے پری اندام ہے میری نظر مین آئینہ
منہہ مگر تا ہی نہین گانے مین حیرت سے مجھے — دائرہ ہے یا کف مطرب پسر مین آئینہ
جب نہ تب منہہ دیکھ لیتا ہے وہ قاتل کھینچکر — یہ کٹاری ہے وہ یا اوسکی کمر مین آئینہ

قدر بیتابی سے ہے ناسخ دل عشاق کی
گر نہو سیماب کب ٹھہرے نظر مین آئینہ

ہے گل رخسار جانان نرگس جادو سیاہ — ہوگئے مین تابش خورشید سے آہو سیاہ
ماہ نو مجکو نظر آتا ہے بے مہرو سیاہ — پیر گردون نے کیا وسمی سے یا ابرو سیاہ
لکھتے ہین رو رو کے ہم حال شب تار فراق — دیدۂ گریان کی ہین مثل دوات آنسو سیاہ
کیا ہی اوس بت کا بدن شفاف ہے نام خدا — عکس گیسو سے ہوا آئینہ زانو سیاہ
کس قدر تیرہ معاذاللہ ہے فرقت کی رات — ہوگئے ہین میرے گلشن مین گل شب بو سیاہ
پھوٹ نکلی ہے سویدا کی جو رنگت اے صنم — صاف آتا ہے نظر یا ان ترا پہلو سیاہ
سننے والے کہتے ہین اپنے کئے کی ہے سزا — گر کبھی کرتا ہون مین جور بدخو سے آہ
مجھسے قاصد کہتے ہین خط کوئی پڑھتا ہی نہین — رات دن کاغذ کیا ہے ناحق تو سیاہ

ولہ

ولہ

ولہ

دن سیہ رات سیہ ماہ سیہ سال سیاہ
دل سیہ بخت سیہ نامۂ اعمال سیاہ

ایک مین اور مین یہ چار بلائین کالی
خط سیہ زلف سیہ چشم سیہ خال سیاہ

سرمہ آلودہ تری آنکھ رولاتی ہی مجھے
پونچھون گر دیدۂ گریان ہو رومال سیاہ

وہ سیہ بخت ہون گر سایہ فگن ہو مجھ پر
سایے کیطرح ہما کے ہوئے پر و بال سیاہ

آج عالم مجھے تاریک نظر آتا ہے
ہوگیا آہ مرا کوکب اقبال سیاہ

وہ سیہ بخت ہون خط پیچلے قاصد جو میرا
راہ کو مثل قلم کرنے لگے چال سیاہ

ہے تری تیغ سیہ تاب ہلال اے خورشید
گرد ہ بدر ہے گے مانند ہر تہ ڈھال سیاہ

اے پریرو تری زلفون کی تشابہ کے لیے
اب تو صیاد بھی رنگوانے لگے جال سیاہ

عید فرقت مین ہوئی ہو گئی دنیا تاریک
ہے محرم کیطرح غرۂ شوال سیاہ

قتل ہوتی ہے مہر دست تمنا سے عدو
رو سیا ہونکو اوڑھاتا ہے فلک شال سیاہ

خط نکلنے کا شگون آج مبارک ہو تمھین
عکس گیسو نے کیے آئینے سے گال سیاہ

اپنے ہی روز سیہ سی نہین واقف ناسخ
کیون کیا کرتے ہین کاغذ کو یہ رمال سیاہ

واہ مین کیا ہی ترے ابروے خمدار سیاہ
ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ

زلف جانان کی برابر ہین کہین مار سیاہ
کہ مرا رشتۂ نظارہ ہوا تار سیاہ

قاتل خلق ہو کیون نہ سیہ رو شب ہجر
ہے سزاوار جو ہو روی سیہ کار سیاہ

آب حیوان ہی شراب اوسکی ہی ظلمات فرور
کیون دھوئین سے نہ رہی خانۂ خمار سیاہ

وله

او تجھکو تیرے قامت کی ہے پر جھاڑین
وہ سہی قامت کرے گلگشت سیر ساتھہ
آگے اوس خوش قد کے کرتے ہین اگر پرواز
وہ سہی قامت ہے تو گھر سے چلے جو باغ کو
قمریان کہتی پھرین کو کو چمن مین ہر طرف
وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین
فصل گل مین مے نہین دیتا ندامی منفرد
عقل اگر ہوتی تو ہوتین اوس سہی قد پر نثار
لوٹتا ہی پانون پر مانند سایہ باغ مین
طنز سے تو قہقہہ مارے جو اے سرو روان
اگیا، ورنا مجھے باز آؤ گھر جانیسے آپ
وہ سہی قد یاد آتا ہے تو کیا روتا ہون مین
قد وہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو اوس کی حسن ہے
کسقدر کھویا گیا ہی تیری قامت دیکھکر
قمریون کے آ غیا تو نہین کیا چھپنے کا قصد
بھو نچکے دلتک شکل قد یار یہ ممکن نہین
آج اوس سرو روان کو قصد ہی گلگشت کا

باغ مین مانند نخل طور ابھی جلجاے سرو
گلشن عالم مین ہو جاوین اگر دو پاے سرو
مانگ لے قمری سی شہپر باغ سے اڑ جاے سرو
سایے کی مانند تیرے ساتھہ ڈور آئے سرو
ہو یہ کاہیدہ ترے آگے کہ گم ہو جاے سرو
باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریان بالاے سرو
ساغر دل مین بھریگا بادۂ مینا سرو
جانور مین اسلیے ہین قمریان شیداے سرو
تیرے آگے پست ہوتا ہی قد بالاے سرو
شکل فوارہ لب جو اشک ابھی بہلاے سرو
بن گئی ہے آب جو زنجیر پیرپاے سرو
کیون نہو ہر باغ مین ہے آب جو پیرجاے سرو
بس مجھے گلبن ہی کافی ہی نہین پرواے سرو
قمریون کو بھی نظر آتی ہے خالی جاے سرو
کیا ہی اوس سرو روان کو دیکھکر گھبراے سرو
طول قد سے اپکو گر عرش پہونچاے سرو
قمریان کہتی پھرینگی جا کو کو ہاے سرو

ردیف ہاے ہوز

کانسے اپنے اوتاری تو جو ای دریاے حسن | بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو
برشکال ہجر ساقی مین اگر نالہ کرون | رعد کا زہرہ برنگ آب باران آب ہو
بیقراری کا ہون تیلا مثل موج بحر حسن | کیون نہ ہر بازو کی مچھلی ماہی بے آب ہو
تم سہی ہشیار ہم غافل سہی اے زاہدو | سمجھے بیداری جو تم ایسا ہو وہ خواب ہو
جوش میرے آنسوؤنکا دیکھ لے دریا اگر | کان مین حلقہ غلامی کا دہین گرداب ہو
سرکشی تیری ہے کیا زاہد کہ اوس بت کی حضور | تیری مسجد کا منارہ ہو کے خم محراب ہو
مین بھی کعبہ مین ہی اللہ سے مانگون دعا | میری طاعت کو اوسی ابرو دراز کی محراب ہو
واعظون سے ملتے ہین ہم رند مشرب اسطرح | جس طرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو
تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے | روزن دیوار جاے دیدۂ بیخواب ہو

ولہ

ای پری مکھڑا اجلا ہے کیا ہی پیارا چاند کو | رات مینے تیری دھوکی مین اوتارا چاند کو
پنجہ ادسکا کیون نہ پھیرے پنجۂ خورشید کو | دو کرے جب ایک انگلی کا اشارا چاند کو
دلسے میان ادس چاند کی ٹکر کا جا سکتا نہین | مثل گردون ہمنے شیشے مین اوتارا چاند کو
جلوۂ رخسار تابان سے وہ رشک مہر و ماہ | چاند سورج کو بنا دیتا ہے تارا چاند کو
رات کو ٹھے پر فرشتون کو جو تو آیا نظر | بام گردون سے وہین نیچے اوتارا چاند کو
تیرے گھر پر آکے پہونچا منزل مقصود کو | اب کہان قطع منازل کا ہے یارا چاند کو

ولہ

ولہ

شغلِ مینخواری کیا جب گرنش ایام مین ہمنے پیمانہ بنایا کوزۂ دولاب کو
خم گئے خم اس ناتوانی مین پہچانا نہین ایک تنکا جذب کرلیتاہے کیا سیلاب کو

ولہ

دور کر پردہ دکھا دے روئے عالمتاب کو ماہ تابان سے اوٹھا دی چادرِ مہتاب کو
ہے بہ او س خسار گلگونکی نظاریکا اثر سمجھے ہین لے دیدہ گریان ہی خونناب کو
نقل کرلے خندۂ دندان نماے یار کو ملگئے ہین قطرۂ شبنم گلِ شاداب کو
کعبہ اپنے ابرؤ ونکو جانتے تھے جو صنم سجدہ کرتے ہین ترے دروازیکی محراب کو

عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خونِ کوہکن
بیستون پر دیکھ تاسیخ لالۂ سیراب کو

کسقدر نفرت ہے اوسکے تو سن چالاک کو پانو سے لگنے نہین دیتا ہماری خاک کو
قلزمِ غم مین کدورت سے مجھے درکار ہے بیشتر تونبی کی حاجت ہوتی ہے پیراک کو
خاک مین پوشیدہ ہوجاینگے سب عالی دماغ کرتی ہے گردِ زمین دیکھو نہان افلاک کو
میکشو ہر چیز سے رتبے مین اعلی ہے شراب کیا ہوا انکار گر ہے زاہدِ ناپاک کو
گوشوارہ عرش کا ہر دانہ انگور ہے سائبان عرش کہتے دار بستِ تاک کو

ولہ

تاب کیا دیکھون بوا وسکے روئے آتشناک کو کاہ کا رتبہ وہان ہے شعلۂ ادراک کو

ستم سے چھین لیے کیا دراستہ بازار
فلک نے اوسکی عوض دی ہی یہ تُنُرک ہمکو

شراب آتش جلکردہ ہو گئی ساقی
فراق یار مین انگارہ ہی ہون گزک ہمکو

دبی تھی آگ جو سینے مین پھر بھڑک اوٹھی
کل اوس بھبھوکے نے دکھلائی جو بھبک ہمکو

برنگ لالہ مہینون ہی گرد پھرتے ہین
نظر جو چاند مین آتی تری چمک ہمکو

بغیر جلوۂ دیدار آنکھین جلتی ہین
شرر ہین لخت جگر کاہ ہر پلک ہمکو

وہ سادہ رو کرے تحریر خط ہمین کیونکر
کیا ہے صفحۂ خاطر سے اوسنے حک ہمکو

کلام ہوتی ہین طوطی سے لیے دہن ای سرو
تو بولتا ہی مگر ہے دہن مین شک ہمکو

بلند و پست جہانمین ترے لیے دیکھا
تری تلاش ہے ماہی سے تا سمک ہمکو

برای زر ہے محک جسطرح سنگ سیاہ
تو ہر بشر کے لیے زر ہوا محک ہمکو

نہ پاکباز ملیگا بری رخو ہمسا
کہین گی حورین بھی فردوس مین ملک ہمکو

گلونکی شاخونکو لچکاتی ہے نسیم عبث
کہ یاد ہے کمر یار کی لچک ہمکو

یہ عرض ناسخ مضطر ہی پیش عالم غیب
جنود غیب کی درکار ہے کمک ہمکو

جوٹ دل کو جو لگے آہ رسا پیدا ہو
صدمہ شیشے کو جو پہونچے تو صدا پیدا ہو

کشتۂ تیغ جدائی ہون یقین ہے مجکو
عضو سے عضو قیامت مین جدا پیدا ہو

ہم ہین بیمار محبت مین یہ دعا مانگتے ہین
مثل اکسیر نہ دنیا مین دوا پیدا ہو

کہہ رہا ہے جرس قلب بہ آواز بلند
گم ہو رہبر تو ابھی راہ جدا پیدا ہو

بڑھ دین ہی جو اوس محبوب کے سوبا کی	کیا ہی برآئی مرے زخم کہن کی آرزو

تو پڑھے غزلین سنین بیٹھے ہوئے خاموش سب
ہے یہی ناسخ تمام اہل سخن کی آرزو

بزم مین پاتا نہین مین ساقی گلفام کو	جانتا ہون مین ہتھیلی کا پھپھولا جام کو
بیقراری دوست غربت مین ہماری ساتھ ہے	چھوڑ آئے کوچہ جانا نہین ہم آرام کو
آج جیسا ہے کچھ تکلف سے ضرور	بادہ گلگون سے رنگ لو جامہ احرام کو
وصل کا دن ایک مدت سے نظر آتا نہین	ہو نہین حیران کیون نہین گردش مرا ایام کو
خط جانان جان تازہ ہو گیا ہے اب صدا	نقد جان کہنہ حاضر ہے ترے انعام کو
او ملک صورت نہو کیون عرش پر تیرا دماغ	چرخ ہفتم تیری کرسی نے کیا ہی بام کو
آج یہ جو لوگ ہین ہوتا ہی جلد از گداز دل	ہے ہوا تھوڑی سی بھی صرصر چراغ بام کو
ہجر مین جاری ہین میری چشم تر سی اشک گرم	راست کہتی ہین اطبا گرم و تر بادام کو
بھول جا دے راہ کوی یار ہے مجکو یقین	یاد کر لے خوب قاصد گر مرے پیغام کو
سر نہین مجھ بادہ کش کے جسم پر ای میکشو	رکھ دیا ہی شیشہ مے پر ادلنگر جام کو
حسرت وصل صنم کی روے آلشناک سے	کر رہی ہین پختہ ہم اپنے خیال خام کو
سمجھے بس انداز سے برہم ہے وہ خاموش ہون	کیا نہین پیغام برہم موت کی پیغام کو
ہاے کیا وحشت ہے اوس صیاد کو مجھ صید سے	حلقہ ہاے چشم آہو جانتا ہے دام کو
ماہ تابان نہین کہون تجکو کیون ای جان جان	صبح غائب ہو گئے نظر و نہی آئے شام کو

تونے دیکھے ہین کہان رنگین ادا ای لکھنؤ
لالہ وگل کے چمن ہین کوچہ ہاے لکھنؤ

بچھم او راو تر کے کونے ست چلی آتی ہی روز
بوے زلف یار لیکر ہوا ے لکھنؤ

دشت غربت مین نظر آتی ہی جب مہانسرا
یاد آتی ہی مجھے عشرت سرائے لکھنؤ

بادشاہ لکھنؤ کی ہو بیان کس سی شکوہ
ہاتھ مین رکھتے ہین جام جم گداے لکھنؤ

تلخ او سدم مجکو اپنی جان شیرین ہو گئی
جب یاد آیا کوئی شیرین اداے لکھنؤ

کب ہوا ہی ساکن و مسکن مین ایسا ارتباط
مین نجاؤن تو مری بابین آپ آئے لکھنؤ

ولہ

خط شبرنگ یہ گالون پہ نہین پھیان کرو
ہے ابھی چاند گہن بوسہ کوئی دان کرو

میری تربت ہے ادھر کو گذر ایجان کرو
خاک کو جسم کرو جسم کو ہم جان کرو

آج ایجان خود آرائی کا سامان کرو
آپ حیران ہو آئینے کو حیران کرو

ہم دعا دیتے ہین گالی تو بھلا دو ہمکو
بدلے احسان کی لازم ہے کچھ احسان کرو

مشتعل پاے حنائی سے کرو نقش قدم
میری تربت پہ اسی طرح چراغان کرو

دیکھکر مینے جو حسرت سے دم سرد بھرا
اسقدر گرم نہو اپنی طرف پھیان کرو

مسکرائے ہو تو اک بوسہ بھی نہ ہونٹون کا
جان بلب ہون مری مرجانیکا سامان کرو

کہتے ہین چھوڑ گیا جامہ ہستی ناسخ
دامن آنکھون پہ رکھو چاک گریبان کرو

ولہ

فنجان چشم و شیشہ و گردن کا ذکر کیا	مے سے بھرا ہے کاسۂ زانوے یار کو
دیکھے جو مثل سایہ دیوار زلف حور	جنت مین یاد کرتے ہین ہم کوے یار کو
ہر بال مجکو ہے رگ جان سے عزیز تر	د دہین جو کہتے ہین گیسوے یار کو
کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان	آئینہ ہم سمجھتے ہین زانوے یار کو

ناسخ کی ہے یہ شوق شہادت مین گفتگو
آج آزماؤن قوت بازوے یار کو

یاد ہین سب گلعذار لکھنؤ	ہے تصور مین بہار لکھنؤ
یاد آجاتی ہے اے داغ جنون	لگیا نسیم مشکبار لکھنؤ
گل سے رنگین تر ہین خار لکھنؤ	نشہ سے ہے بہتر خمار لکھنؤ
پھر رہے ہین گلعذار لکھنؤ	ہے چمن ہر رہگذار لکھنؤ
خود بخود بیخود ہون کیا یاد آگیا	کوئی رند بادہ خوار لکھنؤ
گل ہیاۓ دوڑتے تھے جسکے ساتھ	یاد ہے وہ نے سوار لکھنؤ
ہوا تھی سرمہ کو رہی شتاب	چشم اعدا مین غبار لکھنؤ
سارے نقشے سامنے آنکھون کے ہین	نقش ہین نقش و نگار لکھنؤ
دیکھین کیونکر دھوپ مین جلنا پڑا	نونہال سایہ دار لکھنؤ

ولہ

ہم صفیر اپنا وطن ہے لکھنؤ	ہمتو بلبل ہین چمن سے ہے لکھنؤ

مشک افشان زلف محبوبی کی ہے لکھنؤ
نکہت مشک ختن ہے ...
اور باہے ... ذکر فراق لکھنؤ
... عشق ... لکھنؤ
... لکھنؤ

ولہ

... گر ہو گیا ابر ... گزار لکھنؤ

ولہ

ہوکیوں نہ سیاہ دست ناسخ
کرتا ہے سیاہ روے دشمن

نہین عکس آئینہ مین ہے مقرر آگ پانی مین — طلسم حسن ہی بھڑکے نہ کیونکر آگ پانی مین
ہوگی گرم صحبت سرکشونکی خاکساروں سے — سلامت رہ نہین سکتی ہے دم بھر آگ پانی مین
نہین ہے بادۂ گلرنگ یہ خمار نے رندو — دکھایا شعبدۂ تازہ ملاکر آگ پانی مین
پسینا اوسکے روی آتشین پر جای حیرت ہے — کہ اپنے حال پر رہتی ہی کیونکر آگ پانی مین
اوڑائی خاک کو کیونکر ہوا تیری حکومت مین — نہین بجھتی ہی اے عدل گستر آگ پانی مین
جو دھوئی تمنے گل اپنے حنائی ہاتھ دریا مین — تو کیا گھبراکے جلائی شناور آگ پانی مین
جلایا مجکو نا کونسے دبایا مجکو رونے نے — عداوت ہی نظر آئی سراسر آگ پانی مین

ردیف واو

پری جہا نہین شہ جنت مین حورعین دیکھو — ہمیشہ حضرت دل روبرو جبین دیکھو
حروف مہر نبوت ہین نقش پاے علی رضہ — یہی کھدا ہے سلیمان کا نگین دیکھو
کثیف چاند ہی دیکھو نہ آسمان کیطرف — مجھے یہ ڈر ہے مبادا کہین زمین دیکھو
یہ گل کھلے ہین تمھاری ہی ہجر مین صاحب — ہمارے دیکھنے ہو داغ آفرین دیکھو
لگا مین چاند کو جب دیکھنے تو بولے واہ — تم اوسکو دیکھتے ہو کیا مری جبین دیکھو
نہ پانی پیتے جو دیکھا ہوا ہر گو ئیم سے — ہمارے دیدۂ گریان یہ آستین دیکھو

وله

۱۱۵

دامن کوہ سے اڑ اڑ کے ادھر آتے ہین
شاید اسی جذب جنون نکلی ہین پتھر مین

وسعت آباد جہان ہے یہ شب ہجر مین تنگ
کہ ستارے نہین گویا ہین شرر پتھر مین

پھر جو کی کوہکنی تو نے عبث کی فرہاد
کردیے نصب کیون دیدۂ تر پتھر مین

اثر ایسا ہے مری آہ مین نم کیا ہو ہتو
کہ شرارے ہون ابھی خون جگر پتھر مین

یار کو چھوڑ دیا ہے نہ سہار رشک رقیب
فرق باقی نرہا کچھ بھی جگر پتھر مین

تفرقہ اصل سے ہے سبکو سبب آفت کا
پہونچے شیشے کو پتھر سی ضرر پتھر مین

غیر کے آگے نہومان مرے کہنے کو
اے صنم کرتی ہے تاثیر نظر پتھر مین

کوہکن محو ہوا نقش وجود شیرین
فائدہ کیا ہے تصویر اگر پتھر مین

ولہ

حاسد کو ایکدم نہین صحت جہان مین
رنج حسد ہی جان ہے جبتک کہ جانہین

آئی بہار تشنہ ہون پلادے پھول
اے میفروش پڑگیی کانٹے زبان مین

یہ تنگ و تار ہجر مین تھا رات گھر مرا
جون شمع میل سرمہ ہوئی سرمہ دان مین

آئی شب فراق چبا جائیگا مجھے
تارے نہین ہین دانت فلک کے دہان مین

ولہ

ہو کسیکو مجھسے کینہ پہ مجھے کینا نہین
صاف ہے آئینہ بیرنگ یہ مینا نہین

جلنے دیکھی تیری صورت نقش ہی اٹھو پہر
دل ہمارا بنگیا تصویر آئینا نہین

ہو رہی ہین پردہ ہائے چشم ہی گویا حجاب
دیکھنے کو آنکھین ہین لیکن کوئی بینا نہین

کیسی گرمی ہو برہنہ شرم سے ہوتے نہین — پیرہن بھی آپ کو جزو بدن سے کم نہین

تو حسین ایسا ہی تجھپر مرتے ہین سارے حسین — ماہ کنعان کو بھی پیراہن کفن سے کم نہین

ہے شب مہتاب بھی آنی لگے سامان موت — چادر مہتاب بھی مجکو کفن سے کم نہین

بعد مرنیکے بھی عشق زلف پیچان ساتھ ہے — بال بال اوسکا مجھے رگہای تن سے کم نہین

جاے نرگس چشم آہو جاے لالہ چشم غول — ایکجون جنگل مجھے صحن چمن سے کم نہین

بکلفم ہوتے ہین موزون ہجر مین مضمون غم — جو ہماری بیت ہے بیت الحزن سے کم نہین

گرچہ غربت ہے تصور مین مگر ہمدم ہے پاس — میری تنہائی بھی مجکو انجمن سے کم نہین

اور تو کیا کوئی بوسہ بھی دیا جاتا نہین — دل ترا تنگی مین کچھ تیری دہن سے کم نہین

دونون پیچھر پوجتے ہین تجسے کچھ نسبت نہین — کعبہ بتخانے سے حاجی برہمن سے کم نہین

لیچلا ہون مین عدم کو بار غم بار گناہ — روح بھی میری گرانی مین بدن سے کم نہین

ذبح کرتا ہے گلا میرا فراق یار مین — زخمہ زن مطرب مجھے شمشیر زن سے کم نہین

جو ہوا دنیا مین پیدا فی الحقیقت مرگیا — آدمی کو جامۂ ہستی کفن سے کم نہین

اس چمن مین ہے برنگ گل بقای آفتاب — بے ثباتی مین ستارہ یاسمن سے کم نہین

جنبش مژگان نہین گویا ہے جنبش مین زبان — ہر اشارہ تیری آنکھونکا سخن سے کم نہین

نامور ہوتے ہین ہوجاتے ہین اکثر بی نشان — مہرکن کہتے ہین جنکو گورکن سے کم نہین

جی لڑا دیتا ہے کیسی ہو زمین سنگلاخ — خامہ تیشہ ہے تو ناسخ کوہکن سے کم نہین

دمبدم کیا ہی مری عمر کٹی جاتی ہے
صبح کو طور ہی دوڑا وہ گریبان پھاڑے
تھا جو بوٹا سا ترا قد سو ہوا سروِ سہی
کیون نہ حاجی کرین محرابِ حرم کو سجدہ
وصفِ جو مصحفِ رُخ کی مری دیوان مین ہین

دم نہین کہتے ہین شمشیر اسے کہتے ہین
اثرِ نالۂ شبگیر اسے کہتے ہین۔
بارشِ اشک کی تاثیر اسے کہتے ہین
ابروے یار کی تصویر اسے کہتے ہین
لوگ قرآن کی تفسیر اسے کہتے ہین

وصلِ پیرہن ہوا مجکو جو شیرین لب سے
لوگ ناسخ شکرو شیر اسے کہتے ہین

خاک ہی او سخت جان اکدن ترا تن خاکبیز
تین عنصر کرتے ہین اپنے مراکز کو رجوع
باعثِ بغض و عداوت زندگانی ہے فقط
قصۂ شکر و شکایت بس ہین تک ہے دلا
ایسے طالع ہین کر دن گر ایک دانی پر نگاہ
پرتو پڑ جاے ترا خفتگان خاک پر
میری تربت پانون کیونکر جوم لے او شہسوار
چادر مہتاب کے مانند جوشِ نور سے
کی جو اوس سرو روان نے باغ مین گردن کشی
خاک اڑتی ہے اگر گھر مین تو کچھ پروا نہین

خاک ہو جاتا ہے آخر دب کے آہن خاک مین
خاک کا بعد از فنا ہوتا ہے مدفن خاک مین
ایک سے ہو جائین گے شیخ و برہمن خاک مین
ایکدن ملجائینگے سب دوست دشمن خاک مین
گنجِ قارون کیطرح دھنس جائین خرمن خاک مین
چونٹیان اسواسطے کرتی ہین روزن خاک مین
پانون لگنے ہی نہین دیتا ہے توسن خاک مین
اوس پہ ٹیکا لوٹا جاتا ہے دامن خاک مین
دھنس گیا سروِ گلستان تا بگردن خاک مین
ایکدن ملجائیگا یہ خانۂ تن خاک مین

ولہ

ہم کہاں رکھتے نہیں اے محتسب پنہان شراب	شیشۂ دل مین یا کاسۂ سر مین نہین
طفل یہ رو رو کے کہتے ہین زبان حال سے	جو عدم مین چین تھا دامان مادر نہین

ولہ

تو وہ باطن ہی کہ جلباب مین تجھسے لاکھون	تو وہ ظاہر ہی کہ ہین جلباب مین مظہر لاکھون
نور عرفان جو ہو جہل کی ظلمت مین نہان	ایک ہی تجکو نظر آئین یہ مظہر لاکھون
ہون وہ کافر کہ زمانے کے صنم مین مرغوب	ہون وہ مجنون کہ مجھے چاہئین پتھر لاکھون
خاک سے سبز نکلتا ہی جو مانند زبان	ہو گئی زیر زمین خاک سخنور لاکھون
کیا ہے اے قاتل عالم ترے آگے تلوار	تجھمین تو اور بھی جز قتل ہین جوہر لاکھون
خاک ہو جاتے ہین جیسے چمن گل ہر سال	ہو گئی خاک گل اندام و سمن بر لاکھون
دن کو بس ایک ہی خورشید نظر آتا ہے	رات کو جلوہ نما ہوتے ہین اختر لاکھون
اعتماد سر و سامان شہی خاک نشین	ہو گئے خاک برابر سر و افسر لاکھون
آدمی کیا کہ سنو مجھسے فرشتون کا حال	جل گئے شعلۂ ادراک سے شہپر لاکھون
آنکھین ہم رندون کی شکوفے سے ہین ہر شراب	ایک شیشہ نہین پر بزم مین ساغر لاکھون

تو ہے محبوب خدا صدقے ہو تجھپر ناسخ
امتی کیا ترے تابع ہین پیمبر لاکھون

ہین یاد وہ سیہ مثال آنکھین	کیا ہین تری اے غزال آنکھین
ہے اہل نظر سے بغض تجکو	نادر کی طرح نکال آنکھین

جو تجکو دیکھے وہ بینا نہ تجکو دیکھے سو کور | یہان تو کچھ نہین تمیز کور و بینا مین
اوسکی چوب کا شانہ ہو تیری زلفو مین | جو بنگیا تھا عصا سانپ دست موسی مین
خطوط سو نکلے ہون جسطرح کسوٹی پر | یونہین محبت زر ہے مرے سویدا مین
ہو علمِ غیب نہین ہر سوای عالم غیب | ہلاک جان نکر آج فسکر فردا مین
مرے صنم کو ہوا اندنون جو شوق نماز | اذانین ہونے لگین زاہدا کلیسا مین
یہ اپنے اژدرِ گیسو دکھا یا دیے تمنے | بڑا کمال یہی تھا عصائے موسی مین
یہ ماہِ مصر کی ہے پاک دامنی کی دلیل | رہا نہ تار لگا بخیہ زلیخا مین
کھلی نہین دہنِ تنگ سے ہنسی مین دانت | چمک ہی جگنوونکی آشیان عنقا مین
ہتیلی رکھدی کہ پڑ جائے بس ابھی ٹھنڈک | بہت ہی آج جلن اپنے داغ سودا مین
نہ بچے نہ آپ کی تلوار کا کبھی زخمی | اگر ہو رشتۂ جان سوزن مسیحا مین

نہ کہتے تھے اوسی ترسا بچے نے اے ناسخ
اسیر کر ہی لیا گیسوئے چلیپا مین

وہ بیزار مجسے ہوا زار مین ہون | وہ میخوار غیر و نہین ہی خوار مین ہون
نہین عشق سے زر زردار مین ہون | اگر ہے وہ یوسف خریدار مین ہون
تمنا ہی ساقی کبھی بزم مے مین | وہ سرشار ہوا و رہوشیار مین ہون
ہوئی جمع بیدردی و دردمندی | دل آزار وہ ہی ستمگار مین ہون
اوسے ہے عداوت مجھے ہی محبت | جو خونخوار وہ ہی تو غمخوار مین ہون

زانو کی طرح صاف ہیں یہ حور کی ساقین
آئینے کی رانین ہین تو بلور کی ساقین

رانین نہ پری کی ہین نہ ہین حور کی ساقین
یہ نور کی رانین ہین یہ ہین نور کی ساقین

بے نور ہوئی جاتی ہین کافور کی شمعین
شاید کہ بنین صبح کے کافور کی ساقین

لب قند دہن تنگ شکر دانت ہین مصری
ہے ساق عروس اوس بت مغرور کی ساقین

کیا عرش کی ساقین ہین تمہاری قوتنگے نزدیک
ہر چند کہ سوجھی ہین بہت دور کی ساقین

ہین یوہین اگر مشک تو رنگت مین ہین کافور
ایجان ہین تیری نئی دستور کی ساقین

بے معرفت حق ہوئین بیکار نمازین
شل ہوگئین گو بلعم باعور کی ساقین

کاسہ سر فغفور کا گردن سے جدا ہے
زانو سے جدا ہوگئین تیمور کی ساقین

ہم مست قدبوسی زاہد نہ کرین گے
بس چوم لیا کرتے انگور کی ساقین

زنجیر کے زگرونسے ہوئی ہجر مین ایجان
زخمی ہوئے دیوانہ مہجور کی ساقین

برسات مین پھرتا ہون جو اوسکا برس
ساقین مری کیچڑ مین ہین مزدور کی ساقین

گل ہو ید بیضا سے ابھی شمع تجلی
دیکھے جو کلیم اوس بت پر نور کی ساقین

محشر مین بھی بوسہ ملیگا ساق خدا کا
چومی جو یہان اوس بت مغرور کی ساقین

دنیا کے زن و مرد ہین کیا چیز کہ ایجان
غلمان کی ایسی ہین نہ ہین حور کی ساقین

شمعین نہین روشن تری محفل مین ظالم
جلتی ہین کسی عاشق محرور کی ساقین

کس درجہ غم عشق سے گھل گھل کے ہوا ہاے
اونگلی سے ہین کم ناسخ مغفور کی ساقین

[illegible]

بری قسمت مین ہر گردش ایام دی [illegible]

ولہ

[illegible]

شب فراق ہے اور آندھیان ہین آہون کی
زمین پیار سے مجکو گلے لگاتی ہے

ہر ایک گل سے ہے چمنین شبیہ عارض یار
مین ہون حباب کہ دریا حسن لے قاتل

چلا ہے گلیون سے میدان کو غبار اپنا
برائے عاشق کامل ہے جلوۂ معشوق

خلش کسی کو نہین اے جنون کسی کو یہان
چراغ کو مرے ظلمت کدے مین بار نہین

عذاب ہے دلا گور مین فشار نہین
ہمارے جسم کی تصویر ہے یہ خار نہین

یہ موج آب ہے شمشیر آبدار نہین
کہ شہسوار ہوا اب وہ نے سوار نہین

کہان وہ شعلہ کہ اب طور پر شرار نہین
ببول بھی مری صحرا مین خار دار نہین

تمام رنج ہین تا حشر ساتھ اے ناسخ
بجز حیات کوئی چیز مستعار نہین

روئے تابندہ پر اب زلف سیہ فام نہین
میرے صیاد کی اب زلف سیہ فام نہین

خواب مین ساری مزے وصل کے ہم لوٹتی ہین
طول سا طول جدائی کو ہوا ہے ظالم

دہن گور سے مین عزدہ چلاتا ہون
چشم محبوب کی تسخیر کا پڑھتا ہون عمل

تیرے آگے نظر آتا ہے یہ خورشید سیاہ
کور کر ہون کہ ہین بیکار مرے دیدۂ گوش

روز روشن تری عہد مین ہے شام نہین
مرغ دل کوئی جو باقی نرہا دام نہین

بند آنکھین مین مگر بند کوئی کام نہین
دوست کیا نامہ لکھین یاد مرا نام نہین

ہو گیا خاک مگر خاک بھی آرام نہین
گنتی کے واسطے ہو جبہ یہ بادام نہین

کہ مری عقل مین جز حال لب بام نہین
مدتین ہو گئین نامہ نہین پیغام نہین

[illegible]

داغ فراق ہی شب فرقت مین مشتعل — خورشید جلوہ گر ہے ولیکن سحر نہین
دھویا ہے ہین اشکونسے رنگ سیاہ شب — فرقت مین ہمدمو یہ نمایان سحر نہین
ہر دم خیال نقطۂ خال صنم نہین — بیشک یہ میرے حق مین سقر ہی سقر نہین
نہر چمن مین عکس لب یار جو پڑا — ہے جس شجر کی شاخ کم از نیشکر نہین
سوزان وہ ہون ہتوکر رگ سنگ کیطرح — میری رگو نمین قطرہ خون جز شرر نہین
تاثیر ایجنون مری افسردگی کی دیکھه — پتھر لگا ہے جو مجھے اوسمین شرر نہین
بازار سرد سارا حسینون کا کر دیا — تیرے حضور سنگ صنم مین شرر نہین
رہتا ہون فکر عارض جانان مین رات دن — کب میرے چاک جیب مین نور سحر نہین
گلشن مین تیری حسن کی گفت و شنید ہے — غنچہ نہین ہی گنگ کوئی گل بھی کر نہین
آپسمین ہی حسینونکو بھی رشک کسقدر — شب کو نہین ہے شمس تو دنکو قمر نہین
ہی یون ہی تند تو نسے حسینونکا دور دور — کچھ آپ جیسے زمانہ مین دور قمر نہین
گر آفتاب حشر بھی نکلے نہو زوال — اوس مہ کا دور حسن ہے دور قمر نہین
مار سیاہ یہ لیے بیٹھے ہین اپنے تحم — زلفون کے پیچ گوش صنم مین گہر نہین
جو دل ہے وہ محل حوادث ہی بحر مین — محفوظ آفتونسے خدا کا بھی گھر نہین

کیا جانے کیسی ہوتی ہے ناسخ عدد کی شکل
یان کوئی جز جیب حضور نظر نہین

لے سحر اب اپنی نورانی دکھا صورت ہمین — کب سے منھ کالا دکھاتی ہے شب فرقت ہمین

تیرے در پہ یون کھڑا رہتا ہو نمین ہر آرزو
اے خود آرا اوٹھہ گیا دنیا سے خالی ہاتھ کیون

ہے برنگ پنجۂ خورشید تابان دست یار
ایجنون بارش کو بھی کب ہے اسقدر زر دسترس

شہپر و بال دیکھنے والونکو ہوتا ہے گمان
جسقدر رہی عمدگی اوتنی نزاکت ہے ضرور

کرنے ہین عالم کو جسکے پاؤنکی بچھو شہید
ترشی ہیر کی کلائی ہو پنجے مین یا قوت کے

قتل جرم میکشی پر ہوسکے ساقی بہر مے
گر یہی ہے آتش رنگ حنا تو ہے یقین

بجھیر غم سے تہید ستونکو آسان ہے نجات
جسطرح ہی پنجۂ مژگان نمین اپنی چشم تر

قتل کرنے سے تو کر احسان دشمن پر دلا
دست موسی کا ید بیضا ہوا نام اے صنم

آتش رنگ حنا سی مشتعل ہو مثل شمع
یہ اثر رنگ حنای یار کا ہے ایجنون

ہے ازل سے عاشق و معشوق کی قسمین فرق

حلقۂ در ہے گلی مین یار کے در ہاتھ مین
لیگیا ہوتا یہ آئینہ سکندر ہاتھ مین

بن گیا دزد حنا مانند اختر ہاتھ مین
دیکھکر مجکو اوٹھایا اوسنے پتھر ہاتھ مین

وہ پری رو جب اوٹھا لیتا ہی مگدر ہاتھ مین
زور کب ہوتا ہی پاؤن کی برابر ہاتھ مین

اوس ستمگر کی بلا لیتی ہی خنجر ہاتھ مین
اوس پری کو چاہیے کیا اور زیور ہاتھ مین

ہم لیتے پھرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین
مچھلیونکے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین

کچھ نہین وقت شنا رکھتے شناور ہاتھ مین
یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

جوہر شمشیر سے بہتر ہے گوہر ہاتھ مین
تیرے تلوونکا جو نقشہ تھا مصور ہاتھ مین

نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین
لعل بنجائے اگر لے سنگ مرمر ہاتھ مین

ہتھکڑی پاؤن لوہے کی وان حلقۂ زر ہاتھ مین

شب مہتاب کو فانوس کی حاجت ہی کیا
محتسب کیوں مے گلرنگ کو کہتا ہے حرام

بے نصیب ایسے ہین اس صید گہ عشق مین ہم
سمن و برگ گل و نرگس و زنبق ہی صنم

واہ کس درجہ ہی تاثیر لب شیرین کی

حسن کا کچھ نہین نقصان جو پوشاک نہین
گر حلال اس سے کرے مجکو تو کچھ باک نہین

ہو گئے ذبح مگر لائق فتراک نہین
منہ نہین کان نہین آنکھ نہین ناک نہین

نیشکر ہے دہن یار مین مسواک نہین

ہنسکے کہتا ہے وہ ناسخ کے رلانیکے لئے
دیدۂ تر نہو دریا تو نگہ پاک نہین

کون زندہ ہی جو اوس چشم کا بیمار نہین
مر کے چھوٹا ہی جو زلفون مین گرفتار نہین

کیا ترے ہاتھ سے سر پہ مری دستار نہین
مار ہی جا کون کی جنون جیب مین دستار نہین

پردۂ چشم اوٹھا مجمع اغیار نہین
بندہ موسی کیطرح طالب دیدار نہین

دیکھکر اپنے خریدار کو جھنجلا کے کہا
میرا کوچہ ہے یہ کچھ مصر کا بازار نہین

مثل خورشید احاطہ کئی ہین تو جمال
کوے جانان مین کبھی سایۂ دیوار نہین

چمن دہر کو ہم ڈہونڈھ پھرے مثل نسیم
غیر جام مے گلگون گل بیخار نہین

میکشو عیش سے ہے مفت آج غنیمت سمجھو
خم لبالب مے گلگون سے ہے خمار نہین

جتنے اندھے ہین کنوئین سو کہی ہی دیکھی لیکن
خشک کو ہین بھی پان دیدۂ خونبار نہین

سمجھے ہم دیکھکے چشم و شرۂ جانان کو
تا یہ نرگس چمن دہر مین بیخار نہین

جلگیا دھوپ مین اب گھر مین مجھے آنے دے
دو پہر ٹھیک ہوئی سایۂ دیوار نہین

ولہ

۱۰۵

ولہ

ہون اسیر ضعف کر آزاد اے جوش جنون	طوق کوئی جز گریبان میری گردن مین نہین
سر تصدق سر مرا لیکر گرا جو پانون پر	پر یہ غم ہی ہاتھ اوس قاتل کی گردن مین نہین

شب پرے منکر ہین تو ذرات عالم مین گواہ
کسطرح خورشید ناسخ روز روشن مین نہین

خون فشان چھالے بھی ہین مثل چشم گریان پانو مین	خار صحرا بنگے چبھ کر مژگان پانو مین
بھٹک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر	چھپتے ہین ہر ہر قدم پر خار مژگان پانو مین
ہون وہ وحشی دشت آباد جہان مین اے جنون	آبلونکو بدلے ہین چشم غزالان پانو مین
ضعف مین بار قبا او تر آئی دست جنون	بنگی بیڑی مری طوق گریبان پانو مین

ولہ

عشق پیچان اے پری لپٹا ہی پا سرو سے	راستی سے لپٹی نہین یہ زلف پیچان پانو مین
کو بکو دن بھر وہ ہرجائی پھرا کرتا ہی ور	روز ہی مانند خورشید درخشان پانو مین
بدلے ہاتھون کی اجی پانو نہی بیعت کیجیے	روشنی ہی دست حنا سے دوچندان پانو مین
دست سے پہونچین جو ہم گلزار کوے یار مین	غنچہ ہاے آبلہ ہوجائین خندان پانو مین
اوسکے تلوونسے ملین سو زمین کیا آنکھونکو ہم	ناخن پر نور ہین چشم نگہبان پانو مین
مثل رفتار آج اوسکے رقص کی بھی کی نقل	بہمنی بہنا دو اے کبک خرامان پانو مین
ہوتی ہی منہدی کی حاجت اے پریرو بار بار	ایکدن مل لے ذرا خاک شہیدان پانو مین
اے جنون نکلین گے جیتے جی نہ مثل استخوان	ہوگئے جز و بدن خار مغیلان پانو مین

پیچھے ہین ناسخ اگر خار مغیلان پانو مین

ولہ

کیا چمکتے ہین پر رو بیترے گوہر کان مین	ہے یقین ایسا نہوگا کوئی جو ہر کان مین
بو تری زلفون کی جاتی ہی جو اکثر کان مین	میل ہو جاتی ہے رشک مشک عنبر کان مین
خانۂ تاریک قالب مین وہین در آئے ہم	آئی جب روز ازل آواز دلبر کان مین
میرے نالے سنکے آتا تھا کبھی دل مین جو رحم	روئی اب کہنے لگا ہی وہ ستمگر کان مین
جب تب باتین سنا ہے وہ مجکو سخت سخت	سر کے بدلے ایکجون لگتے پتھر کان مین
ہو گیا ہو گی وہ قاتل پر ہے خونریزی ہی	بدلی مندر ونکی پڑ رہی ہین چکر کان مین
بن گیا ہی برگ گل پردہ ہمارے کان کا	آج باتین کر گیا ہے وہ گل تر کان مین
کیا معاذ اللہ میری آہ آتشناک ہے	آگ لگ اوٹھتی ہی سنتے ہی برابر کان مین
جو کوئی سونگھے وہ سمجھے عطر کی یہ سینک ہے	کوئی تنکا بھیرے گرد وہ سمن بر کان مین
کور ہون آنکھو نکو وہ صورت نظر آتی نہین	گر کبھی ہون آتی نہین آواز دلبر کان مین
عشق گیسو مین مرے نالے جو سنتا ہے کوئی	جاتے ہی آواز بنجاتی ہے اژدر کان مین

ولہ

جب کبھی پہنا جڑاو اوسنے زیور کان مین	ناز کی بولی کہ کیون لٹکائے پتھر کان مین
یا ان در گوش صنم پر لخت دل اشکو نہین ہے	دیکھنا یاقوت دریا مین ہین گوہر کان مین
اپنی کہتا ہی موذن اور کی سنتا نہین	رکھ لے ہنگام اذان انگلی نکو نکر کان مین
جیسے ہے اکسیر خاک کوچۂ جانان کی دہوم	چھپ رہا ہے شرم سے کبریت احمر کان مین
یا علی ہو جان ناسخ کی نہ کیون تم پر نثار	تم ہی ہو رکن رکین ایمان کے ارکان مین

ولہ

ولہ

فلک سمجھتے ہین ملاح واے فلک کو کیا	کسیطرح نہین ملتا دماغ گنگا مین
یہ نوچے کھاتے ہین زندونکو کا ہو کے لوگ	کہ جیسے کھاتے ہین مردونکو زاغ گنگا مین
حواس گم شدہ کو ڈھونڈھتے تھے غربت مین	ملا ہے اب ہمین بارے سراغ گنگا مین
ادھر بہاتے ہین گل اور ادھر نہاتے ہین گل	ہر ایک صبح شگفتہ ہے باغ گنگا مین
کمند موج جو مانند زلف ہے دلکش	ہوا اسیری غم سے فراغ گنگا مین

ولہ

عشق کو کسکے دل سے لاگ نہین	کونسا گھر ہے جسمین آگ نہین
مجھسے بڑھجاے کیا وہ شاہ سوار	شوق سے وہ فرس کی باگ نہین
ساغر غیر قلقل مینا	کوئی مجکو پسند راگ نہین
دوست سے اندنون لگا ہے جو دل	کسی دشمن سے مجکو لاگ نہین
بعد مرنے کے بھی ہے رنج رسان	زلف جانان ہے کالا ناگ نہین

ولہ

خود بخود جی مرا اداس نہین	دل لگی جب سے تھی وہ پاس نہین
یار کے آنے کی جو آس نہین	موت کے آنے کی تو یاس نہین
کیا تو کہتا ہے کیون ہوا صدقے	ارے مین تیرے اس پاس نہین
اب حیران ہون بجاے شراب	ایسی اے خضر مجکو پیاس نہین
مجکو چھوڑا تو چھوڑ غیرون کو بھی	اس سوا اور التماس نہین

سب کی سب کیا ہین شب قدر ہماری راتین
ہاے کیا پیار سے سوتی تھے لپٹ کر ایجان
دونون لفونین ہین عجب شیدسی تابان عارض
جو گھڑی ہے نظر آتی ہے مجھے ایک پہاڑ
ہجر مین صبح سے تا شام بجاے شبنم
ٹسن پڑے رہتے ہین لیل و نہار اندر صبر مین ہم
شب تاریک جدائی مین یہ چلاتا ہون
تیری زلفون کیلیے شانہ بکف ہی ہر ل
فصل گل مین گل تر نہین گل کر دی چراغ
مرغ زرین فلک ہے یقین خفاش
دن کی بدلی بھی ہی آتی ہین غمخواری کو

کٹتی ہین آنکھون ہی مین ہجر کی ساری راتین
یاد ہر دم مجھے آتی ہین وہ پیاری راتین
روز روشن کی برابر ہین ہماری راتین
ہین غضب قہر قیامت محبوب کی بھاری راتین
میری آنکھونسی لہو رکھتی ہین جاری راتین
ہین شب گور کے مانند ہماری راتین
دق بہت کرتی ہین یا حضرت باری راتین
اور کرتی ہین تری آئینہ داری راتین
کر سیہ چاہئین ای باد بہاری راتین
کسقدر میری دو نونین ہوئین ساری راتین
مجھسے رکھتی ہین بہت ہجر مین یاری راتین

دن تو ناسخ یہ بہر حال گذر جاتے ہین
پر جدائی مین بہت لاتی ہین خواری راتین

ہے ہو ہین تہ بیزار دان عالم اسباب مین
تیرے دونون ابرو نمین سو نیکی بندی نہین
جاے نشہ فرقت ساقی مین آجائیگی ترت
جلوہ دندان جانانسے ہوا ہو نمین ہلاک

ناؤ کاغذ کی بہائین جیسے اطفال آب مین
لٹکی ہے قندیل زرین کعبے کی محراب مین
شکل تاب تیغ ہے موج شراب ناب مین
مجکو قسمت نے ڈبویا موتیونکی آب مین

ولہ

ولہ

۱۰۰

سودای عشق غیر کہان ہی برنگ گل
اپنے ہی حسن پر مین گریبان دریدہ ہون

ممکن نہین ہی ضبط فغان حشر ہو تو ہو
بے اختیار صورت صور دمیدہ ہون

ہنستا ہو نہین کال کی دانت اپنی بود بر
باغ جہان مین مثل انار رسیدہ ہون

تھا چاک جیب صبح تو مشہور ہے جوان
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

گو جان جائے غم نہین لیکن نہ بات جاے
ناسخ وہ کھینچ رہا ہے تو مین بھی کشیدہ ہون

ملا عکس شفق کو رتبہ اکسیر پانی مین
طلائی ہوگئی ہر موج کی زنجیر پانی مین

فروغ حسن سے روشن ہوئین آنکھین حبابونکی
کبھی او تر انہانے کو جو وہ بے پیر پانی مین

تڑپتے ہین برنگ موج لاکھون عاشق بسمل
وہ قاتل تیر جاتا ہے مثال تیر پانی مین

زبان موج پر ہو الامان مثل لب دریا
کرے تیری نگاہ گرم اگر تاثیر پانی مین

ولہ

نہین یہ دائرہ گرداب سحر پانی مین
ہمارے دیدہ گریان کی ہی تصویر پانی مین

مے گلرنگ سے کیون اسقدر بہتر ہے آگل
گل کاغذ کی حالت ہوتی ہی تغییر پانی مین

جو پانی ہے وہی مین ہون فرق اعتبار ہی
زبان موج کرتی ہی یہی تقریر پانی مین

ڈبو دونگا مین سیل اشک مین آخر رقیبونکو
ملی ہے جسطرح فرعون کو تعزیر پانی مین

جو دھوئی صبحدم اوٹھکر وہ اپنی رخ تاباںکو
ہوا ہو چشمہ خورشید سی تنویر پانی مین

شب فرقت صنم آخر ہوئی تو جوش رقت سے
ملایا چشم تر نے صبح کا سب شیر پانی مین

لوگ دنیا سے جو دنیا سفر کرتے ہین
کوچ کی بے خبرون لو یہ خبر کرتی ہین

اونکو کیا کہتے ہین جو خون بشر کرتے ہین
قابل لعن ہین جو قطع شجر کرتے ہین

ہجر ساقی مین غضب ہی اثر کرتے ہین
ے گلرنگ کے قطرے وہ شرر کرتی ہین

کام ہم سوختہ جان مثل شرر کرتے ہین
اے صنم تیرے دل سخت مین گھر کرتی ہین

گھر مین محبوب ہی آتا نظر آتا ہے ہمین
جب تصور مین نظر جانب در کرتے ہین

ے گلگون سے ہوا سرخ مزار دے سفید
کیمیا گر یو ہین چاندی کو بھی زر کرتی ہین

وصل محبوب مین بیخواب تر دامن تھے
ابتو دامن کو ہم اشکون ہی سے تر کرتی ہین

کسکو دشت مین ملا ہے یہ بگولا ایسا
سو ز ہم چاک گریبان سحر کرتے ہین

میرے ویرانے مین رہتے ہین مقرر مہمان
کشور ہوش سے جو لوگ سفر کرتے ہین

تو ہی سنتا نہین کیا نا رسی اہے جور لقا
نلے تو گوش ملائک کو بھی کر کرتے ہین

کیا ہی ای طفل تری تاب کمر کا ہے اثر
تیر ہی ٹکڑے کبوتر بھی کمر کرتے ہین

مر گئے ہم تو شب ہجر مین اب آپ عبث
پھاڑ کر اپنا گریبان سحر کرتے ہین

چاند سورج کو جو ٹکواتی ہین ٹوپی من صنم
کیا قیامت ہی ہم شمس و قمر کرتے ہین

یار کو قصد جو ہوتا ہے ہمارے گھر کا
پیشتر اپنے حواس آکے خبر کرتی ہین

محو نظارۂ محبوب سراپا ہین ہم
بدن زار کو اب تار نظر کرتے ہین

کام جلوت سے نہین کہتے ہین خلوت کے سوا
کسکی محفل کہ ترے دلمین گذر کرتی ہین

قلزم اشک سے دھوتے ہین سیاہی ناسخ
ہم شب گور درد کے سحر کرتے ہین

ولہ

[illegible] زمستان

ولہ

[illegible]

ہون مین ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہین
ہے فراق بت خود کام مین ناسخ کا کلام مجھکو اب کام سے کچھ کام نہین
مجکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہین
اتنی فرصت ہے کسے غربت مین
دور سے مجکو کام نہین دام سے کچھ کام نہین
ہاتھ مجنون کے صحرا مین
صبح روشن کو نہین خون سے کچھ کام نہین
ابر تو شاد ہے دام سے کچھ کام نہین
قاصد رسید کیطرح جھوٹا ہون

ولہ

شب سیاہ جدائی مین روشنی ہو کہین
طریق عشق چھوڑا یاہے تونے غارتگر
لطافت ایسی ہے دلمین کہ دیکھتا ہون صاف
برنگ زر کوئی کپڑو مین اگ رہتی ہے
نقاب سے ترے ابرو جو سلخ کو کھلی ہین
اگر تم آئے تھے شیرین کے بھیس مین صاحب
نمونہ ہونہ ترے خط عنبر افشان کی
چمن مین لائی صبا کسکی بو جو آج نسیم
نظر سے تھا شرر سنگ کیطرح جو نہان
تمہارے روے مخطط کا منھ چڑھاتی ہین
ہزار ون پڑ گئی بتر نگاہ سے سوراخ

لگا دون آگ مین بیت الحزن کے پردہ مین
ملا ہے خضر مجھے راہزن کے پردہ مین
گہر سے دانت ہین درج دہن کے پردہ مین
نہ میرے داغ چھپین گے کفن کے پردہ مین
تو ماہ نو ہے یہ چرخ کہن کے پردہ مین
تو ساتھ بندہ بھی تھا کوہکن کے پردہ مین
بسے ہے وہ جلد عذار و ذقن کے پردہ مین
دمک رہی ہے گل یاسمن کے پردہ مین
وہ بت ملا مجھے اک بت شکن کے پردہ مین
یہ مہر و ماہ پریرو گہن کے پردہ مین
ہمارے ہے اوس بت ناوک فگن کے پردہ مین

خبر نہ شام غریبی کی مجکو تھی ناسخ
چھپی ہوئی تھی یہ صبح وطن کے پردہ مین

مجکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہین
مے سے کچھ کام نہین جام سے کچھ کام نہین
دلمین خوش آتی ہے صحرا کی ہوا ہین پر خار
اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہین
اپنے ارام سے ہون دشت جنون مین تنہا
کسی محبوب دلارام سے کچھ کام نہین
خانہ برباد ہون صحرا مین بگولونکی طرح
سقف و دیوار و در و بام سے کچھ کام نہین

ولہ

ولہ

بلبلیں چہچہے کرتی ہیں چمن میں ساقی
طوطیِ شیشہ نے زمزمہ پرداز نہیں

مجھسے کب فاش ہوا جرم محبت ظالم
تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہیں

رہگیا عشق ہمارا ترے پردے میں نہان
شکر اے جوشِ جنون فاش کوئی راز نہیں

رقص پامال ہو چال ایسی ہے اشارہ سواے
ساز مطرب ہے تری گھونگرو کا یہ ساز نہیں

ناز اوسکا ہے کہ عاشق میں ہوا ہون اوس پر
حسن پر اوس بت طناز کو کچھ ناز نہیں

مست ناسخ مجھے رکھتا ہے کلام حافظ
بھرے ساغر میں بجز بادۂ شیراز نہیں

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے میں
اوتارون مثل پری آفتاب شیشے میں

بنی ہے صورتِ فوارہ گردن مینا
ہے تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے میں

خیال ہے عرقِ روے یار کا دل میں
بجا ہے کہتے بھرا ہے گلاب شیشے میں

خیال یار مرے دلمیں کیا ہی گھبرایا
نہ ہون پری کو بھی ہو اضطراب شیشے میں

جو دور جام ہو ساقی تو مینھ برسنے لگے
کفِ شراب نہیں ہے سحاب شیشے میں

ہوا ہے صاف ہماری طرف سے دل اوس کا
کہ اوسنے لکھا ہے خط کا جواب شیشے میں

خمِ شراب جو حیلے سے محتسب توڑے
تو روز حشر ہوا اوسپر عذاب شیشے میں

کریگی مست قناعت مجکو بادہ فروش
اگر شراب نہیں بھر دے آب شیشے میں

جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی
عیان ہے صاف ثباتِ حباب شیشے میں

دل رقیب میں سامان روسیاہی ہے
کہ جسطرح کوئی دیکھے خضاب شیشے میں

گھر مین بیٹھا ہون توکل کے
بیچ ہے ناسخ کہان کہان جاؤن

دل مرا فرقتِ محبوب مین بیتاب نہین
یہی آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین

ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون
جام مے کیا کہ خیالِ قدحِ آب نہین

آتشِ داغِ جدائی سے نہ اوڑ جائیگا
طائرِ دل ہے یہ کچھ طائرِ سیماب نہین

صبحدم آج سے اوس ماہ کا کیا عزم سفر
چودھوین رات ہی پر جلوۂ مہتاب نہین

اسطرح آج مری نیند اوڑی جاتی ہے
دیکھتو کیونہین تو کوئی پرِ سُرخاب نہین

چھوڑکر گردش ہیودہ جو مین بیٹھ رہا
اب مرے اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین

رات دن ابروے جانان کا تصور ہے ضرور
کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہین

ہجر محبوب مین ہے خونِ فلاطون مجکو
خم مین لے بادہ فروشو یہ مئے ناب نہین

چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو
موت ہے فرقتِ محبوب مین آخواب نہین

ترک اسباب پہ آمادہ جو ہے اے ناسخ
تیرے نزدیک یہ کیا عالمِ اسباب نہین

پاس جسکے نہیں دلا وہ ستم ایجاد نہین
کوئی بھی اوسکے سوا اوسکا ستم یاد نہین

میرے مرنے سے ہے بس خانۂ زنجیر خراب
ورنہ گھر کون ہے دنیا مین جو آباد نہین

جسنے دیکھا ہوئی زنجیر کی حاجت اوسکو
خطِ جانان کی برابر خطِ بغداد نہین

جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تو کر قتل مجھے
ہنسکے کہتا ہے کہ بندہ کوئی جلاد نہین

میں جانتا ہوں جو شورش طوفان ہو رہے
غم سے اگر شراب ادھلتی ہے ہجر میں

کملی سیہ ہی چادرِ مہتاب کی عوض
کیا رات اپنا روپ بدلتی ہیں ہجر میں

روتے ہیں اور نالے جو کرتے ہیں ناصحا
اپنی طبیعت اس سے بہلتی ہی ہجر میں

مرغِ گلو بریدہ کے مانند ساقیا
ہر دم بطِ شراب اُچھلتی ہی ہجر میں

جو روز ہے وہ طول میں گویا ہی روزِ حشر
برسوں سے دوپہر نہیں ڈھلتی ہی ہجر میں

ہوتا ہے ایک خلق کو تابوت کا گمان
جسوقت پالکی مری چلتی ہی ہجر میں

تاریک کیوں نہ گھر ہو اپنا ہی رات دن
ہڈی ہر ایک شمع سی جلتی ہی ہجر میں

ہوں جان بلب مگر نہیں آسکتی ہی اجل
ظلمت کدہ سے آپ ہی ٹلتی ہی ہجر میں

رٹ لگ گئی ہے نزع میں ناسخ کو بس یہی
ایجان میرے جان نکلتی ہے ہجر میں

قاصدا جھوٹ کہا گھر میں وہ مغرور نہیں
کسطرح گلشن جنت میں بھلا حور نہیں

وہ سہی قد ہے جہاں ناسخ مہجور نہیں
سرو ہے قمری نہیں طور ہی منصور نہیں

باغ بھی میری روش اوسکی تجسس میں پھرا
آبلے راہ کی ہیں خوشۂ انگور نہیں

ہجر ساقی میں لہو سے ہوئی تر چشمِ سفید
مے سے لبریز دلا ساغرِ بلور نہیں

فصل میں ہی غضب بادہ کشو جوشِ شراب
خم مے کیا ہے جو طوفان کا تنور نہیں

جیتے جی کیوں نہوئی دید میسر مجکو
آدمی زادہ وہ محبوب ہی کچھ حور نہیں

موت ای ضعف نہیں ورنہ ہماری نزدیک
کوچۂ یار تو کیا باغِ ارم دور نہیں

دخل یان جز عکس سلطان عکس لشکر کا نہین
دل ہمارا ہی کچھ آئینہ سکندر کا نہین

رونے پھرتے ہین گریبانونکی برزی قاصد ا
کچھ پتا اس سے زیادہ کوے دلبر کا نہین

کیا مجھی کو دھیان ہی اوسکے سنہری رنگ کا
کون وہ دنیا مین ہی مشتاق جوزر کا نہین

گو منزہ ہے مکانون سے خدا پسر ہی گھر
اس خرابی مین فقط بندہ ہی گھر در کا نہین

پی کے پانی اوسکے چھوٹی آنکھوں مین ہون مست
ساقیا فرقت مین مین مشتاق ساغر کا نہین

خشتہاے کوے جانانسے تسلی ہو تو ہو
سر مرا مشتاق لڑکو اور پتھر کا نہین

تو سرک بیٹھا تو ایسی بیکلی ہمکو ہوئی
عضو اپنا اپنی جاے کو ایسا سر کا نہین

مثل ققنس جھڑ رہی ہین آنکھوں چنگاریان
داغ میرے دلمین کچھ طاوس پر کے کا نہین

یاس مین زینت ہی مثل یاسمین منھ کی سفید
وصل جو مجھکو میسر اوس برہمن کا نہین

روی آتشناک سی رومال جلجاے نہ کیون
اے صنم کپڑا ہے کچھ چیر اسمندر کا نہین

پاک بازونکے سوا کوئی ہو کیونکر بار یاب
یہ در جنت ہی دروازہ ترے گھر کا نہین

ہوگیا ہے ہمکو سودا دیکھکر روی سفید
سر ہمارا کیون نشانہ سنگ مرمر کا نہین

ساقی کوثر کا ناسخ تشنۂ دیدار ہوان
جام سے کیسا کہ اوسکو ذوق کوثر کا نہین

سراپا ہے وہ شیرین کام شیرین
فقط شیرین نے پایا نام شیرین

جو میٹھی میٹھی نظرونسے وہ دیکھے
کہون آنکھونمین بادام شیرین

ترمونٹھون کی دولت مثل شربت
ہوا ہے بادۂ گلفام شیرین

سوز خورشید ہو کافور سحر سے کیا کم
داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہین

کف مے کافی ہے ساقی سر مینای شبرا
پنبۂ حضرت منصور سے کچھ کام نہین

داغ فرقت ہی جلیں گے نہ بلینگے اوس سے
ناسے کام ہے یان نور سے کچھ کام نہین

چڑھی گردن کشی لے مطرب و ساقی ایسی
کہ ہمین شیشہ و طنبور سے کچھ کام نہین

چہرہ اوس بت کا ہی شنجرف ہی سرخی مین نہاد
اوسکی پیشانی کو سیندور سے کچھ کام نہین

یار کے دست حنائی کی ہے مچھلی کیا کم
مجکو ماہی سقنقور سے کچھ کام نہین

اہل تزویر سے اسد رجہ ہے مجکو نفرت
کہ مجھے قافیہ زور سے کچھ کام نہین

ہو اگر وصل میسر ابھی ہو جاے وصال
موت کو عاشق مہجور سے کچھ کام نہین

مثل خورشید ہی داغ اٹھ پہرن ہی کہان
شب ماہ و شب دیجور سے کچھ کام نہین

شعلہ رویونکو نہین اپنے مزنی کا پاس
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہین

رات دن نور خدا کو نجف سے ہے عیان
مجکو ناسخ جبل طور سے کچھ کام نہین

کاٹنے کھاتا ہے گھر جدائی مین
کام اژدر ہے در جدائی مین

سچلے دو چار منزلین تو کیا
ہو عدم کا سفر جدائی مین

جان یا جاؤن زندگی ہو جاے
موت آجاے گر جدائی مین

ساقیا خشک ہے جو میری زبان
انکھین رہتی ہین تر جدائی مین

کاش کردے کوئی بدن سے جدا
ہے غضب درد سر جدائی مین

۹۱

سودا ہے گو طبیبو مگر غیر جام مے
لونگا نہ کاسۂ عرقِ شیر ہاتھ مین

کرتی ہے مجکو قتل تری بھونکی چھری
کیا دی ہے گل فروش نے شمشیر ہاتھ مین

فرقت مین ہے اشارہ ہلالِ صیام کا
لے اپنے ذبح کرنے کو شمشیر ہاتھ مین

بے حکم مین جو آپکو چھولون تو کیا مجال
ایسی کہان ہے طاقتِ تقصیر ہاتھ مین

ناسخ مین جبکہ عرصۂ محشر مین جاؤنگا
ہوگی رکاب حضرت شبیر ہاتھ مین

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین

لپٹی ہے جو دان زلف گرہگیر گلے مین
یان بھی تو کئی من کی ہے زنجیر گلے مین

دیوانہ کیا ہے تری صورت نے پری رو
ہو طوق کے بدلے تری تصویر گلے مین

آواز سنا کر مجھے بیہوش بنایا
کب شیشۂ مے کی ہے یہ تاثیر گلے مین

اسرار نہان آنے ہین سینے سے زبان پر
اب سدِ سکندر کرون تعمیر گلے مین

اسجان کوئی اپنا گلا کاٹ مرے گا
لٹکاؤ نہ یون ناز سے شمشیر گلے مین

تلوار نزاکت سے وہان کھینچ نہین سکتی
اٹکا ہے یہان نعرۂ تکبیر گلے مین

جز خاک درِ یار دوا دو نہ طبیبو
واللہ اٹک جائیگی اکسیر گلے مین

لاغر ہو نہین ایسا کہ مرے کان کے بالے
ہو جاے صنم طوق گلوگیر گلے مین

سر کٹنے سے ہم مست نہ چپ ہون گے ساقی
شیشے کی طرح قوتِ تقریر گلے مین

احباب سے مانگو نہین اگر نزع مین پانی
ٹپکائین نہ آبِ دمِ شمشیر گلے مین

دونون حنائی ہاتھہ وہ رکھتے ہین آگ سے | مچھلی کف صنم مین سمندر سے کم نہین

بے یار کاٹے کھاتا ہی ویران گھر مجھے | شہ تیر جو لگا ہے وہ اژدر سے کم نہین

ہوتا ہی رنج دولت دنیا سے اسقدر | دینار میرے ہاتھہ مین اخگر سے کم نہین

اے طفل تیری پھونک ہی گویا دم مسیح | جو پر اوڑا دیا وہ کبوتر سے کم نہین

ملک جنون مین شاہ ہون مین [illegible] | پھاہا جو داغ سر پہ ہی افسر سے کم نہین

لکھتے ہین خال عارض تابان کی وصف مین | جو نقطہ ہے وہ حسن مین اختر سے کم نہین

ہر بت زبان حال سے کہتا ہے اے صنم | گویا نہ لعل لب ہون تو پتھر سے کم نہین

ہر دانت تیغ موج تبسم کو سنگ ہے | تیر نگہ کو ہر مژہ اک پر سے کم نہین

لاغر ہون اپنے کلبۂ احزان مین اسقدر | دیوار کی دراز بھی اب در سے کم نہین

مستی مین عشق ساقی کوثر بھی ہو اگر | جام شراب چشمۂ کوثر سے کم نہین

بند صحرائے خوب دل مین تصور جو یار کا | پھر تو مسافری بھی مجھے گھر سے کم نہین

رفتار یار مین ہین یہ شیرین ادائیان | خاک اوسکے رہگذار کی شکر سے کم نہین

ایسی شرم ابروے جانان سے آب آب | تلوار کچھ مری مژہ تر سے کم نہین

اوس سرو قد کے زلف مین ایسے پھنسے ہین دل
ناسخ جو لٹ ہے شاخ صنوبر سے کم نہین

کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین | گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

تیغ کافی ہے مجھے اپنا گلا کاٹنے کو | خنجر ابروے خمدار سے کچھ کام نہین

مینائے مے سے کم نہیں ہم مےکشوں کا حال
لبریز اگر شراب نہیں ابرو نہیں

مستی ٹپک رہی ہے سراپا پہ یار سے
موجیں شراب کی ہیں قبا پر تو نہیں

کیا رنگ باغ ادبت شیریں ادا ہے ہائے
گلگشت میں جو آج مرے ساتھ تو نہیں

فرہاد سر و تیشہ سے ہے منقار فاختہ
جاری لہو کی نہر کی نہر یہ اب جو نہیں

کس گل کی یاد میں ہے یہ سینہ خراشیاں
گلبرگ میں بھی اب مرے ناخن سے تو نہیں

کیا ہاتھ اٹھاؤں پھر دعا سوے آسمان
بر آئی جو کبھی وہ مری آرزو نہیں

جو آدمی ہے ظاہر و باطن میں فرق ہے
جو خوبرو نہیں وہ کبھی زشت خو نہیں

مانند عکس آپ بھی کھویا گیا ہوں میں
پیش نگاہ جب سے وہ آئینہ رو نہیں

چوٹی کو اور زلف کو دکھلا کے یہ کہا
یکساں کسیکا ایسا کہیں پشت و رو نہیں

عالم ہے محو آئینہ خانہ کی سیر میں
اپنے سوا کسے کی کوئی روبرو نہیں

بیخود ہیں ہم تو منہ نہیں چڑھا ساقیا شراب
کچھ شیشے کے گلو سے کم اپنا گلو نہیں

پیری میں ہو گیا ہے جنون ہمکو کیا علاج
یاں چاک جیب صبح ہے کار رفو نہیں

ناسخ فراق یار میں آئی جو برشکال
جز اشک مثل ابر بدن میں لہو نہیں

کس گل کا منہ چمن میں سے آگے فق نہیں
یہ رنگ گل اوڑا ہے افق پر شفق نہیں

گلشن میں ہیں مصحف رخ کی جو سیر کی
خالی شبیہ یار سے کوئی ورق نہیں

لکھتا ہے وصف تشنۂ مژگان کا ہر کوئی
وہ کونسا قلم ہے زبان جسکی شق نہیں

وله

وله

۸۷

ہیں کیا ابر نیساں سے اگر گوہر برستے ہیں
کہ اپنے کشت پر تو جا کے اب اخگر برستے ہیں

دعا باراں کی جب میں مانگتا ہوں وقت نزع کے
تو ساقی میرے شیشوں پر ہیں پتھر برستے ہیں

اوسکو دیتی ہیں ہوتی ہیں جس سے منتفع منعم
کہ بادل سے سمندر ہی میں بس گوہر برستے ہیں

شب تاریک میں ایسا شعاع نور جاناں سے
کہ قطرہ کی عوض بدلی سے آج اختر برستے ہیں

ادھر اوٹھے ہیں بادل اور ادھر ناسخ ہوں میں گریاں
مقابل ہو کے دیکھوں تو بھلا کیونکر برستے ہیں

ہے یہ بیجا جو اوسے سرو بشر کہتے ہیں
کہ وہ ذی عقل ہے کیوں اوسکو شجر کہتے ہیں

جان جب تک ہے یہ لپکا ہے نظر بازی کا
کہ رگ جان ہے جسے تار نظر کہتے ہیں

دفت وحشت نے کیا چاک گریباں میرا
کیا اسی کو شب فرقت کی سحر کہتے ہیں

داغ فرقت سے میں غربت میں جلا جاتا ہوں
راست کہتے ہیں سفر کو جو سقر کہتے ہیں

مثل یعقوب ہمیں عشق ہے اوس یوسف سے
اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہیں

جب اگر بیٹھے ہیں ہم تو بگڑ بیٹھے ہیں
منہ بنا لیتے ہیں کچھ منہ سے اگر کہتے ہیں

جو نصیحت نہ سنی اور نہ آخر ہیں سے
اوسکو ہم کور بھی کہتے ہیں جو کر کہتے ہیں

بندۂ زر کی مرے آگے ہو رخصت کیا خاک
زرد رشتی ہے نظر میں جسے زر کہتے ہیں

اور جلا حسن ترا اوسکے نکلتے ہی صنم
جسکو سب کہتے ہیں خط ہم اوسی پر کہتے ہیں

ہجر میں عیش جو ہی غم سے مبدل ناسخ
ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہیں

سرویدہ

بھر رہا ہے وہ صنم آٹھ پہر آنکھوں میں
یان سفر دشت میں ہے اوسکو سفر آنکھوں میں

کور ہو جائینگے ہم منہ نہ چھپا او رخورشید
عارضی نور ہے یان مثل قمر آنکھوں میں

کس سی منظور ہین قاتل کو لڑائی تجھین
ہے سیاہی و نگہ تیغ و سپر آنکھوں میں

نشہ سی لال ہوئین ہین جو یہ چشمان سیاہ
آپ کی ہے شفق شام و سحر آنکھوں میں

حلم اگر دل مین نہوے کہیں بہتر تجھپر
وصلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھوں میں

اوسکو پاتے ہین اونھین دیکھتے ہی ہوتی ہین پست
ہے گلگونسی زیادہ ہے اثر آنکھوں میں

نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ہے یہان تار نظر اسلیئے تر آنکھوں میں

ہے جدا جبسے کہ وہ لخت جگر آنکھوں سے
بہر تسکین ہے یہان لخت جگر آنکھوں میں

اِس قدر کھپ گئی ہے تیری سنہری رنگت
اے پری اب تو سماتا نہیں زر آنکھوں میں

اِسقدر سرمہ ہوا اوسکو نزاکت سی گران
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھوں میں

ہکو پیری مین بھی ہے شوق نظر بازیکا
ہے شب کا ہی اثر تا بہ سحر آنکھوں میں

جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
صدقے ہو وینگے وہین شمس و قمر آنکھوں میں

ایک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھوں میں

رات دن صوم مچائیں جو ہے طفل سرشک
سح تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھوں میں

پھنس گیا گیسو ونکے جال مین جاکر ایسا
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھوں میں

کوٹ کر موتی بھرے ہین تری آنکھوں میں اگر
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھوں میں

شرمگین ہے وہ پری خانۂ دل مین بھی رہے
کہ مرے مردم دیدہ ہی گھر آنکھوں میں

ولہ

٨٥

ولہ

چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین	ہے گریبان پیرہن سی جوش وحشت ہاتھ مین
صبح اوٹھکر کیون نہ دیکھون ہاتھ جب آئینہ	یہ صفا ہے نظر آتی صورت ہاتھ مین
وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بلا سکتا نہین	ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین
یاد کرتا ہون کسیکے مصحف رخسار کو	زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین
سمجھین شاخ سرو پر سب فاختہ کا آشیان	طائر دلکو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین
دیکھ پائے دست جانا کی تجلی گر کلیم	روشنی ہو جائے شکل داغ حسرت ہاتھ مین
تیغ قاتل نے علم کے گال اوسنے چھو لیے	ہے زیادہ رستم و دستان جرأت ہاتھ مین
پونچھکر آنسو بنایا ہے ہمنے ٹکڑا ابر کا	جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین
ہاتھ اوسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہے وہ	ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہے آیت ہاتھ مین
کیا فروغ حسن ہے چھو لون اگر اوسکا بدن	پنجہ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین
گر مین سہلاؤن کف پائے حنائی آپکے	ہو زیادہ پنجہ مرجان سے رنگت ہاتھ مین
ہاتھ مین جو ہاتھ اوسکا لیلیا اس جرم پر	ہتھکڑی پہنی رہے پہنے ایک مدت ہاتھ مین
انتظار نامہ بر مین ہو گیا ایسا ضعیف	نامہ محبوب لیتا ہون بدقت ہاتھ مین

ارمغان لیجاؤن ناسخ سوے گلزار وطن
جن لیے ہین خار ہاے دشت غربت ہاتھ مین

اوس عزیز القدر کی دیکھی ہے صورت خواب مین	آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین
نام تیرا ہی مجھے ورد زبان رویا مین بھی	ہو کسی کو جیسے بڑبڑانے کی عادت خواب مین

منھ برستا ہے جلد اے ساقی
آج واعظ کی کون سنتا ہے

یا داب توبہ شراب نہین
پنبہ گوشش سے ہے سحاب نہین

درد دل کا علاج اے ناسخ
عرق اوس گل کا ہے گلاب نہین

جو ترے عشق مین ہلاک نہین
زندگانی مین لطف خاک نہین

نہرین ہین کیون بہشت مین جاری
زاہد اگر شراب پاک نہین

ہے شب ہجر جو نہین وحشی سست
اسلیے جیب صبح چاک نہین

خاک سے کیون ہے اجتناب ایسا
ایکدن غیر خاک خاک نہین

دل پہ ظاہر ہے حال ہر دل کا
اس نگر مین کدھر کی ڈاک نہین

کیون جنون ہو نہ مجکو پیری مین
کب گریبان صبح چاک نہین

آگے اوس گل کے دعوی خوشبو
باغبان گل کے منھ پہ ناک نہین

ہاے ناسخ فراق جانان مین
کون سی رات ہولناک نہین

کچھ تری بات کو ثبات نہین
ایک ہان مین تو پانچ سات نہین

مجکو ساقی سواے جام شراب
جم کے جانب بھی التفات نہین

یون نہ باتین چبا چبا کے کرد
مہربان بات ہر نبات نہین

عاقلان پیر و لقطہ نہ شوند
ہے حیات اپنی یہ حباب نہین

ہے غضب عضو عضو تیرا اگدانہ / استخوان کیا کوئی بدن مین نہین
لے گیا جذب جانب سگ یار / ہڈیان بھی مرے کفن مین نہین
مردلے شعلہ ہے داغ جنون / چین عمریانی کا کفن مین نہین
مشک کے سامنے ہے کیا کافور / نکہت زلف یاسمن مین نہین
کیا کرون شکوہ رنج غربت کا / فی الحقیقت کوئی وطن مین نہین
ملی مژگان تو پھڑکی چشم صنم / وحشتین اسقدر ہرن مین نہین
روسیہ ہوگیا ترے آگے / چاند لے ماہ رو گہن مین نہین
مثل یوسف ہوا ہون ضعف سے گم / غیر بو خاک پیرہن مین نہین

موتیون سے بھرے گئے وہ ناسخ
غم نہین دانت اگر دہن مین نہین

ولہ

پاس وہ طفل سے سوار نہین / نور آنکھون مین جز غبار نہین
اوسنے لکھا ہی اپنے ہاتھ سے خط / قاصدا مجکو اعتبار نہین
کیا ہی قاصد نے کی ہے خاطر جمع / کیون حواس آج انتشار نہین
آمد آمد ہے خود مسافر کی / مجکو اب خط کا انتظار نہین
ہے شرارت نشان سختی دل / نرم پتھر مین بھی شرارہ نہین
گرچہ جبری نہین ہون مین لیکن / کچھ محبت پہ اختیار نہین
گویا ملا قید جسم سے لیکن / خلوت دل مین مجکو بار نہین

اودسیت ہو تو کیا زلفِ سیہ فام سی کام	دیکھ لے جا نور ونکو ہے دلا دام سے کام
اوسکے رخ کو جو نہین زلفِ سیہ فام سی کام	اپنی بھی روزِ جدائی کو نہین شام سی کام
ہجر مین ایک سی ہی حالتِ بیداری و خواب	سانس کیطرح نہین جان کو ارام سی کام
قاصدا کیا کہون جو حال ہے میرے دل کا	خط سے آنکھو نکو غرض کا نونکو پیغام سی کام
مجکو سودائی بنایا ہے دکھا کر آنکھین	تم دمصوریکا لیا کرتے بادام سے کام
عہدِ پیری مین نہین داغِ محبت درکار	ہے دلا کیا مجھے خورشیدِ لبِ بام سی کام
چشمِ ساقی سے نہین عشق ہو میرے دلکو	کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہین جام سی کام
باتین سکا نون سے سنی آنکھو نسے صورت دیکھی	اب نہ خط سے مجھے مطلب ہے نہ پیغام سی کام

ردیف نون

اوس دہن کے وصف مین تقریر کیحاجت نہین	خط کی بھی تعریف مین تحریر کی حاجت نہین
دولتِ تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہین	معدنِ زر ہی جہان اکسیر کی حاجت نہین
مجکو بازیگاہ کافی ہے کرون کیا خانقاہ	مین مرید اک طفل کا ہون پیر کی حاجت نہین
درد ہی لیکن خاموش ہے مانندِ رخسم	ہجر کی شب نالۂ شبگیر کی حاجت نہین
ہرزہ گوئی سے کہین بہتر ہی خاموشی لا	عاشقونکو آہِ بی تاثیر کی حاجت نہین
راستی سے اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہی	اوسکی ابرو کی کمان کو تیر کی حاجت نہین
اے فلک شمس و قمر کے کیا دکھاتا ہی ورق	طالبِ دیدار ہون تصویر کیحاجت نہین

غم فرقت سے جان تن مین نہین
جان کیا تن بھی پیرہن مین نہین

منکران آسمان کے قول کردیگی راست یاد آیا مجکو مجنون آپ مجنون ہو گیا	رفتہ رفتہ الگمدن آہ فلک فرسا نے دل دامن صحرا سے بھڑکی آتش سودا دل

ولہ

گل کردیا جو اوس گل تر نے چراغ گل — ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ پایا سراغ گل

زردار سب ہین نشہ عشرت سے ہی نصیب — لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل

ہے نے زبان موج ہوا سے یہ بات — مانند داغ لالہ زر گل ہے داغ گل

اوس گل کی بو جو باغ مین گل لیگئی نسیم — ہر موج بوے گل ہوئی بوے دماغ گل

دشمن سے بھی نہین ہے حسینو نکو کچھ ضرر — رہتے ہین اب دبا دبا مین روشن چراغ گل

اے رشک گل خزان مین جو کرتی ہے جستجو — پاتی ہے تیری کفش مین بلبل سراغ گل

بلبل شراب عیش سے کیا نصیب ہے — ٹوٹا ہوا ہے روز ازل سے ایاغ گل

ملتا نہین خزان مین کہین جبسے تو سے گل — ملتا نہین بہار مین بلبل دماغ گل

طاوس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ — دل مین برنگ غنچہ لالہ ہے داغ گل

اگر وہان خزان ہو ہمیشہ یہان بہار — دل باغ باغ عشق سے بلبل دہ باغ گل

ناسخ شراب پی شب تاریک ہے تو ہو
روشن ہین صحن باغ مین ہر سو چراغ گل

ردیف میم

واعظا مسجد سے اب جاتی ہین میخانے کو ہم — پھینک کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانے کو ہم

مے بجا اگر وہ سہی قد جام مے لیتا نہین | گلشنِ عالم مین کب ہے سرو کو پروائے گل

داغِ حسرت دل ہین ہین تختۂ جگر اگھو نہین ہین
گلشنِ ہستی مین اے ناسخ یہ ہمنے پائے گل

ادھر آئی اودھر گئی شبِ وصل | نہین آئی مجھے نظر شبِ وصل
ہے بجا گوشش یار کا شکوہ | شام سے ہوگئی سحر شبِ وصل
کوس رحلت ہماری روح کو ہے | آج نقارۂ سحر شبِ وصل
تا شبِ تار گور صبح نہو | رہے اب یونہین عمر بھر شبِ وصل
عیش کم غم بہت ہے دنیا مین | کیا عجب ہو جو مختصر شبِ وصل
صبح بھی ساتھ ہی نظر آئی | خواب مین دیکھی ہے اگر شبِ وصل
دیکھنا روزِ زندگانی کو | مختصر کب ہے اسقدر شبِ وصل
بے تکلف مثالِ زلف و عذار | صبح کے ساتھ آئی ہر شبِ وصل
شبِ ہجر اسکے خواب مین وہ صنم | مجھسے کہتا ہے یاد کر شبِ وصل
شبِ مدفن سے وصل ہوجائے | رہے اب میری زیست بھر شبِ وصل
اوڑگئی میری مرغِ جان کیطرح | گو نہین رکھتی بال و پر شبِ وصل
جانبِ روزِ ہجر دوڑا ہون | ساحلِ گنگ چھوڑکر شبِ وصل
صدمۂ صبح سے نجات ملی | کرگئی مجکو بے خبر شبِ وصل
کب شبِ ہجر تھی درازی مین | کوتہی مین ہے جسقدر شبِ وصل

ہوتے ہین تیرے آگے گلِ سرخ یاسمین
گھٹتا ہی ہمارے شرم کے بے اختیار رنگ

تجھ مین جو رنگ بو ہے کہان ہے وہ یاسمین
قربان تجھپہ نکہتِ گل ہے نثار رنگ

یاد آگئین شباب کی رنگین مزاجیان
جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ

سرخ و سفید رخ ہے سیہ چشم خط سبز
آتے ہین ایک گل مین نظر مجکو چار رنگ

رہنے نہ دے اثر مرے رنگِ شکستہ کا
مانی بھرے شبیہ مین گر لاکھ بار رنگ

انکھین جو روتی روتی مری لال ہوگئین
ہنسکر وہ بولے واہ ہی کیا ابدار رنگ

اے رشک سرد کہتے ہین مانند فاختہ
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ

اوس گل کی کیا کہون تلون مزاجیان
ہوتے ہین ایک رنگ سے پیدا ہزار رنگ

اشکون کی شست و شو سے سیاہی کم ہوئی
کیا پختہ رکھتی ہین مری شبہاے تار رنگ

جسد نسر ہے گلال اوڑانیکا تجکو شوق
تیرے شہید ناز کا لایا غبار رنگ

گہ سرخ گاہ زرد کبھی ہے سفید آہ
پاتا نہین کوئی مرے منہ پر قرار رنگ

یاد آگئی ہے ہمکو رگِ گل سے وہ کمر
اے اشکِ خون ہمارے گریبان کا زر رنگ

ناسخ ہے میر سلمہ اللہ کی زمین
اِک معنیِ شگفتہ کو باندھا ہزار رنگ

کل تک وہ ہمکنار تھے مجسے کنار گنگ
ہے آج سیل اشک مرا ہمکنار گنگ

کب لکھنؤ سا شہر کوئی ہے کنار گنگ
ملجائے گومتی مین تو ہو افتخار گنگ

دن بھر جو پھول بیچے ہین تو رات بھر چراغ
فردوس مین بھی یاد رہیگی بہار گنگ

ردیف لام

۷۸

خوب سا روندا آج میری قبر کو اے شہسوار
پھول جھڑتے ہین نہین نعلِ سم توسن مین آگ

اسقدر آتش قدم دکھلا نہین اے شہسوار
کیا عجب گر نعل ہو جائے سُم توسن مین آگ

آسمان پہونچا نہین سکتا حسینون کو ضرر
کب لگا سکتی ہے بجلی ماہ کی خرمن مین آگ

رطب یابس مین حقیقت مین نہین کچھ فرق
پھول ہے گلشن مین جو شے ہے وہی گلخن مین آگ

میری آنکھون سے اگر لختِ دلِ سوزان گرے
بولے ہمدم دیکھیے ہے آپ کی دامن مین آگ

ہے فقط گرد دست سے بھی ہو زیادہ اختلاط
شبہہ ہو اسمین تو دیکھو ڈالکر روغن مین آگ

کیا اثر پھیلا ہے تیرے روے آتشناک کا
صورتِ مجمر ہے دیوار ذکی ہر روزن مین آگ

شمع ہے اسمین خیالِ عارضِ پر نور کا
کب برنگِ طور ہے اپنے دلِ روشن مین آگ

اس قدر سوزش ہے اے جراح میرے زخم مین
لگ اوٹھیگی دم مین تنکی کیطرح سوزن مین آگ

دشتِ غربت جل رہا ہے میری برقِ آہ سے
لگ اوٹھی تھی جسطرح سے وادیِ ایمن مین آگ

جل اوٹھا میرا دلِ پُر داغ پیتے ہی شراب
ساقیا پانی ہوا ہے یار اس گلشن مین آگ

لوحِ سنگین رکھتی ہے خاکِ سیہ ہو مثلِ طور
اسطرح ہے تیری داغونکی مرے مدفن مین آگ

جب جلی ہولی تو ناسخ ہمنے مانگی یہ دعا
یا الٰہی یو ہین بھڑکے سینۂ دشمن مین آگ

اب کی ہولی مین رہا بیکار رنگ
اور ہی لایا فراقِ یار رنگ

سرخرو کردے شراب آئی بہار
ہے خزان سے زرد ای خمار رنگ

ہونٹھ اودے سبز خط آنکھین سیاہ
چہرہ کا سرخ و سفید ای یار رنگ

ولہ

دلتو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جانان کیطرف
حکم وحشت یہ ہے کہ عزم بیابان کیطرف

ایسی نفرت ہے اگر خاک بھی ہو جاؤن نہین
اوڑ کے جاؤن نہ کبھی کوچۂ جانان کیطرف

گلعذارو یہ ہوئی تمسے مجھے بیزاری
آنکھ اوٹھا کر کبھی دیکھون نہ گلستان کیطرف

خشک ہو جائے خدایا دہن شانہ کیطرح
ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچان کیطرف

کور ہو جاؤن نظر آئے نہ پھر کوئی شے
جائے گر میری نگہ عارض تابان کیطرف

پہونچون گلزار جہان سے کہین جنت کو شتاب
دیکھون جز حور نہ مین چہرۂ انسان کیطرف

جادہ ہو جائے مرے پاؤن مین زنجیر جنون
گر اوٹھاؤن مین قدم کوچۂ حسینان کیطرف

اسقدر رنج امارد سے اوٹھائے مینے
کہ نہ فردوس مین دیکھون کبھی غلمان کیطرف

شاعر اکثر دہن یار اوسے کہتے ہین
جاؤن اے خضر نہ مین چشمۂ حیوان کیطرف

اٹھ جائے کہین اوس رخ کتابی کا خیال
خواب مین بھی کبھی مین دیکھون نہ قران کیطرف

اوس پریرو کی نہ محفل مین کبھی جاؤنگا مین
چل اے جوش جنون گوشۂ زندان کیطرف

لعل و گوہر مین مرے لخت دل و اشک مجھے
کیون نظر جائے کسی کی لب و دندان کیطرف

ہٹ گیا ہے یہ کسی گیسو و رخسار سے دل
گر کبھی رخ نہ کرون گبر و مسلمان کیطرف

ہر مژہ خار مری آنکھون مین ہو جائے دہین
گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان کیطرف

قبض ہو جائے مری روح بھی یوسف کیطرح
دھیان آئے جو ترے سیب زنخدان کیطرف

ضعف سے طاقت رفتار نہین ہے ناسخ
دیکھون حسرت سے نہ کیون خار بیابان کیطرف

ردیف کاف

ردیف کاف فارسی

خط کا کاغذ بھی نہ بھیجے گا مجھے حال سوزِ ہجر جو مرقوم تھا	جانتا ہے وہ مجھے شیدائے خط اوس بھبھوکے نے مرے جلوائے خط

دوست میرا میرے پاس آتا ہے آپ
اب نہین ناسخ مجھے پروائے خط

لکھ چکا ہے وہ ستم ایجاد خط بھیجے گر محبوب تو اتنا رٹون اوس پریرو کو نہ پہونچا ایک بھی کھینچ دے مجھ زار کی اوسمین شبیہ زندگی کیا جب نہ آئے خط یار غم سے کر دے مثل سرو آزاد خط ہائے لیجائے کبوتر کسطرح اوس پری تک کب پہونچتا ہے بشر	راہ مین ہے ای دل ناشاد خط یکقلم ہو جائے مجکو یاد خط سب کھبانے کر دیے برباد خط ہو چکا تحریر اے بہزاد خط کھینچ دے گردن پہ اے جلاد خط جلد بھیج او غیرت شمشاد خط بھیجتا ہے جانب صیاد خط لے چلا آخر مرا ہمزاد خط

ردیف عین مہملہ

ایک شب جو تیری محفل مین پائے بار شمع رات جو دیکھا ترے رخسار آتشناک کو ساق جانان سے جو کی ہے ہمسری اس جرم پر	صبح ہوتے ہو نہ زر رشتہ زار شمع کھا کے غش گر گر پڑی محفل مین سو سو بار شمع لٹکی رہتی ہے دکانو نمین سر بازار شمع

ردیف غین معجمہ

ردیف ف

دلا ہے بھیک بیگانون سے بہتر — نہ مانگے آشنا سے آشنا قرض

عیادت کو وہ بت آیا پس از مرگ — مجھے دم بھر کو دے جان اے خدا قرض

نہین غم نقد جان گو ہاتھ سے جاے — نہین عطار سے لونگا دوا قرض

گریبان چاک کرنے کا جو ہے شوق — جنون لیتا ہون کپڑے جابجا قرض

ابھی دم بھر مین بے تکرار دونگا — کوئی بوسہ تو دے اے دلربا قرض

ہمارا افلاس مین آئی تو سینے — گلون سے زر براے قبا لیا قرض

کرے گا وعدۂ صبح قیامت — ہمارے استخوان لے گا ہما قرض

مرے کپڑون کے تو پرزے اڑا دے — جنون اب لون کسی گل سے قبا قرض

مرے گھر سے چلا محرم وہ جب چور — کہا مینے رہا مجھ پر ترا قرض

جو مین افلاس مین نکلا سفر کو — براے راہزن کچھ لے لیا قرض

دو دوبا دل ہین جو لین قرض آب دریا — مرون پیاسا نہ لون اب بقا قرض

ردیف طاے مہملہ

درد دے ہے مجکو ترا اے یار خط — روز پڑھ لیتا ہون مین سو بار خط

یکقلم لکھا ہے مینے شوق وصل — سرخ کرلے دیدۂ خونبار خط

خواب مین بھی بس یہی کہتا ہون مین — خط منگالے طالع بیدار خط

نامہ بر یارون کو پہونچاتا نہین — بکتے ہین میرے سر بازار خط

مرنے سے پہلے جو مرنا ہو تو سن لے تدبیر
ہمیشہ رہ چپکے کسی کو نہین ہو کر خاموش

قیس نالان جو ہوا ہمنے ظرافت سی کہا
ہو گیا ہے جرس ناقۂ لیلا خاموش

نرگس یار سخن گو ہے بھلا کیا نسبت
چمن دہر مین ہے نرگس شہلا خاموش

ولہ

ساز دم طرب تیرے ہی آواز سی ہین کیا خاموش
احتیاط ہوئی داود بھی شاہا خاموش

ہم مین اوس گل مین چلین باغمین جو تقریرین
ساتھ غنچون کے ہوئی بلبل شیدا خاموش

مست جب تک نہین ہوتی نہین ہم کرتی باتین
اے اگر ہوتی نہین رہتی ہی مینا خاموش

کسکو اے نور مجسم ترے آگے ہو فروغ
کر دیا تونے چراغ ید بیضا خاموش

تو وہ اعجاز بیان ہے کہ تری محفل مین
شرم سے صورت مرقم ہے مسیحا خاموش

ناطقہ بند کیا تونے ہر اک ناطق کا
مشرک مکہ ہوئے صورت عزا خاموش

تاب دم مارنے کی کسکو بھلا تیری حضور
ہو گئی شمع تجلی مع موسیٰ خاموش

اٹکی رہتی ہے گلے مین تری ہیبت سی شراب
کیون نہ میکدہ دہر مین مینا خاموش

جب تری مسجد اقدس مین اذانین دینگی
مثل بت ہو گئے ناقوس کلیسا خاموش

آپ کو مصحف ناطق کی قسم یا مولا
حشر مین میری شفاعت سے نہ رہنا خاموش

ردیف صاد مہملہ

زنہار ہو جیو نہ دلا مبتلائے حرص
ذلت کبھی دری آتی ہی نادان قفائے حرص

ردیف ضاد معجمہ

ایک مین جا بسع خستہ رہتا ہون عیان اےجنون
پیرہن خاکستری ہےورنہ ہراخگر کے پاس

چاندتاریکا جو کرتا پہنا تونے اے صنم
ایک ماہِ نونظر آتا ہے ہراختر کے پاس

حُسن کی طینت مین بھی داخل کیا صانع نےعشق
داغ سودا ہین ازل سے لالۂ احمر کے پاس

کیون مشقت سے بناتا ائینہ فولاد کا
واقعی ہوتا دلِ روشن جو اسکندر کے پاس

ترکِ کفر آسان ہے کب مین زاہد کسطرح
آستین مین لیکے بت جاتے تھے پیغمبر کے پاس

تفرقہ جب تک نہین اضداد باہم ایک ہین
شیشہ بھی مثلِ سرِ پنہان ہے ہر پتھر کے پاس

کسطرح افسوس آہِ آتشین سے پھونکدون
ہے رقیبِ پُرسیرت اوس پری پیکر کے پاس

بیڑیان سے بیڑیان توڑی ہین مینے اےجنون
جاے آہن اتو سیم وزر ہے آہنگر کے پاس

دور بھاگے کیون نہ لشکر تجکو تنہا چھوڑکر
ٹھہرے ہے کب فوجِ انجم خسروِ خاور کے پاس

روک ناسخ کو نہ اے رضوان درِ فردوس پر
بندۂ شیرِ خدا ہے جاے گا قنبر کے پاس

ردیف شین معجمہ

کرگئی ہے ہمین اِک مست کی ٹھوکر بیہوش
صورتِ نقشِ قدم رہیے نہ کیونکر بیہوش

ہوش کب جلوۂ دیدار مین رہتے ہین بجا
ہوگئے حضرتِ موسیٰ سے پیمبر بیہوش

فاقہ مستی سے ہمین بھی بھلا ہوش کہان
ہین اگر نشۂ دولت سے تونگر بیہوش

اے فلک نشہ جو قسمت مین نہین غش ہی سہی
مغتنم جان ہین ہوجاءین جو دم بھر بیہوش

مین تو دل دیتا ہون کرتا ہے وہ دلدار گریز
ہے عجب جنس گرے جس سے خریدار گریز

دھوپ مین جلتے ہین ہم ابر کی سائے کیطرح
ہم سے کرتا ہے ترا سایۂ دیوار گریز

ہو نہین آتشِ قدم ایسا کہ مرے تلوون سے
مثلِ سوزن کرے صحرا مین ہر اک خار گریز

آج اوس نورِ مجسم کی منڈھی ہین نگین
جیسے ہے خورشید سے کرتی ہے شبِ تار گریز

میرے اشعار مین لاحول کی تاثیر ہے کیا
یار سے سنتے ہی کر جاتے ہین اغیار گریز

گرد نامہ خطِ مشکین ہے ترا اپنے لیے
تجھسے کیا کر سکین وحشت مین ہم اے یار گریز

جذبِ دل کھینچ ہی لاتا ہے اوسی کو سوئے
کر چکا ہے وہ صنم مجھسے کئی بار گریز

انکھین اوس مست کی دیکھین مین نے جو میخانے سے
ہوش کیطرح سے کرنے لگے میخوار گریز

فلس ماہی کیطرح داغ جنون سے ہے پناہ
تیغِ ابرو سے کریگا نہ دلِ زار گریز

دل ہو جنیت تو کہان ہوش و خرد صبر و قرار
فوج کیا ٹھہرے بھلا جب ہو سردار گریز

امتحانِ غیر دکھا کرنے جو لگا وہ سفاک
قتل دو چار ہوئے کر گئے دو چار گریز

لشکرِ غم نے بہت تنگ کیا ہے ہمکو
کیجیے آپ طرف خانۂ خمار گریز

مشتری جب نہوا کوئی ترے کوچے مین
ماہ کنعان نے بھی کی جانبِ بازار گریز

کیا شبِ تار جدائی کی سمائی وحشت
کر گئی روشنی دیدۂ بیدار گریز

یون مجھے دیکھکے بھاگا وہ بتِ سیمین تن
مفلسون سے کرے جسطرح سے زردار گریز

ظفر و فتح مبارک ہو تجھے اے ناسخ
کر گیا معرکے سے دشمنِ غدار گریز

فوج غم بھاگ چلے شیشۂ مے لا ساقی | لشکر ابر نے کی طبل ظفر کی آواز

ولہ

ڈر دلا گو کہ نہین کاکل دلدار دراز | ایک سا زہر ہے کوتاہ ہو یا مار دراز

مژۂ یار سے ہے ابروے خمدار دراز | ورنہ برچھی سے کہان ہوتی ہے تلوار دراز

کردیا ہے شب فرقت کی درازی نے نڈھال | غش سے بستر پہ ہوئین صورت بیمار دراز

کہکشان سے کم جادۂ صحراے جنون | اسقدر کم تھے مرے شہر کی بازار دراز

کفر کے سامنے اسلام کی مقدار ہی کیا | تیرے سبحہ سے ہے زاہد مری زنار دراز

کوتہی گرچہ شب وصل نے کی ہی لیکن | ہو تری عمر شب وصل سے اے یار دراز

بخت خوابیدہ بھی اونگھتا گئے سوتے سوتے | کیا شب ہجر ہے اے دیدۂ بیدار دراز

پانون پھیلائے ہوئے مست پڑا ہون لیکن | ہے مرا دست طلب جانب خمار دراز

راہ مین خاک نہ لگجائے کسی عاشق کی | اسقدر آپ نہ پہنا کرین شلوار دراز

مینے اشکون سے جو سیراب کیا صحرا کو | ہوگئے کیا تلوون کی لیے خار دراز

بال سر سے جو لپیٹے تو دکھے یار کے ہاتھ | ایسی ہوتی ہے بھلا کب کوئی دستار دراز

طاق ابرو کے تصور مین کرون نالے بلند | ایسی مسجد کو منارے ہین سزاوار دراز

پردہ اوٹھتے ہی لگا جلنے فلک پر خورشید | اتنے ظاہر مین نہ تھے شعلۂ رخسار دراز

وصف کرتا ہون تو تقریر بڑھی جاتی ہے | اے صنم کیا ہے تری کاکل خمدار دراز

زر کے پیچھے طالب زر ہو رہے ہین کیا ہلاک
فائدہ کیا نقد جان دیکر جو کوئی پاے زر

ردیف زاے معجمہ

بیہوش ہو سن لی جو مرے یار کی آواز
تاثیر مین کب ایسی ہے مزمار کی آواز

جب کان مین آئی قدم یار کی آواز
ساتھ اوسکے سنی نالۂ اغیار کی آواز

نالہ کبھی کرتا ہون اگر بزم غنا مین
یہ ضعف ہے سب جانتے ہین تار کی آواز

نالان جو ہوا گیسوے پیچان مین مرا دل
ہنسکر وہ لگے کہنے یہ ہے مار کی آواز

غش کھا کے گرے رعد بھی بجلی کی طرح سے
سن لے جو مرے آہ شرربار کی آواز

خاموش جو بیٹھے ہین یہ بت ہین بڑے خونخوار
سنتا ہے کوئی کب لب سوفار کی آواز

از خود نہین بول اٹھتے جو ہین صاحب تمکین
بولے جو کوئی تب سنے کہسار کی آواز

اے غافلو کھل جائین اگر گوش حقیقت
آلے دہن غیر سے بھی یار کی آواز

سن سان ہے کیا ہجر مین کاشانۂ ناسخ
بولا نہ کوئی مینے کئی بار کی آواز

ولہ

مردونکو جلاتی ہے تری ناز کی آواز
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز

کیا ہجر مین خوش آئے مجھے ساز کی آواز
یاد آتی ہے ہر دم کسی دمساز کی آواز

سنتا نہین نالے تو مرے طائر دل کے
ایسی نہین مرغان خوش آواز کی آواز

چلاؤن نہ پھر کیون کہ یاد آگئی ہمکو
وہ ناز کی رفتار وہ انداز کی آواز

شبہ لپنے دیدۂ تر پر سمندر کا ہوا | پنجۂ مژگان مین سمجھا شاخ مرجان دیکھکر

کیون نہ کپڑے پھاڑ کر عریان اب ناسخ پھرے
ہوگیا دیوانہ تیرا جسم عریان دیکھکر

تو ہی وہ گل ہے کہ تجھپر ہے فدا جانِ بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہے احسانِ بہار

اوڑتی پھرتے ہین بھلا کیا رشتۂ اوراقِ گل
مصحفِ رخسار اوس گل کا ہے ایمانِ بہار

مین ہوا عاشق جو اوس گل کا ہوا آغازِ خط
جوشِ سودا کا ہوا ہے مجکو پایانِ بہار

زندہ ہوتے جاتے ہین گلہاے مردہ بکقلم
ابجو ٹین ہین چمنین اب حیوانِ بہار

کر رہا ہون آبیاری باغِ حسنِ دوست مین
دیدۂ گریان مین گویا ابر بارانِ بہار

تو نہین جاتا چمنین گل نے پھاڑا پیرہن
بن گئی موجِ ہوا موے پریشانِ بہار

تیرے روے آتشین بیج آگ جا ہاتھا فروغ
کر دیا بادِ خزان نے گل چراغانِ بہار

گل ہوی پژمردہ سب باغِ چمن مردہ ہوے
آگے اوس گل کی نکلنے پر ہے اب جانِ بہار

کیا غضب ہے شکرِ محسن کا بشر کرتے نہین
ہے زبانِ برگ سی ہر گل ثنا خوانِ بہار

جوشِ گل اوس شک گلشن کی جدا ہی مین نہین
بلبلو آلودہ خون ہے یہ دامانِ بہار

لالہ و گل کیا کہ ہین سبقار نافرمان تک
باغ مین مانند جو جاری ہے فرمانِ بہار

کیون خزانِ حسن مین دیکھون خطِ سبز یار کا
اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحانِ بہار

کیا زمین ابتو شفق سے ہی گلستان آسمان
دیکھنا اے باغبان تو رفعت و شانِ بہار

دیکھئے اوس گلگون قبا کو حسنِ وحشت زا اگر
پرزے پرزے ہو ہر رنگِ گل گریبانِ بہار

وله

[illegible]

موتی عوض نقشِ قدم [illegible]
البی ہر روز فلک [illegible]

وله

آدمی عاشق ہین کیا اوس سروِ قد آزاد کے
ایک قمری اب نظر آتی نہین شمشاد پر

وله

دل سے وہ محبوب [illegible]
[illegible]

پارہ ہائے دلِ سوزان مری آنکھو نمین نہین
نکلے ہین روزنِ مجمر سے یہ اخگر باہر

نورِ رخسار نہین زلف کے حلقو نسے عیان
پردۂ شب سے نکل آئے ہین اختر باہر

باہر آتا نہین وہ طفل اگر اپنے گھر سے
طفلِ اشک اپنی نکل آتے ہین اکثر باہر

یہ تمنا ہے صنم ہو جو قیامت برپا
قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر

چشم و دل سمجھو نہ مستو ہی عجب ترم بدن
شیشۂ بادہ جو اندر ہے تو ساغر باہر

ہاتھ تیرا نہین دستانے سے نکلا قاتل
میان سے تو نے نکالا ہی یہ خنجر باہر

نقدِ جان کیسۂ قالب سے جو نکلے نکلے
دیکھ ممسک کہین تھیلی سے نہو زر باہر

منتظر بیٹھے ہین گھر مین کسی محبوب کی ہم
مثلِ تصویر نکلتے نہین دم بھر باہر

زلف و عارض کے تصور مین مری آہ کی ساتھ
شعلۂ دودِ دل آتا ہے برابر باہر

رات بھر تم تو کرو بادہ کشی محفل مین
مثلِ ساغر ہمین تا صبح ہو چکر باہر

بعد مرنیکے بھی ہے ساتھ یہان فصلِ بہار
قبر مین داغ جنون بھیجو نکی چادر باہر

کر لیا قتل ہزارونکو یونہین قاتل نے
میان سے بھی کبھی نکلا نہین خنجر باہر

آمد آمد جو سنی میری سہی قامت کی
باغ سے دور پڑے سرو صنوبر باہر

خانۂ چشم مین لی یار جو نیند آنے لگی
مردمِ دیدہ یہ چلائے کہ باہر باہر

اے اجل تو نے غضب تفرقہ پردازی کی
قبر مین تو سرِ شوریدہ ہے پتھر باہر

مین وہ بلبل ہون کہ اے گل تری گل تکیے سے
بوسے لینگے نکلین گے مری پر باہر

ناز جو ردن کے اٹھائین یہ کہان ہمکو دماغ
ہو ہمارا در فردوس سے بستر باہر

لیگیا صحرا کیجانب وان اوسی شوق شکار
میرے داغون کے برابر جب نکلا آفتاب

شیر غم تب پیچھے پڑا پایان کیا ہی ہمی جھاڑکر
صبح کیا نادم ہوئی اپنا گریبان پھاڑکر

وله

خاموش ایکدم نہین رہتا دہان گور
میخانے سے ملائک نقالے لے نہ جائین
خادم جو تھے بنے وہ فرشتے عذاب کے
بد تر ہے مزبلہ سے بھی دیکھین جو کھولکر
ہے صحن خانہ عرصۂ محشر نگاہ مین
تا روز حشر جا کے نکلتا نہین کوئی
کھانے پکا پکا کے دلاتے ہین فاتحہ
مردون کے نام سے بھی کوئی آشنا نہین

گویا ہمارا لاشہ ہوا ہے زبان گور
مرجاؤن مین تو لوگ رہین پاسبان گور
گھر ہوگیا ہے ہجر مین مجکو بسان گور
ظاہر مین معبدے سے بھی بہتر ہون شان گور
تہ خانہ پر ہے ہجر مین مجکو گمان گور
دنیا مین بس پسند ہے مجکو مکان گور
مردہ غذاے مور ہوا در میان گور
کیا فائدہ رہا جو ہمیشہ نشان گور

گلخن بنا دیا مجھے ناسخ کے داغ نے
سن تو زبان حال سے یہ ہی بیان گور

سر ہے بار اے محتسب مینا دوش پر
ہے جدا وہ ماہ مجھسے داغ سوزان ہمکنار
ہے شب مہتاب یار وز سیہ مین آفتاب
ہوگئی کنجی ہین موج نسیم نوبہار

ہے بزنگ جوش مے اپنا لہو بھی جوش پر
ہالۂ خورشید کا عالم ہے اب آغوش پر
پھبتیان کہتے ہین یہ اوس محبوب گل پوش پر
تھا برنگ غنچہ قفل اپنے لب خاموش پر

٦٥

ہے نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر
عالم اسباب مین ہر چند ہون ناسخ اگر

ولہ

ولہ

تیرے ابرو کو کسی مجنون نے کیا تشبیہ دی
تیری ابرو سے کسی مجنون نے کیا تشبیہ دی
جام اپنا ہی لیا لب جام خالی اوسکے پاس

آگیا ہے دل ہمارا ہاے کس بد دید پر
جوہر خنجر نکل آتے ہین برگ دید پر
میکدے مین لیگئے ہین فوق ہم مشہد پر

آپ اب چلنا پڑا ناسخ دیار یار کو
قاصد اپنا آج تک آیا نہ اس تاکید پر

کیا شب فرقت مین بیٹھی ہین دل بیتاب پر
ہجر مین سو جاؤن کیا مین توشک کمخاب پر
مثل ہالہ رات صدقے ہوتی ہے مہتاب پر
آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع
گنبد مدفن مری اشکون سے یون بعد مرگ
جھوٹا پانی یار کا غصہ پلا دی اے طبیب
خیمۂ لیلی نظر آتا ہے او مجنون حباب
وہ جو قائم ہو بنے زر اسکو نام زر سنگ
عین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر فراغ
رند مشرب اسقدر رکھتی نہین ذوق شراب
کانین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
بنگیا فوراً امارا نگہ تار شعاع

مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر
بنگئے ہین بال پلکون کے برائی خواب پر
یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر
بلبلے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
ہے شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
نجد کے وادی مین ہے اشک کے سیلاب پر
فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
سعی کرنا ختم ہے ایسا لکو گرداب پر
ہاے کیا رکھتا ہے غیبت غم مری خوناب پر
کیا شب فرقت مین محکہ شکل ہی سر خاب پر
جا پڑی جب آنکھ اوس خورشید عالمتاب پر

کچھ شوق دل لکھا تو لگا کہنے نامہ بر — نامہ اوٹھا نیکو کرون تدبیر دوش پر
اوس مرحلے مین خانہ بدوشی ضرور ہے — گھر اپنے واسطے کرون تعمیر دوش پر
مجھ رند بد عمل کے جنازے کو گر لگے — ثابت ہو روز حشر یہ تقصیر دوش پر
اوس گل کے پاس مین زمستان مین ہے بہار — گلزار ہے دوشالہ کشمیر دوش پر

ناسخ نہ کسطرح ہو دیا لاعلی کی قدر
جسدم چڑھائے مالک تقدیر دوش پر

مین ہی مرتا نہین کچھ اوس بت لاثانی پر — جان عالم کی نکلتی ہے مری جانی پر
کیا ہوا اوس سرو خرامان کی غذا غیر شراب — کر درختون کی قناعت ہے فقط پانی پر
رکھدیا دل ترے آگے جو اوسی سرکار کر — رحم آیا مجھے آئینے کی حیرانی پر
کیون نہو محو قد یار کہ مثل آزاد — سرنوشت ایک الف ہے مری پیشانی پر
آتے جاتے تجھے دیکھون نہ ملے غیر کو بار — کاش ہو جاؤن مین نوکر تری دربانی پر
جز کفن مجھکو برہنگی کی نہین ہے حاجت — غش کرون کیونکہ بھلا جامۂ عریانی پر
غش مین موسی کیطرح صاعقۂ طور گرا — کیا تجلی ہے ترے چہرۂ نورانی پر
دشت غربت مین جو گمراہ پڑا پھرتا ہون — کیا مین عاشق ہون کسی غول بیابانی پر

گرچہ ہے نظم مگر نثر کا ہوتا ہے گمان
یہ غزل وال ہے ناسخ کی پریشانی پر

آئے یا رب جلد در پر نامہ بر — دے مجھے مکتوب دلبر نامہ بر

بدلے پھاہے کے رکھون داغ جگر پر کاغذ	جائے جراح کہ اب نہ بر آپہونچا ہے

کیا مین افلاس مین خط یار کو لکھون ناسخ
نہ قلم ہے نہ سیاہی نہ میسر کاغذ

ہے کیا ہی بوسہ لب شیرین نہان لذیذ
شفتالو ایسے باغ جہان مین کہان لذیذ

سیب ذقن ترا ہی جو ای جان جان لذیذ
ایسا نہ لائے میوہ کبھی باغبان لذیذ

گرے برنگ کوزہ مصری دہان لذیذ
شاخ نبات سے ہے تمھاری زبان لذیذ

میرے دہان زخم سے چھٹنا ہوا محال
قاتل ہے کس قدر تری نوک سنان لذیذ

کیا رکھیے پیش غم جگر و دل بھنے ہوئے
لاتے ہین سب طعام پئے میہمان لذیذ

ہو گی سنگ و ہما مین [illegible]
ہین کیا ہی عشق اپنے مرے استخوان لذیذ

دنیا مین تلخکام ہے ناسخ تو غم نہ کھا
ہون گے تمام میوہ باغ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

اے دل اگر آئے قاصد یار
جو موون کف پائے قاصد یار

ہجرت مین حال تو ہے کیا حال
ہے جان فدائے قاصد یار

ہے پیک اجل کی آج آمد
پہلے کہین آئے قاصد یار

ہون تنگ جو انتظار خط مین
کہتا ہون مین ہائے قاصد یار

تیرے بغیر شیشے مین وہ زہر ہی کہ ہو | جامِ بلورِ صافیِ پیاشکن کبود
کیا اتحاد ہے کہ وہ بیٹا جو گاڑ کر | مدفن مین ہو گیا ہے ہمارا بدن کبود
زندون کے حال پر مجھے ماتم ضرور ہے | بعد از وفات چاہیے مجکو کفن کبود
پان و مسی کو دیکھکے بولا وہ بتِ ظریف | ثابت ہوا کہ مرد ہے شوخ اور زن کبود
تو تو لہو مین لال ہوا پر اثر کہان | شیرین کا سر ہوا نہین ای کوہکن کبود
اشنان کشن جی نے کیا ہے جو مدتون | ابتک اسی اثر سے ہے رنگِ جمن کبود
وہ سیب باغ ہی کہ گراتے ہین سنگ سے | ہو جلے سونگھتے ہی وہ سیبِ ذقن کبود
باغِ جہان کا حال دگرگون ہی کیا عجب | سوسن ہو سرخ اور گلِ نارون کبود
کیسا ہی ہو قریب نہوگا شریکِ رنج | کیا چوٹ سے ہو مثلِ بدن پیرہن کبود

چشمِ کبودِ یار کو کیونکر مثال دون
ناسخ نظر پڑا نہین ابتک ہرن کبود

تپ سی جلتا تھا بدن سیرا ہوا ہی یار بیتر | اسقدر تاثیر مین ہے شربتِ دیدار سرد

ردیف ذال معجمہ

قابلِ نامۂ محبوب کہان یان کاغذ | بے زری مین نہین ممکن زر افشان کاغذ
میرے مکتوب سے ایسی ہوئی نفرت اسکو | کہ کوئی اب نہین چھوتا کسی عنوان کاغذ
دستِ پر نور مین نامہ جو مرا اوسنے لیا | ہو گیا صاف برنگِ مہِ تابان کاغذ

چاند کے جلوے سے بندھتا ہے خیال آئینہ	چاندنی میں مجکو ساقی بیشتر آتا ہی یاد
نوجوانوں کے سر و پر طرۂ گل دیکھکر	ایسے جوانوں پیری میں مجکو داغ سر آتا ہی یاد

خشک ہو جاتا ہی حاسد کا لہو سننے کے ساتھ
کوئی تاریخ کا جو مجکو شعر تر آتا ہے یاد

پیری میں ہوئے نالۂ گرم اپنے دلا سرد	معمول سے چلتی ہے دم صبح ہوا سرد
رکھتا ہے قدم کوچۂ جانان میں جو ہمنے	جلتا ہے بدن تپ سے مگر ہے کف پا سرد
کس مرتبہ باہم ہے مزاجوں میں تخالف	جب گرم ہوا یار تڑپ کر میں ہوا سرد
حیران ہوں کیوں ہاتھ تیری بگلے شعلے	کہتے ہیں کہ تاثیر میں ہوتی ہے حنا سرد
بیخود ہوں شب فرقت محبوب میں ایسا	معلوم نہیں آہ مری گرم ہے یا سرد

ولہ

پہنے وہ صنم جو پیرہن زرد	ہو جائے سفید یاسمن زرد
پہنا ہے جو تو نے پیرہن زرد	یان سے ہے یرقان غم سے تن زرد
غصے سے وہ گل جو لال ہوگا	ہو جائیگی ساری انجمن زرد
گلگشت کو آئے گا جو وہ گل	گل ہوں گے برنگ یاسمن زرد
دل خون سے ہے مرا برنگ لالہ	گنبد کی روش سے ہی بدن زرد
گو آئے خزان چمن میں وہ گل	ہوگا نہ یہ غنچہ دہن زرد

ہوئی یان آمد و رفتِ نفس بند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند

غبارِ دشتِ مجنون کیا ہے سر پہ
کہ ہو جاتی ہے آوازِ جرس بند

سمائے گا نہ دستون مین بھی مطلب
ہوے القاب مین تو صرف دس بند

شبِ فرقت مین ہم بھرتے ہین نالان
زبان ہوتی نہین مثل جرس بند

کہان وہ اب جنون صحرا نوردی
ہوئے زندان مین ہم اب کی برس بند

مین فریادی نہین افسانہ خوان ہون
کرے گا خواب چشمِ دادرس بند

ولہ

قدر اپنی تری مدح سے ہے جان جان بلند
آواز جیسے ہوتی ہو وقتِ اذان بلند

ایسے ہین میری نالۂ آتش فشان بلند
ہے آگ سے کرے ہے بھی جنکا دھوان بلند

ادنی جو ہین نہونگے وہ اعلی کسی جگہ
ہر جا زمین پست ہے اور آسمان بلند

کس سے مثال دون ہے عجب بارگاہ دل
اسکا تو عرش سے ہے کہین آشیان بلند

کیا زاہدونکے ظاہر و باطن مین فرق ہے
دالان خانہ پست ہے اور آستان بلند

بجلی جلائے گلشنِ ہستی مین ہم صفیر
صیاد کے جو ڈر سے کرون آشیان بلند

دیکھو تو مہر و مہ کے طلوع و غروب کو
رکھتا ہے کسکو چار پہر آسمان بلند

قامت مین جسکے کم ہو وہ قیمت مین ہے زیاد
رتبے مین سرو سے ہے وہ سرِ روان بلند

آسمان میری پستی طالع کا بھی علاج
جنبش ہوا کو ہو تو ہو نہین ناتوان بلند

دلین جگہ تو دے غم دنیا کو ہو قوف
قدرِ مکین ہے پست شکوہ مکان بلند

پر لگانے گا مجھے شوق اگر چاہے گا | اپنے گھر کی تو بنا شوق سے دیوار بلند

ولہ

میرے ہاتھون سے گریبان کی کیے تار پسند | میرے پانون نی بیابان سے کیے خار پسند
مثل شیرین وہ ستمگر جو ہے دشوار پسند | قبر کو ہم بھی کرین اب کوئی کہسار پسند
دمبدم آئینے کے دیکھنے سے ثابت ہے | کہ بہت آپ کو ہے دیدہ بیدار پسند
کیا دکانون سے چلے سنگ تراز و مجھپر | جوش سودا نے مجھے آیا سر بازار پسند
جھانکنے کے لیے جسمین ہون ہزارون رخنے | اے پری وہ ہی مجھے ایسی ہی دیوار پسند
دل لگایا ہے کہین نام خدا تو نے بھی | ورنہ کیون آتے ہین ای بت تجھے دیوار پسند
کہتے ہین ہوتی ہر بات اولٹی پریزاد و نکی | اے پری ہے تری اقرار سے انکار پسند
غیر کے دل سے مرا دل ہے اگر خوب تو کیا | ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند
جب سے عاشق ہون تمنا ہی یہی ہو عشق | جز شفا کچھ نہین کرتا کوئی بیمار پسند
کردیا تو نے ستمگار یہ حال ایسا | اب مرا دل نہ کریگا کوئی دلدار پسند
کو دیکھے نہ مجھے مین نہ کسی کو دیکھون | فرقت یار مین ایسی ہے شب تار پسند
جس سپاہی نی تری ابروی پرخم دیکھے | اوسکو آتی نہین کوئی کبھی تلوار پسند
یہی گھر رنج سے حالی نظر آیا مجھکو | اس خرابات مین ہے خانۂ خمار پسند
چین آئیگا نہین کوچۂ جانان کے سوا | یہ چمن کیا کہ نہو خسلہ کی گلزار پسند

سرخ تھا خون سبز فرط و سے پانی تمام
لوگ سمجھے ہین کہ جوے شیر ہوگی جو سفید

آسمان بام پر تیری تجلی دیکھکر
زرد ہر خورشید رو ہو جاے ہر مہ رو سفید

چاند کو کہتے ہین سب ہر چند کاسہ شیر کا
ہر کہین اس سر ہے تیرا کاسہ زانو سفید

حال ہے روے زمین پر اک سیہ خانہ مرا
چاندنی سے ورنہ آتا ہو نظر ہر سو سفید

مثل نجم دو ذنب چہرہ ترا ہو جاے گا
عالم پیری مین جب ہونگی تری گیسو سفید

ہو گئی ہے صبح لیکن ہے شب عشرت وہی
عہد پیری مین نہین ہوتی ہمارے مو سفید

ہجر مین یون چاندنی راتین سیہ ہین جسطرح
ماہ عارض سے نہین ہوتی شب گیسو سفید

بارہا دیکھا ہے ناسخ پر نہین رہتا ہے یاد
شاخ خوشبو سبز ہوتی ہے گل خوشبو سفید

زیست بھر ہوگی نہ یان چشم خیال یار بند
غم نہین گر اپنے گھر کے روزن دیوار بند

باغ مین جاتا ہی جب بند قبا کھولے وہ گل
غش سے ہو جاتی ہے چشم نرگس بیمار بند

یوسفستان ہو گئے ہین کوچہ ہاے لکھنؤ
ایک مدت سے پڑا ہے مصر کا بازار بند

نیند آئیگی کہ موت آئیگی ہجر یار مین
دیکھیے کیونکر ہون اپنے دیدہ بیدار بند

بارہا گلشن مین سنتی ہی مری گلبانگ کو
مثل غنچہ بلبلون کی ہو گئی منقار بند

باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤ دن مین
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند

مردے جی اٹھے تری ٹھوکر سے زندہ مر گئے
کھل گئین دو چار آنکھین ہو گئین دو چار بند

قیس سے سن لیتا ہماری برہنہ پائی کا حال
کیا کرین ہو دشت وحشت مین بیابان خار بند

گورے بدن پہ اوسکے نہین پیرہن سفید
کس درجہ تیرے دانت ہین ای سیمتن سفید

اے رشکِ شمع وماہ ترا نور دیکھکر
انجم کی ہو رہی ہے تمام انجمن سفید

اے گل تری حضور نہ ٹھہرے کوئی بھی رنگ
ہوجای ایکدم مین چمن کا چمن سفید

اڈ جای رنگ تیرے لب لعل سے حضور
بلور کی طرح ہو عقیق یمن سفید

آئی بہار ہر تن ہوتے ہے جوش خون
ہوجاے سرخ پہنون اگر پیرہن سفید

نسبت ہی میرے ماہ کی گوری بدن سے کیا
ہے جیب سے تو ماہ کا سارا بدن سفید

یہ نسترن سفید ہے وہ یاسمن سفید
ایسا نہین ہوا کوئی دُرِّ عدن سفید

ولہ

تمھارے چہرے کے اگے ہے آفتاب سفید
نہ کیون ہو رنگِ شفق سرخ ہو نقاب سفید

تمھاری چہرۂ تابان نے یہ نکالا رنگ
کہ آفتاب ہے زرد اور ماہتاب سفید

ہوا نہین مری مژگان تر سی تر رومال
یہ ہے شہاب سیہ اور یہ سحاب سفید

ولہ

ہوے رونیسے مرے دیدۂ بیدار سفید
بلکہ اشکون نے کیا رنگِ شبِ تار سفید

انکھین خوش چشمونکی تجھ ہین ای یار سفید
جسطرح ضعف سے ہو چہرۂ بیمار سفید

ہوگیا ضعف سے میرا بدنِ زار سفید
نظر آتا ہے صنم صورتِ زنار سفید

سرخ دیکھا جو خوشی سے مری چہرے کو کبھی
ہو گیا غم سے رخ دشمن بے پیر سفید

سادگی مین جو مزا ہے نہین رنگینی مین
اے صنم دیکھ لہو سرخ ہے اور شیر سفید

شوخ ہے رنگ سنہرا یہ ترے سینے کا
صاف آ سئے نظر سونے کی زنجیر سفید

ابروون پر ہے گلال اور مژہ پر ہے عبیر
سرخ آتی ہین کمانین نظر اور تیر سفید

خون سفید ایسا ہے ابنائے زمان کا ناسخ
کیجیے قتل جو انکو تو ہو شمشیر سفید

مثل نسرین بدن یار ہے جز خال سفید
ہے سراپا مین بجائے کمر اک بال سفید

ہوگیا پیر جو مین ہوگئی آخر شب ہجر
صبح امید ہوئی تار مرے بال سفید

کیا فقط اشکون نے آنکھونکی سیاہی دھوئی
کہ ہوئی ہین مرے پلکونکی بھی سب بال سفید

ساری بازار کو سودا ہے مرے یوسف پر
ہوگئے زر خریدار تو دلال سفید

میرے بختون نے زمانیکی سیاہی لے لی
ہو نہ جائین کہین قاتل ترے اب بال سفید

چاندنی گرد قدم چاند ہر اک نقش قدم
رات کیسی ہے سیہ کردی تری چال سفید

اگیا یاد سیہ خانہ وطن کا مجکو
دشت غربت مین جو رہنے کو ملی پال سفید

نہین ممکن کہ سیہ دل ہو زر دارون کا
ایک دن مین ہو سیہ کیسی ہو ٹکسال سفید

حسن کو چاہیے انداز و ادا ناز و نمک
لطف کیا گر ہوئی گورونکی طرح کھال سفید

دم مین یاقوت ہو تا نیز لب جانان سے
ہو جو قلیان مین بلور کی جنجال سفید

اگئین یاد جو رنگین نشیلی آنکھین
اشک ٹپکے مری آنکھونسے سیہ لعل سفید

مقبول ہو اب دعاے ناسخ
[illegible] آرزو قاصد

ولہ

آئی جو بہار جلد کہین [illegible] قاصد
[illegible] ہون نزار قاصد
آنکھون کو ہے انتظار قاصد
[illegible] انتظار قاصد
[illegible] بار قاصد
[illegible] قاصد

ابھی دریاے اشک اُمڈ آے	کرون گر سیراب سلے قاصد
مر کے جاؤن جو خلد مین جیتنگ	ہو سفر کا عذاب سلے قاصد
وہم مین بھی کبھی نہ تھے یہ دن	سے جدائی کا خواب ای قاصد

خطِ ناسخ کا لاجواب شتاب
ہو دعا مستجاب سلے قاصد

آیا نہین پھر کے آہ قاصد	تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہے کبھی جو ہوش مجکو	کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
مکتوب صنم دکھائے مجکو	پشت دردسے سیاہ قاصد
ہون دستِ نگر اوسیکا ہر دم	مین مثل گدا ہون شاہ قاصد
اوس ماہ کا لیکے خط کہے جلد	طے راہ کو مثلِ ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کر رہا ہون	کیا دیر لگائی آہ قاصد
اِن روزون حواس کسطرح آئین	آتا ہے گاہ گاہ قاصد
جلد آیا نہین مین مر چلا تھا	جیتا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج	تیرا نہین کچھ گناہ قاصد
طے راہ کو جلد تو کیا کر	مثلِ پیکِ نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا	ہے تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تنِ خشک کا نمونہ	لیجا کوئی برگِ کاہ قاصد

ولہ

[illegible]

[illegible]

حنائی ہاتھ ذرا دیکھو اوس سہی قد کے
بھلا یہ سرو نے پائی کہان بہار کی شاخ

یہ دستِ جود ہی رہتا ہی سب سے بالا دست
وگرنہ پست ہے ہر نخل بار دار کی شاخ

ہوئے ہین کیا ہی تہی دست ہائے اہلِ وطن
نہ اس چمن مین رہی کوئی برگ و بار کی شاخ

مین لیکے ہاتھ مین پستانِ یار مرتا ہون
جریدہ مین کو لاؤ کوئی انار کی شاخ

ہمارے قتل کو آمادہ ہے وہ خوش قامت
نکالی سرو نے شمشیر آبدار کی شاخ

یہ اپنے پانو نہین پر خارِ دشت وحشت مین
کہ لوگ جانتے ہین نخل خار دار کی شاخ

بجائے شمع یہان سوز داغ حسرت سے
ہر ایک جلتی ہے نخل سر مزار کی شاخ

شگفتہ رہتے ہین گلہائے معنیِ رنگین
نہین ہے خشک مرے کلک مشکبار کی شاخ

برابری کبھی کی تھی جو اوسکے ابرو سے
تڑوڑ ڈالی ہے کیا آہوی تتار کی شاخ

خیالِ زلف مین ہر باغ جو گئے ناسخ
تمام برگ تھے کفچے ہر ایک مار کی شاخ

ردیف دال مہملہ

آئے مجھسے ہو ہمکنار قاصد
کرلون مین تجھکو پیار قاصد

بر آئے ترے قدم کی دولت
امید امیدوار قاصد

قسمت سے ایک تو پھر اسے
بھیجے ہین مینے ہزار قاصد

آنکھون سے نکالون پانون پھیلا
گر کوئی چبھا ہو خار قاصد

ردیف خاے معجمہ

وصل کی شب ہو گئی آخر ہوا عالم سیاہ
وہ پری پیکر سراپا ہے برنگ آفتاب
فرقتِ محبوب مین ہے ماہِ نو شمشیر شام

آج کیا برعکس آتی ہے نظر تاثیر صبح
ہین سفید اوسکے جو کپڑے ہین انہین تنویر صبح
ہے ہماری جان کو خطِ شعاعی تیر صبح

چھا رہی ہے میرے بختونکی سیاہی ہر طرف
کچھ شب فرقت مین اے ناسخ نہین تقصیر صبح

مشک لے آئی ہے شاید بیچکر کا نور صبح
چہرہ ساقی چمکتا ہے برنگ آفتاب
اگیا جو میکشو مجکو صبوحی کا خیال
ہجر مین ہے آج میری جان کو دیو سفید
مرغِ زرین فلک انڈے سے ابھی نکلا نہین
وقت بے وقت آگیا پیشتر وہ آفتاب
نیش عقرب سے زیادہ رات بھر پہونچی گزند
کہتے ہین مر دے کیسکے حسرت دیدار ہین
بھاگتا ہے مرہم کافور میرے داغ سے
میری آنکھو نمین کہان ٹھہرا چراغ آفتاب
دیکھ لے موسیٰ تجلی ادر اوس محبوب کی
ہجر مین ظاہر سب آثارِ قیامت ہو گئے

آج فرقت مین برنگ شام ہے بے نور صبح
بادہ گلگون شفق ہے ساغر بلور صبح
بنگیا مینا ے سمے ہر دانہ انگور صبح
وصل مین کل گوری گوری تھی بدرنگ جو صبح
یہ شب فرقت ہے اے ناداں ابھی ہے دور صبح
ہو گئی ہے بارہا شام شب دیجور صبح
بند کر دے اختروں کے خانۂ زنبور صبح
گر شب تار لحد کو اے صدائے صور صبح
جسطرح خورشید نکلا ہو گئی کافور صبح
ہے شب فرقت سیاہ آئینہ ہی مغرور صبح
طور کا شعلہ ہے خورشید درخشان طور صبح
پردۂ شب مین رہیگی تابکے مستور صبح

ولہ

کہہ رہا ہو اندنون میری طرح ہر گلعذار
میرے زخمون کی اگر ٹانکے تجھے منظور ہین
ہجر ساقی مین بطِ مے ہوگئی جلکر کباب
تو تیا کر اپنی آنکھو نہین غبارِ رفتگان
چاہیئے مقیش اوس مہ کی چوٹی کے لیے
نقشہ کافی ہے مصوّر میرے جسمِ زار کا
بھر رہا ہے کیا ہی ظالم تیری خاطر مین غبار
پاے مجنون کی قسم ہے مجکو اے دشتِ جنون
جلتی ہے اوس مہ کی فرقت مین دلا یاد بہار
دیکھکر ظرفِ وضو یاد آتی ہین ظرفِ شراب
ہوگیا مانند پنجہ مارے چاکون کے دلا
چین ابرو کی نہین برداشت اے قاتل مجھے

عطر اوسکے نقش کی گل کا اے عطار کھینچ
اے بتِ خونریز اپنی پیرہن کے تار کھینچ
جاے قلقل اے صراحی آہِ آتش بار کھینچ
پنجۂ مژگان سے پائی ماندگان کی خار کھینچ
چرخ گردون پر اب اے خورشید زنّار کھینچ
بس ہو بہن تصویر مین ہو سی میان تار کھینچ
شوق سے اے تیر اپنی پیچ مین دیوار کھینچ
چھوڑ کر میرا گریبان دامنِ دلدار کھینچ
باغبین تو بھی دمِ آتش فشانی چار کھینچ
جلد مسجد سے مجھے اے خانۂ خمار کھینچ
تو بھی شانہ کیطرح اب گیسوی خمدار کھینچ
غم نہین تلوار مجھپر دن مین سو سو بار کھینچ

وصل ہے معشوق کا معراج عاشق کیلیے
چھوڑ ساق عرشِ ناسخ ساعدِ دلدار کھینچ

کرتا کہین ساتھ رقیبون کے جان کوچ
اگر جائیگی بدن سے ابھی میری جان کوچ

ہم سر بکف کلبۂ احسن ان مین رہ گئے
یوسف کو لے کے رہی گیا کاروان کوچ

ہون بیقرار وادیِ غربت مین اسقدر
اک آن ہے مقام تو ہے ایک آن کوچ

مجھے ہی [illegible] کہین تو یا پکارے چاند سورج
نظر مین ہین [illegible] سر مین وحشت ہی ناسخ [illegible] ہمارے چاند سورج
تری الفت مین ایسے گل کھلے ہین [illegible]
جدائی مین [illegible] روشن [illegible] ہمارے چاند سورج
[illegible] اگر ہم [illegible] سورج
[illegible] ہین [illegible] کہون چاند سورج
وہ کہتا ہے [illegible] چاند سورج
[illegible] دریا کنارے [illegible] سورج

ردیف جیم فارسی

یاد کیون آئین نہ ہوئے کہ بار [illegible] پیچ
برسے دیکھے ہی [illegible] گیسوے خمدار کی پیچ
[illegible] جان [illegible] مار کی پیچ
زلف پیچان [illegible] کہا مار [illegible] پیچ
باندھے ہین کاکل پیچان کی جو [illegible] مضمون
ایسے رکھے ہین معنی [illegible] پیچ

یان جوش خون ہی میرے کماندار سے کہو
کرلے نہ خشکی لب سوفار کا علاج

موسیٰ کو بھی خلل ہی تا زندگی رہا
عیسیٰ سے کیا ہو لکنت دلدار کا علاج

ازار رشتہ ہو تو شفا کی امید ہو
مشکل ہے عشق رشتۂ زنار کا علاج

جز مشت خاک اور نہیں خاک میکشو
زخم دہان واعظ مکار کا علاج

[illegible]ون کو کیون نہ ربط ہو رخسار یار سے
ہر روز آفتاب سے ہے مار کا علاج

منگواؤ جا کے خاک شفا خاک کوے یار
منظور ہے جو ناسخ بیمار کا علاج

تیرے گال پہ واری چاند سورج
کہان ایسے ہین پیارے چاند سورج

نہیں ہین احمد و حیدر کر حق نے
فلک پر سے اوتارے چاند سورج

ہوا ہے شق و ہیبت سے یہ روشن
سمجھتے ہین اشارے چاند سورج

تم ایسے دونون بھائی ہو کر ذرات
رہے تابع تمہارے چاند سورج

تم ایسے نور خالق ہو کہ تم سے
ہوئے روشن ستارے چاند سورج

نبوت کا جو احمد آسمان ہے
ہوئے سبطین بارے چاند سورج

نہیں آئینہ مین روے عرق آک
ہوئے ہین جمع تارے چاند سورج

تصور مین جو ہے وہ روے پرنور
ہین میرے داغ سارے چاند سورج

تری نوبت ہو ساری سیم و زر کی
نظر آئین نقارے چاند سورج

رواق چرخ سے کرنے ہین ذرات
صنم تیرے نظارے چاند سورج

[illegible]

اشکِ خونیں میں جو ہوں غلطان تو وہ سیلاب میں
کیا مشابہ ہے مری تقدیر سے تقدیرِ موج

ہوں وہ خوش طالع مرے جانب ہے تقدیرِ نہنگ
ہو اگر دریاے آفت خیز میں تاخیرِ موج

سیلِ اشک انکھوں کی باہر ضبط سے آتا نہیں
پنجۂ مژگان تر رہتے ہیں دامنگیرِ موج

سوزِ غم سے آتشِ جلکر وہ ہی سیلابِ اشک
ہے برنگِ شعلہ ناسخ اندنون تحریرِ موج

ہے نگاہ و ابرو و مژگان و چشمِ یار کج
فوج کج مجسے نہو کیونکر کہ ہے سردار کج

کیا ہی منہ کرتا ہی ٹیڑھا دیکھتا ہے جب مجھے
کردے یارب رے دشمن لقوے کا آزار کج

خیریت چاہے تو سیدھی چل اجل اومال مست
گرتے ہیں نشے میں چلتے ہیں اگر میخوار کج

کج ادائی یار کی مجکو گوارا ہے دلا
پر غضب یہ ہی کہ اب رہنے لگی اغیار سے کج

وہ گئے دن جو ہمیشہ مجسے سیدھی آنکھ تھی
جب غضب میں اتو پاتا ہوں نگاہِ یار کج

پھر گئے بندے تو برگشتہ نہو کیونکر خدا
دیکھی مسجد خانہاے خلق سے سو بار کج

راستی کا نام بھی اس شہر میں سنتی نہیں
کیوں نہو سب لکھنؤ کے کوچہ و بازار کج

ہیں کجی میں سرو دم کج طبع بھی گیتی کی دم
راست اذکو کیجیئے سو بار ہوں سو بار کج

بھوں نمیں کیوں بل ڈالتی ہو مجکو ایجان دیکھکر
کیا رہی قیمت جو ہو جائے کوئی تلوار کج

پڑ گئی گلشن میں جو ای گل ترچھی تیری نگاہ
ہو گئی ہر ایک شاخِ نرگسِ بیمار کج

ہے مساوی اہلِ دنیا کی کجی و راستی
راست ہیں ہمسے اگر دو چار تو دو چار کج

تانے ہی ذرات سرِ جنگِ حوادث آسمان
سر پھرا ہی سرکشو رکھتے ہو کیوں دستار کج

فصل گل جبتک ہے رہنی دے بہ رنگ گل ہین	میری چاک پیرہن ناصح نہ تو سینا عبث
میری قسمت مین وصال اونکی نصیبون مین فراق	کیا قصور اسمین مرا غیر دنکو دہے کینا عبث
شیشۂ مے مینے جانا ن ہے ساغر چشم مست	میری محفل مین ہے ساقی ساغر و مینا عبث
ترک گردون مین جو نظارہ بتونکا واعظا	کیا کیے پیدا خدا نے دیدۂ بینا عبث

ردیف جیم عربی

کرتا نہیں مرے دل افگار کا علاج	ہر دم ہے زخم روزن دیوار کا علاج
موقوف ہے حنوط کی کافور پر دلا	مجروح تیغ ابروے خمدار کا علاج
اوس رشک گل کو طب مین جہانتک ہے اسقدر	چاہے کرے وہ نرگس بیمار کا علاج

ولہ

سانپ لہراتے ہین فرقت مین نہیں اثار موج	کف نہین دریا مین پھیلا ہے یہ زہر مار موج
لطمہ زن دریا سے ہے مست ہین سیر جنگ زن	کھل گئی دستار زاہد صورت دستار موج
اے صنم تجکو کیا اللہ نے دریائے حسن	مثل دریا چاہیے زیب کمر زنار موج
سیر دریا مین جو یاد آتی ہے اوس کاکل کی زلف	کاٹنے کو دوڑتی ہین میر بجانب تار موج
دھو ڈیا بال اوسنے جو دریا مین بنائے حباب	بن گیا تا تار بوے مشک سی ہر تار موج
بنگیا ہے پرتو عارض سی ہر لالہ کنول	عکس گیسو سی ہوا تا لاب سنبل زار موج

کیا بھری رہتی ہے مدام شراب
پیٹ کرتی اگر وہ جالی کی
گو وہ رعنا غزال ہے لیکن
تیری ہی فکر رہتی ہے دن رات
دیکھکر ایک بار پیٹ اوس کا
جی مین ہے رکھکے سر مین سو جاؤن
زیست بھر پی شراب اے ساقی
عکس ابرو و چشم جانان سے
ہمیشہ دشمن کو کوستا ہے حلق ہو
آپ کی ناف مشک نافہ ہے

خم کے مانند ہے ہمارا پیٹ
کرے ہر حلقہ کو ستارا پیٹ
نرم ہے مثل شیر سارا پیٹ
نہ جیتے جی تونے مجکو مارا پیٹ
کہہ رہا ہون دکھادو بارا پیٹ
تکیہ مخمل کا ہے تمھارا پیٹ
نہ بھرا ایک دن ہمارا پیٹ
ہو گیا صاف چاند تارا پیٹ
جلد ہو پھول کر نقارا پیٹ
اور کافور کا ہے سارا پیٹ

ضو خورشید ہے جو اے ناسخ
کرنے دیتا نہین نظارا پیٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہے جدائی دشمن جان الغیاث
الغیاث اے وصل جانان الغیاث
تنگ نامردی کے جو دن ہین ہو نہین
الغیاث اے شاہ مردان الغیاث
تا کجا اعدا کی گیدڑ بھپکیان
الغیاث اے شیر یزدان الغیاث

ہجر مین دوزخ ہوا مجکو جہان
الغیاث اے باغ رضوان الغیاث
مزرع امید ناسخ خشک ہے
الغیاث اے ابر احسان الغیاث

ولہ

ہجر مین سیجے بادۂ گلرنگ کا پینا عبث

فصل

شب دیکھیے کسطرح سے ہو وصل ہو کیونکر
در پر تو اڑی غیر لب بام اڑی دھوپ

اِس ڈر سے کہ پژمردہ نہو جای کہین پھول
چھپ جاتی ہے جو دیکھے تری پھولونکی چھڑی دھوپ

سر کا شب تاریک مین داغونسی جو پھاہا
اِک خلق مرے سامنے کھاتی ہے کھڑی دھوپ

ہین سرو و صنوبر جو جلین دھوپ مین دن بھر
وہ سرو رواں تو نسکے ایک گھڑی دھوپ

ہے تیرے تصوّر سے مری قبر بھی روشن
اے مہرِ جہاناب مرے ساتھ گڑی دھوپ

کیا پردے سے باہر نکل آیا ہے وہ خورشید
خلقت جلی جاتی ہے بڑی آج پڑی دھوپ

ردیف تاے فوقانی

غمخانہ تری یاد مین ہے سیم بر بہشت
زہرِ غمِ فراق مرے مین ہے در بہشت

غلمان و حوریان ہین تصور مین بشیار
ہے رو برو وسعتِ دل مختصر بہشت

جاتے ہو راہِ راست کو تم مصور کر کدھر
اے گمرہو اودھر ہے سقر اور ادھر بہشت

جلکر سموم نالۂ دل سے کرو نہین خشک
رکھتا ہے خوب نہر دنسی گلہای تر بہشت

فرقت مین مجکو دوزخِ غربت قبول ہے
کیا کام اگر وطن مین ہی ہے ہر نگر بہشت

بنت العنب ہے حور تو غلمان مین غنچے
زاہد مجھے ہین بادہ فروشون کے گھر بہشت

اے حور جاؤ نہین ترے دروازے سے کہان
دوزخ تمام شہر ہے تیرا ہی گھر بہشت

آنا ترا محال ہے کیسا جواب خط
کوچہ ہے میرے حور کا اور نامہ بر بہشت

دنیا مین لاکھ سعی سے پایا نہ ایک باغ
ملتا نہ سہل جان تو اہی بغیر بہشت

تیری گلی کی راہ چلا ہون کئی قدم
مشتاق کیون نہ میرے قدم کا ہو در بہشت

کہا کب آتشِ فرقت سے جلایا تو نے | ہیں مرے نالۂ دل صاعقہ آپ سے آپ
خار بد بیر سے بیش گل تقدیر عبث | وقت پر باغ میں آتی بہار آپ سے آپ
دونوں عالم میں اگر ایک نہیں شعبدہ باز | جمع کیونکر ہوئے اضداد یہ چار آپ سے آپ
نہیں آتا جو وہ خورشید مری گھر میں نہ آئے | صبح ہو جائیگی آخر شبِ تار آپ سے آپ
کچھ شکایت نہیں عشق کمر نازک کی | ہو گیا ہوں میں صنم زار و نزار آپ سے آپ
او وجودِ چمن آرائے ازل کے منکر | خود بخود گل ہوئے موجود نہ خار آپ سے آپ
سرخ پوشاک پہن کر وہ سہی قد جو گیا | جل اوٹھے سروِ چمن مثلِ چنار آپ سے آپ
زلف کو چھو کے پڑا ہے جو بلا میں اے دل | کاٹ کھاتا ہے کسیکو کوئی مار آپ سے آپ
کچھ ترے تیغ جفا کی نہیں تقصیر اے گل | صورتِ غنچہ مرا دل ہے فگار آپ سے آپ
غیر کا منھ ہے کہ لے بوسے ترے او ظالم | نیل گون ہو گئے ہون کے یہ عذار آپ سے آپ
نالہ کش مثلِ جرس کیون ہے عبث اے مجنون | صبر کر آئیگی جمازہ سوار آپ سے آپ

ولہ

جلوۂ رخسار جانانہ سے نکل آتی ہے دھوپ | وصل کی شب میرے ویرانہ میں ہو جاتی ہے دھوپ
کیا شبِ وصلِ صنم کی چاندنی آتی ہے یاد | روزِ فرقت جب مری دیوار پر آتی ہے دھوپ
وصل کی شب صبح ہوتی ہے تبہ اشکوں کا تار | بسترا ہے چشمِ تر بارش میں چھپ جاتی ہے دھوپ
وصل کی شب بختِ بد اپنا دکھاتا ہے کمال | میرے گھر میں چاندنی آتی ہے بنجاتی ہے دھوپ

مری آنکھوں سی کیا نسبت کہ قطرہ آب نیساں کا
ورنہ نایاب ہو سکتا ہی آنسو ہو نہیں سکتا

بنا گو سجدہ گاہ اہل ایمان طاق کعبہ کا
مگر حاصل مقام طاق ابرو ہو نہیں سکتا

گدائی کوچہ کیا درویش صحرا گردی آگے
کوئی کتا کبھی وحشت سے آہو ہو نہیں سکتا

کمال ایماہ کامل تو نی گو پیدا کیا لیکن
ہلال عید ہو سکتا ہی ابرو ہو نہیں سکتا

لہو ساری بدن کا کر دیا ہی خشک فرقت نے
مگر اے آہ تجھسے خشک آنسو ہو نہیں سکتا

کرے کیا استفادہ اوسکو استعداد لازم ہے
کہ برگ شاخ گلبن گل سی خوشبو ہو نہیں سکتا

نزاکت شاخ گل میں ہے کہاں اس گلبدن کی تھوڑی کی
کوئی گلبرگ بھی تعویذ بازو ہو نہیں سکتا

ہے اوس آتش کی پرکالی کی فرقت آگ کی جاتیں
سوائے داغ حسرت گرم پہلو ہو نہیں سکتا

جو اوپہلو نشین تو کر گیا پہلو تہی ہمسے
جدا پہلو سے دم بھر درد پہلو ہو نہیں سکتا

ہوا جو خود نما سا غمیں جلد ہی فنا ہو گا
قیام رنگ گل تا ہستی بو ہو نہیں سکتا

ردیف باے موحدہ

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب

ہجر میں آگ ہو گیا پانی
دل کو کر دیتی ہے کباب شراب

ہیں قلوب اوسکی نور سے روشن
کیوں نہ کہلائے آفتاب شراب

ہے سزاوار عیش آخر عمر
صبح پیری سے ہے آفتاب شراب

ہے مرا جام زندگی لبریز
ساتھ اپنے ہیں جناب شراب

ولہ

ہجر مین لاغر بدن حد سے زیادہ ہو گیا
جوش غم کا تھا [illegible] اسو بادہ ہو گیا
آہ مین سالک ترقی کر گیا [illegible] ہو گیا
جب کہ نزل پر سوار [illegible] پیادہ ہو گیا
بی اوسکی [illegible] صندل کا [illegible] ہو گیا
[illegible] زندہ ہوئے [illegible] ہو گیا
دیکھنا معدوم کا کیونکر اعادہ ہو گیا

ولہ

ہو گئی زر کی جگہ دل مین خرابہ ہو گیا
پیشتر جسجا خزانہ تھا خرابہ ہو گیا
ماہ کامل تیرے منھ [illegible] ہو گیا
آفتاب ای ماہ تابان [illegible] ہو گیا
کیا ہو [illegible] شیشہ دل [illegible]
گر گیا نظروں سے جب خالی قرابہ ہو گیا
ایک جانب ہو گئی ہے ایک جانب سیل اشک
لکھنو بھی میرے رونے سے دوآبہ ہو گیا

رفتار مین اورنگ سلیمان ہے یہ گھوڑا	پر سیرت و خلقت مین تو انسان ہے گھوڑا
سلطان جہانگی یہ سواری کا اثر ہے	ہے ابلق ایام بدن جان ہے یہ گھوڑا
چمکاتی ہے جاتا ہے زمین سے جو فلک پر	سب کہتے ہین خورشید درخشان ہے یہ گھوڑا
ہے جلوہ تماشاے جہان چاند کے مانند	رتبے مین فلک سے بھی دو چندان ہے یہ گھوڑا
گردن یہ بلند اوسکی ہے گلشن مین جو گذرا	قمری نے کہا سرو خرامان ہے یہ گھوڑا
جو حکم کیا شاہ جہان نے وہین سمجھا	انسان کے مانند سخندان ہے یہ گھوڑا
فیروزہ جو ہے نام مبارک تو بجا ہے	لاریب نگ مہر سلیمان ہے یہ گھوڑا
آتا ہے پسینا جو اوسے اب بقا سے	حیوان ہے تو چشمہ حیوان ہے یہ گھوڑا
ایسا ہے بدن صاف کہ لوٹا جو زمین پر	سب کہنے لگے گوہر غلطان ہے یہ گھوڑا
کہتے جو اسے برق تجلی تو بجا ہے	نعلون سے ہمیشہ شرر افشان ہے گھوڑا
یہ دامن زین نہین شہپر مین پری کے	مانند پری صاف نمایان ہے یہ گھوڑا
برچھے ہین اگر اسکی جلو مین تو بجا ہے	کچھ شبہہ نہین شیر نیستان ہے یہ گھوڑا
تابع ہے یونہین رخش فلک شاہ جہان کا	جسطرح سدا تابع فرمان ہے یہ گھوڑا
ہے شاہجہان کی نظر لطف جو اسپر	آفاق مین سب گھوڑونکا سلطان ہے یہ گھوڑا
رکھتا ہے قدم فخر سے اسطرح زمین پر	سلطان جہان کے جو تہ ران ہے یہ گھوڑا

کافی ہے فقط ظل الٰہی کا اشارہ
ناسخ کیطرح تابع فرمان ہے یہ گھوڑا

[illegible] شباب [illegible]
[illegible] دونا ہو گیا

ولہ

[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]

ہے شبِ فرقت نہ تم آئے نہ جان ہوں صبح
ہوگیا ہے ایک سا غمزہ تمہارا صبح کا

یہ غزل وہ ہے کہ نقطہ صبح مین ہے نورِ صبح
ہوگیا ہے صبح کا نقطہ ستارہ صبح کا

دور ہے صبحِ شبِ فرقت سبِ فرقت راز
غیرِ خورشید قیامت کب ہے تارا صبح کا

زندگی کرتی ہے کوتاہی شبِ فرقت در آ
حشر پر موقوف رکھتا ہون نظارہ صبح کا

وصل کا مین خط رات اوٹھا کر ہو چلا مین سفید
بولے ہوتا ہے سفیدا آشکارا صبح کا

ہولناک ایسی شبِ تارِ جدائی ہے کہ بس
ہوسکے باہر افق سے کب ہی مارا صبح کا

ہوگئی آخر شبِ فرقت مین آخر زندگی
عہدِ پیری مین کیا آخر نظارا صبح کا

لے کے تیغ آفتاب آئی ہمارے قتل کو
ظلم تا صبح ہوگیا ہے آشکارا صبح کا

رات آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا
میری آنکھونکی طرح ہوگئی خونبار گھٹا

چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا
دودِ آہِ دلِ سوزان ہے دھوان بھار گھٹا

جلے شبنم یہ بھی اشک مری حالت پر
بن گئی ہے شبِ فرقت کی شبِ تار گھٹا

ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہے مجھے
آج مانند فلک ہوگئی خونخوار گھٹا

جانبِ رحمتِ حق دھیان ہے بس رندونکا
شاد ہوجاتے ہین کیا دیکھکے میخوار گھٹا

ہوش بدمستون کے جاتے ہین پے استقبال
جاتی ہے طرفِ خانۂ خمار گھٹا

اے پریرو ہی تری کان کی بجلی بجلی
نظر آتے ہین تری گیسوئے خمدار گھٹا

ردی روشن ہے وہی ہوگئی گو زلف در آ
بڑھ گئی رات مگر دن نہین نہار گھٹا

کیا ہنسی کی جگہ ہوئی ہے جو رو دیتا ہون مین
بحر مین گل کو بھی گویا مینے شبنم کر دیا
جب خوشی آئی وہے دل مین اوسے غم کر دیا
کیا فراق یار کو واسطے مین طور انقلاب
لخت دل کو پھول اور اشکون کو شبنم کر دیا
سامنے آیا وہ گل جو جا کے رو تا دیکھ کے
نام کسکا لے لیا مجھپر آپ نے دم کر دیا
جب کوئی اپنا سر منا سامنے
ہے تو اضع کیا ہی بالکیفیت اپنی بزم مین
نرمی بخشش نے خوشامد کو بھی حاتم کر دیا
ہم تو ن سارے سخی مین لے سلیمان جہان

ماہ کنعان چاہ کنعان ابخجل ہے ہوا
چشمہ خورشید کو بھی تو نے شبنم کر دیا
رات گھٹی ہے تو بڑھتا ہے فروغ آفتاب
حسن رخ چمکا جو اوسکے زلف کو کم کر دیا
ہے دل نالان جو ہی مانند شانہ چاک چاک
مثل زلف اوسکے رخ یار برہم کر دیا

ہے بجا یہ دونون زلفونکو مقام ابرو کے پاس
غیر کو ہی مضحکہ مجکو جو ہی سودائے زلف
دیکھکر چوٹی کو ایڑی تک جو بل کھانے لگا
اوسکے گیسو ونکی عشق مین بار ہوان
زلف کا سودا جو ہے جنگل کی بو نکرتا ہون
یاسمن کے گالو نپر جا پڑے ونکی چارون سست ہین
ہوگیا زنجور تیری زلف پیچان دیکھکر
کوئی کیا موذی ہی تیری سامنے ای شہسوار

پیش ازین کعبے مین بھی تھا ایک جوڑا سانپ کا
مثل ضحاک اوسکی شانو نپین ہو جوڑا سانپ کا
سنگ پائی یار سے سر مینے توڑا سانپ کا
چاہیے میری دوا مین زہر تھوڑا سانپ کا
اژدہی کی ہے سواری اور گھوڑا سانپ کا
انکھین مین بھنور یکا جوڑا زلفین جوڑا سانپ کا
زہر کا چھالا بنا ہے ایک پھوڑا سانپ کا
زخم سم کیطرح قاتل ہے گھوڑا سانپ کا

بولے وہ کل دل کے میرے دل کو اپنی زلف مین
خوش ہوائے ناسخ پھپھولا ہمنے پھوڑا سانپ کا

ملکے مسی تہ دانتون کا بہت کم کر دیا
کیا سنہری اوسکی رنگت ہی کہ سونا گرد ہی
کوئی کیا جانے کھلاڑی کھیلتے ہو کیسی تم
زیست بی نظارہ یار سب ایکدم ممکن نہین
بار ہا اوس مہکش خود بین نے میرے سامنے
گردنِ ساقی کے آگے بارہا محفل مین رات
مے پرستو اپنے ساقی کے تصرف دیکھنا

کیا غضب تمنے کیا ہیریکو نیلم کر دیا
سامنے جب آ گیا دینار و درہم کر دیا
بارہا اس گنجفے کو تمنے برہم کر دیا
اوس پریرو کی بدن کو جان آدم کر دیا
آئینہ کو تو سکندر جام کو جم کر دیا
گردنِ مینائے مے کو شرم نے خم کر دیا
خیر کو رستم کیا ممسک کو حاتم کر دیا

ولہ

جسطرح باغمین بارش ہے یون ہین جنگلمین
نظر آتا نہین آتا نہین کچھ یہ ہوگئی ہے کور گھٹا

دم بجز دصو قیامت جو ہونا لان ہو نہین
پر یہ چپ رہتی نہین ہے بڑی منھ زور گھٹا

دھوئیدان ہال ہوا یان لن ہر داغ کو دجد
رقص کرتے ہین اگر دیکھتے ہین مور گھٹا

ناتوانی ہوئی دنرات کی غم کھانے سے
جس قدر بھوک بڑھی ادر مراز ور گھٹا

خم برسات مین اس درجہ ہوا جوش شراب
ہوگئی بادہ گلگون سے شرابور گھٹا

لازم اس سے کی سوارمین گھٹا ٹوپ بھی ہے
نہ بھگو دے ترے سکھپال کا سب تو ر گھٹا

ولہ

عالم بالا بھی تجھپر مُبتلا ہو جائیگا
رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہو جائیگا

دھوپ تو کیا چاندنی پڑجائیگی تجھپر اگر
گورا گورا جسم نازک سانولا ہو جائیگا

ذبح کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤگی
جو مرا جزو بدن ہے وہ گلا ہو جائیگا

تو لگائے گا جو قاتل سرمۂ دنبالہ دار
تیری شمشیر نگہ کو پرتلا ہو جائیگا

تو وہ یوسف ہے کہ تجھپر کیا بشر دیوانے ہین
گرگ دیکھے گا تو کتا باولا ہو جائیگا

راتدن غافل بہ دنسے ہی کیا کر نیکیان
کیا برا ہے اسمین کچھ تیرا بھلا ہو جائیگا

موتیون کا ہار کر دے کا پسینا آپ کا
یہ معطر موتیون کا پرتلا ہو جائیگا

ہے یون ہی ترک ہوا ہمکو اگر اے فلسفی
ثابت اپنے عالم دل مین خلا ہو جائیگا

گرمی رخسار سے بیمار ہوگی چشم یار
دھوپ کی شدت سے آہو کا ملا ہو جائیگا

زاہدا حاجت روا ہو جا کسی محتاج کا
کل نہ ہوگا کام ہوگا کام کرلے آج کا

جنکی ہمت ہے بلند اونکو تعجب نہین
پست فطرت جو کہ ہے قائل ہو کیا معراج کا

ایک یہ شق القمر کیا وہ صنم چاہے اگر
اوسکے گیسو کی لیے بنجائے شانہ عاج کا

کر رہا ہے انتظام ملکِ دل سلطان عشق
ہوگیا ہے حکم عقل و ہوش کے اخراج کا

تجھسے کیا نسبت کہ ہین خط شعاعی جابجا
صاف ہے خورشید مین نقشہ تری آماج کا

کوئی دم فرصت جسے ملجائے سمجھے مغتنم
رہگیا بس جسنے رکھا کام کل پر آج کا

ملک دریا رہگئے اکثر ہوئے دونون فنا
ایکسا عالم نظر آیا حباب و تاج کا

چشم تر سے عشق ابرو مین چلے آتے ہین اشک
قافلہ گویا سمندر مین رواں ہے حاج کا

دل تو ہے وحدت سرا داغ محبت ہے چراغ
چاہیے اسکو فتیلہ پنبۂ حلاج کا

رات کو ہوتی ہے جیسی ماہ کہنہ کی سحر
یون نظر آیا تری زلفونمین شانہ عاج کا

ملگیا ہے عشق کا آزار قسمت سے مجھے
ہون جو عیسیٰ بھی ارادہ ہو نہ استعلاج کا

اُسترے سے کردیے ابروے جانان کیا درست
مرتبہ حاصل ہوا حجام کو حجاج کا

تیرے دانتونکو جو دیکھا ہوگئے ہیرے سفید
زرد ہے کانِ ملاحت رنگ ہے پکھراج کا

بند کر راہِ قضا غافل یہ کیا کرتا ہے حکم
گرد خیمہ ہو طلایہ راست دان افواج کا

ناسخ اوس بحرِ لطافت کی جو ہین تمداح ہم
عالم اپنی طبع کا ہے قلزم مواج کا

صبح فرقت نے دکھایا روسیا را شام کا
آفتاب صبح کو سمجھا مین تارا شام کا

ایسے ظالم تیرے گیسو ہین کہ اونکی خوف سے	سایہ بھی مارسیہ بنکر گریزان ہوگیا

ولہ

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا	یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
کوئی مضمون ہوتا ہی طبیعت سے اگر پیدا	یہ ہوتی ہی خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
نہین تیرے لب و دندان خدا نے اپنی قدرت سے	کیے ہے کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا
کہان پرواز کی اے ہمصفیر دمنی گلشین	قفس مین بس بھڑ کنے کو ہوئی ہین بال و پر پیدا
نہ باطل خشک زاہد ہین نہ عاطل رند تردامن	خدا نے اپنی حکمت سے کیا ہی خشک و تر پیدا
زمرد کی انگوٹھی کب ہے انگشتِ حنائی مین	ہوا ہی اے پریرو شاخِ مرجان سے ثمر پیدا
نہ مارے ہول کے اب قبر مین بھی چین آئیگا	سُنا ہے خلق ہوگی حشر مین بار دگر پیدا
فراقِ یار مین وحشت سے اپنی گھر سے گیا مجکو	نکلجاؤن اگر ہو گنبدِ بیدر د کا در پیدا
فلک پر مہر و مہ کیطرح رہتا ہی دماغ انکا	کیا جن اغنیا فلون نے گردشون سے سیم و زر پیدا
کرو نمین اے جنون بے یار کب تک چال سیر ین	کہین ہو دامن شب سے گریبان سحر پیدا
بلا کے پیچھے پیچھے ہے دلا فضلِ الٰہی بھی	کہ جیسے تیغ ماہِ نو سے ہوتی ہی سپر پیدا
تو ایسا سرو سیم اندام ہی جو لوگ کہتے ہین	ہُوا ہے باغِ عالم مین یہ چاند یکا شجر پیدا
تبِ فرقت نے آگ ایسی لگائی ہیر تحاشا تر	عرق کے بدلے ہوتی ہین مسامون سے شرر پیدا
ملے ہین مجکو مضمون آپکی شیرین ادائی کے	عجب کیا ہے زمین شعر سے ہو نیشکر پیدا
خدا سے اِن تو نکو بھی یہی نسبت ہے زاہد	ضیائے شمس سے ہو جسطرح نورِ قمر پیدا

انسان کو انسان سے کینا نہین اچھا
جس سینے مین کینا ہو وہ سینا نہین اچھا

گرمی مین نکلتے ہو مہکتی ہین گلیان
کیون عطر سے ایجان پسینا نہین اچھا

ہے نقش ترا نام پریرو مرے دل پر
ہے نام تو اچھا یہ نگینا نہین اچھا

انکھین تو ملاتے ہو مگر دل نہین ملتا
ساغر تو بہت خوب ہی مینا نہین اچھا

کیا اگلا مہینا اجی ہو جاے ابھی وصل
شوال سے خالی کا مہینا نہین اچھا

انکھین ہی بلا لاتی ہین انسان پر اکثر
اندھے ہی یہان اچھے ہین بینا نہین اچھا

خون جگر اچھا کہ ہمیشہ سے ہے میسر
ساقی مے گلرنگ کا پینا نہین اچھا

رخسار طلائی نے نکالا ہی عبث خط
سونا ہے سو گندا اور یہ مینا نہین اچھا

آواز یہ آتی ہے لب اب بقا سے
مرنا ہی یہان خوب ہی جینا نہین اچھا

ہو نچا ہے کوئی اوج حقیقت کو کب اس سے
واعظ تیرے منبر کا یہ زینا نہین اچھا

ہو سیر جو منظور یہ دلا بحر جہان کی
جز کشتی درویش سفینا نہین اچھا

ہے بند بھلا کیا ترے رہنے کو کہ ناسخ
مکہ نہین اچھا کہ مدینا نہین اچھا

گھر مرا فرقت مین سونا ہو گیا
گنج مدفن کا نمونہ ہو گیا

قبر اگر پکی بنی مردے کو کیا
استخوان ہر ایک چونا ہو گیا

آگے تھی امید وصل اب بیم ہجر
غم ترے آنے سے دونا ہو گیا

ہے جو عاشق تیری ابرو پر ہلال
آگے تھا تیغ اب وہ اونا ہو گیا

مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا
عرش کی کرسی نشین کا جانشین پیدا ہوا

اوّل خیل ایمہ ثانی آل عبا
مقتداے اولین و آخرین پیدا ہوا

قائل قول سلونی عالم علم لدن
گنج اسرار الٰہی کا امین پیدا ہوا

میرے مولا کو امیر النحل ملتا تھا خطاب
خانۂ زنبور مین تب انگبین پیدا ہوا

حیدر کرار کی ہوتی تھی کنیت تراب
اسلیے روز ازل نقش زمین پیدا ہوا

کیا سلیمان اور کیا مہر سلیمان ہے جو
خاتم ختم نبوت کا نگین پیدا ہوا

کوئی اس دار العمل مین جز شفیع المذنبین
ابتدا سے آج تک ایسا نہین پیدا ہوا

کی ندا ہاتف نے اب کامل ہوا دین خدا
جبکہ یہ شیداے رب العالمین پیدا ہوا

جبہۂ داغ سجدہ ہی تخت شہی جائی نماز
بادشاہ کشور دنیا و دین پیدا ہوا

مومنونکو نعمتین فردوس کی کھلوائیگا
اسلیے وہ عاشق نان جوین پیدا ہوا

اہل دین محفوظ تا فوج شیاطین سے رہین
حیدر خیبر شکن حصن حصین پیدا ہوا

ہے رجب کی تیرھوین کہتا ہی بس ناسخ یہی
مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا

واعظا حسب مذہب تیرا جو مذہب ہو گیا
عیب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہو گیا

جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جس شب ہو گیا
بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہو گیا

وصف جو موزون کیے اوسکے سنہری رنگ کے
خود بخود ہر صفحۂ دیوان مذہب ہو گیا

ہے کتابون مین نمک کھائین بو کر کیون نہ ہم
بادۂ گلرنگ اے زاہد حلال اب ہو گیا

ولہ

جسنے موسیٰ کو بتائی ہے رہِ آبحیات	مژدہ اے خضر ہوا آج وہ رہبر پیدا
مولدِ احمد و حیدر مین ہوا فرق یہان	پیش از زمین و زمان ہوئے دونون برابر پیدا
نہ فلک اونکو سمجھتا کہ برابر ہے حیدرؑ	سات زینون کا کیا حق نے یہ منبر پیدا
عہدہ حیدر کی ملی مروحہ جنبانی کا	ہوئے جبریل کے اسواسطے شہپر پیدا
کیون نہ بشاش ہو محبوبِ خدا سے زیاد	کہ ہوا آج برابر کا برادر پیدا
ایک اون دونون کو کہتے ہین ہو صد مین ہم	نور واحد سے ہوئے دونون برابر پیدا
تھے نہ باطن مین جدا دونون مگر ظاہر مین	اوسکا بعد محمد ہوئے حیدر پیدا
کیا بھلا رجعتِ خورشید ہو دشوار اوسے	جسکے ہاتھون سے ہوا گنبدِ اخضر پیدا
اسد اللہ ہے خورشید تو ایسا خورشید	کیے ذرون کیطرح جسنے سب اختر پیدا
کشتیِ نوح کو طوفان مین جسنے تھا بنا	بحرِ وحدت مین ہوا ہے وہ شناور پیدا
نیک کم ہر مین بہت ایک ہی ہے ہب دوست	اور دشمن ہوئے حیدر کے بہتر پیدا
جس سے تابندہ خدا کا ہے جواہر خانہ	سنگ کعبہ سے ہوا آج وہ گوہر پیدا
کر دیا بحرِ کرم مین کرم خالق نے	کشتیِ عالمِ ایجاد کا لنگر پیدا
روز میلاد علیؑ کہتے تھے مشرق مین بشر	آج مغرب سے ہوا خسرِ خاور پیدا

نہین ممکن ہو کوئی مثل علیؑ بر ناسخ
گیارہ فرزند ہوے اسکے برابر پیدا

ہو مبارک قائم آلِ عبا پیدا ہوا	مہدیِ ہادیِ امام ماسوا پیدا ہوا

ڈرے ترا حسود تری تیغ آفتاب
پائینگے تیرے سائے مین آرام جن و انس

تیرا عدو نشانہ ہو تیر شہاب کا
سایہ ہے تو جناب رسالت مآب کا

ناسخ کتب خلاف کے منسوخ ہو گئے
اب جا بجا ہے ورد خدا کی کتاب کا

آج دنیا مین امام انس و جان پیدا ہوا
یعنی ابن عم شاہ مرسلان پیدا ہوا

روز میلاد علی کہتے ہین جن و انس و طیر
صاحب خاتم سلیمان زمان پیدا ہوا

دیکھکر حیدر کی سطوت کہتی تھی بنت اسد
کیا پسر پیدا ہوا شیر زیان پیدا ہوا

بعد محبوب الٰہی کی امامت تیس سال
بادشاہ ملک دین صاحب قران پیدا ہوا

پیشتر کعبہ ہی تھا قبلہ بھی تجکو کردیا
اے حرم تجھ مین جو فخر مرسلان پیدا ہوا

کین محمد سے وہ تقریرین کہ عیسیٰ دنگ تھا
پہلوے مادر سے جب وہ خوش بیان پیدا ہوا

طائر سدرہ بھی جسپر تھا برنگ فاختہ
گلشن عالم مین وہ سرو روان پیدا ہوا

ہے وجود مرتضیٰ سے زیست موجودات کی
پیکر کونین مین مانند جان پیدا ہوا

سارے عالم کو حلاوت زندگانی کی ملی
جبکہ وہ شیرین زبان شیرین دہان پیدا ہوا

جو علی کی بات ہے بیشک ہے قرآن و حدیث
یہ خدا و مصطفےٰ کا ہم زبان پیدا ہوا

سب سے اول ہے وجود مصطفےٰ و مرتضیٰ
پیشتر کعبہ سے سنگ آستان پیدا ہوا

کیا بیان ہو رفعت قصر جلال مرتضیٰ
عرش اعظم بھی برائے سائبان پیدا ہوا

ہاتف غیبی پکارا جب علی پیدا ہوے
آج یہ اللہ کا سر نہان پیدا ہوا

۳۳

آبجو میں وہ سہی قامت نہ اپنا عکس ڈال
شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جائے گا

سخت حیران ہوں جو بگڑونگا تو سنتے ہی نہیں
گرد ہونگا اور بھی وہ تندخو ہو جائے گا

پڑ گئی ہے خو شراب تند پینے کی اُدسے
اب تو آگے سے بھی دونا تندخو ہو جائے گا

دل مرا کہتا ہے صاف آئینہ کہتا ہی میں
پاک یہ قصہ تمہارے روبرو ہو جائے گا

ہیں وہ میکش لڑکھڑائینگے اگر مستی میں ہم
دستگیر اپنا وہیں دست سبو ہو جائے گا

کوزۂ مے واعظا خالی اگر ہو گا یہاں
تیری مسجد کے لیے ظرف وضو ہو جائے گا

عشق اگر خونخوار ہی تو ہی یہان بھی عشق حسن
غم نہیں کچھ اے جنون کار لہو ہو جائے گا

غم اگر مجکو یہیں ہے اُس بسنتی پوش کا
جسم تو کیا زرد سب میرا لہو ہو جائے گا

چاک اگر مجھ سوختہ کا ہی گریبان ناصحا
رشتہ ہاے شمع سوزان سے رفو ہو جائے گا

کیا ہوں مے ہجر ساقی میں کہ لگجاوےگی ڈاک
بس گلو میرا بھی شیشے کا گلو ہو جائے گا

گر پڑینگے لڑکھڑا کر نشہ میں ہو گی نماز
زاہدا اپنا چشمۂ خم سے وضو ہو جائے گا

چین سے سویا کرون تیری گلی میں حشر تک
خواب ہی میں میرے تربت پر جو تو جاوے گا

چھوڑ دیگا غیرت ملنا لڑانا آنکھہ کا
صلح پر راضی اگر وہ تندخو ہو جائے گا

کاکل پیچان جان کا اگر غم ہے یہی
سوکھکر مار سیہ مانند مو ہو جائے گا

دوڑتے ہیں اطفال سے کہنے کو ناسخ طفل اشک
شہرہ اب اپنے جنون کا کوبکو ہو جائے گا

مولد ہے آج اوس شہ عالی جناب کا
جو گیا رضوان پسر ہے ولایت مآب کا

ایسا گھلا ہُون کا کل پیچان کے عشق مین
ہر استخوان شانہ کا دندانہ ہو گیا

ہین میل سرمہ ساعد و بازو جو سوکھکر
ہاتھ اپنا تیرے گیسوؤنکا شانہ ہو گیا

زندان ہمارے رہنے کو کاشانہ ہو گیا
دشتِ جنون تمام جلوخانہ ہو گیا

ناسخ تمام رحبس تناسخ سی پاک ہر
وہ شمع ہو گیا تو یہ پروانہ ہو گیا

ناخن فکر سے نادان تو دل ریش ہی کیا
مفسدہ کچھ بھی نہین مصلحت اندیش کیا

جانتے ہے کوئی موجود بچانے والا
زہ ہی کیا قوس ہے کیا تیر ہی کیا کیش ہی کیا

کر سکیگا نہ خدا بھی جسے غافل سان
امر دشوار وہ ایسا تجھے درپیش ہی کیا

تو ہے نادان دلا اور خدا دانا ہے
ہے یہ تھوڑا بھی بہت ذکر کم و بیش ہی کیا

ہے دلا منتِ جراح و تدابیر عبث
مرہم مرحمتِ دوست ہے یہ ریش ہے کیا

سپرِ حفظ خدا تجکو بچائے گی دلا
غم نہین تیر جفا ہی بت کیش ہے کیا

عید قربان سے کری چار و نکو پہلے قربان
بز ہی کیا ناقہ ہے کیا گاؤ ہے کیا میش کیا

بھول تلخی بھی اگر یاد نہین شیرینی
نوش کا شکر نہین تو گلہ نیش ہے کیا

ولہ

آج مولد ہے جنابِ احمدِ مختار کا
خار زارِ دہر مین عالم ہوا گلزار کا

کسقدر ظاہر ہوئی ہین معجزاتِ بیّنات
منکرونکو حوصلہ باقی نہین انکار کا

خم نکرو سے کیون و رفش گاویانی کو علم
نقش صد و صد جو ہو اوسکے علم بردار کا

تیرے رہنے کو اے رفیع القدر	خیمۂ آسمان بلند ہوا
جب نہ تب تیرے طاق ابرو پر	نالہ جائے اذان بلند ہوا
نہ ملے گا کبھی شکار یقین	گو عقاب گمان بلند ہوا
بس سلیمان کا جنازہ بنا	کچھ جو تخت روان بلند ہوا
پست آواز مدح خوان کی ہوئی	نعرۂ نوحہ خوان بلند ہوا

ولہ

تو جو دم بھر نہ میرے پاس ہوا	جی مرا جینے سے اداس ہوا
اڑ چلا باغ سے ترے آگے	رنگ گل اسقدر اداس ہوا
رہگیا مین مسوس کر دل کو	کب میسر مجھے مساس ہوا

ولہ

زبس خیال ہے ذقن مین دم نکلنے کا	یہی سبب ہے مرے گھر سے کم نکلنے کا
زمین کوچۂ جانان قدم پکڑتی ہے	جو قصد کرتے ہین وحشت مین ہم نکلنے کا

ولہ

مین جو رونیکو غم ہجر مین گل بیٹھ گیا	اڑ اڑا گرد مین گردون کا محل بیٹھ گیا

ولہ

گھر اپنا جاد تون سہی جو برباد ہوگیا	انبوہ غم سے ملک دل آباد ہوگیا
سودائی ہوکے پھنس گئے زندان مین گرچہ ہم	دل تو ہر ایک قید سے آزاد ہوگیا

معشوق ہین ہے عاشق اللہ محمدؐ ‖ بندہ ہے علیؑ پر ہے خریدار خدا کا

محشر ہین کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو
یا احمدؐ و حیدرؑ ہون گنہگار خدا کا

تیری زلفونکا زمانہ مبتلا ہو جائیگا ‖ دیکھ لینا بال بال اوسکا بلا ہو جائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہے کہ تیرے سامنے ‖ گورا گورا چاند کا منہ سانولا ہو جائیگا
حسن وحشت خیز ایسا ہی تو کیسے آدمی ‖ اے پری ہر جن بھی کتنا باؤلا ہو جائیگا
آدمی کیا تو ہے گل ایسا کہ بلبل کیطرح ‖ عشق کا ہر جانور کو حوصلا ہو جائیگا
کوئی میرے چاک پیراہن جو کر دیگا رفو ‖ پنجۂ وحشت کو دم بھر مشغلا ہو جائیگا
طاق کسریٰ ہین تزلزل آگیا ہی ایک بار ‖ تربت کسریٰ ہین ابکی زلزلا ہو جائیگا

ولہ

کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سی ہو بات کا ‖ کھل گیا مسی سے رستا بند ہے ظلمات کا
باغ ہین سنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا ‖ یاد آیا مجکو اے گل لطف تیری بات کا
روتے روتے ہم ذرا ٹہری تھی بالائے زمین ‖ کہتے ہین سب قہر تھا یا زلزلہ برسات کا
فرقت محبوب ہین اندھیر سا اندھیر سے ‖ دن شب تاریک ہی پوچھو نہ عالم رات کا
گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون اپنی حال پر ‖ کوئی بھی ہوگا نہ دنیا ہین مری اوقات کا
ہڈیان میری سگ جانان کو پہونچا دی کوئی ‖ بعد مردن بھی ہی لازم بھیجنا سوغات کا

۲۹

چھکاؤن مین تجھے رند ونکو تو چھکا جائے
یہی ہے جام سے ہردم کلام شیشے کا

بہار آئی ہوا پھر ترا مین دست نگر
سبوے مے کو گیا یہ پیام شیشے کا

نہین نماز اگر زاہد تو پھر کیا ہے
یہ میکدے مین رکوع و قیام شیشے کا

نہین بعید کہ ہو سنگ حادثات سے چور
سپہر ہے مرے نظرون مین نام شیشے کا

یہ ہے اشارۂ اوج سپہر مینائی
ہر ایک شے سے ہے اعلی مقام شیشے کا

چھپائی میکشی بزم میں شیر نے عبث
بنا ہے جسم تمھارا تمام شیشے کا

شراب شب ہے اگر حشو اوس سے کیجیے دور
خیال آئے نہ کیون وقت شام شیشے کا

ہوئی یہ شیشے سے نفرت فراق ساقی مین
کہ ہے گلاب بھی مجکو حرام شیشے کا

ولہ

وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی سے یارانہ ہوا
شیر کا پنجہ براے موے سر شانہ ہوا

تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن
باغ مین ہر گل برنگ سبزۂ بیگانہ ہوا

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
شیشۂ مے کا وہین لبریز پیمانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع ہین سب انگلیان
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا

زلف جانان بن گئی ہر گور مین مار عذاب
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا

صورت اوسکی دیکھتا ہون سر در و دیوار سے
اندنون کاشانہ میرا صاف تبخانہ ہوا

رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
ہجر مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا

ولہ

اقرار حوت مین ہے اقرار خدا کا
انکار امانت مین ہی انکار خدا کا

۲۸۱

کب سے ناسخ کی جستجو ہے مجھے
آج وہ خانمان خراب ملا

تیرے پرتو نے کیا گنگا کو دریا نور کا
جسنے دیکھا لہر کو سمجھا وہ شعلہ طور کا

توڑتا ہے محتسب شیشہ مے انگور کا
توڑنا لازم ہے مجکو خم کے انگور کا

اوس پری رو کی کف پا مین ہے عالم نور کا
سنگ پا کیواسطے منگوائین پتھر طور کا

جسنے دیکھا تجکو عریان وہ بھی کہنے لگا
خوب آذر نے بنایا ہے صنم بلور کا

کشتی مے فرقت ساقی مین ایسے ہوگی تباہ
جوش سے خم مین نہین طوفان ہے تنور کا

فقر کے عالم مین بھی اپنی وہی ہے تمکنت
بھر کدیہ چاہیے کاسہ سر فغفور کا

حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
اپنے بندونکو خدا دیتا ہے لالچ حور کا

ہوگی طے راہ عدم کیون کہ مجکو ضعف ہے
اوسکے منہ تک ہاتھ لیجانا سفر ہے دور کا

بیٹھے کرلیتا ہون گل اپنی سیہ خانیکی شمع
تب کہین مضمون پاتا ہون شب دیجور کا

دیکھ او شیرین ذرا ہم عاشقونکی بیخودی
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے نیشاپور کا

موذیون پر قہر یارب لطف سے خالی نہین
کیا مزا دیتا ہے لٹنا خانہ زنبور کا

جلوہ فرما ہو یہین شاید کبھی وہ برق حسن
اپنے گھر مین ہم لگائین کوئی پتھر طور کا

سوزش اپنے داغ مین بھی بےرنگ آفتاب
چاہیے جراح مرہم صبح کے کافور کا

باغمین جو مے کشی منظور ہو اوس مست کو
دانۂ انگور شیشہ ہو مے انگور کا

غیر حق آئی نہین ہرگز زبان پر کوئی بات
ہے یہی اس دار فانی مین نشان منصور کا

٢٧

ہماری آنکھوں سے دریا اشک جاری ہے — خیال ہی تری بازو کی یار مچھلی کا
کباب کھاتے ہین مچھلی کے پر قیقو نمین — ہم اپنے دل سے کرین یار خار مچھلی کا
نظر پڑا دل بیتاب جب مرا پر داغ — ہوا گمان اوسے فلس دار مچھلی کا
بتاؤ ماتھے پہ تمکو قسم ہے گنگا کی — کدھر وہ کھیل ہے ہین سکار مچھلی کا
لگائے کانٹے مین ٹکڑا کوئی مری لکا — جو چارا چاہیے اے گلعذار مچھلی کا
تو اپنے بالے کی مچھلی نہ زلف مین اٹکا — شکار شب کو نکر زنہار مچھلی کا
تمہاری ست حنائی کی ایسی مچھلی ہے — کہ جی ہوا ہے صنم اوسپر نثار مچھلی کا
چھٹے گی کان کی مچھلی نہ زلف جاناں سے — یہ ہے محال کہ جی چھوڑے مار مچھلی کا
برشتہ آتش خورشید مین ہو حوت فلک — کباب کھائے جو وہ بادہ خوار مچھلی کا

ولہ

گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا — ہر کلی پر بھی ہے پھاہا مرہم زنگار کا
اپنے سر کو اندنون سودا ہے زلف یار کا — مار پیچاں بن گیا جو پیچ تھا تلوار کا
ہے جھپکنا مشکل اپنے دیدہ بیدار کا — چہرے پر نقشہ ہے تیرے روزن دیوار کا
نکلے گیا ارمان اوس محبوب کی دیدار کا — بخت سے ہے خوابیدہ اپنی دیدہ بیدار کا
ہے تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا — دل نہین گویا بغل مین میان ہے تلوار کا
ہو گیا ہون فرقت جاناں مین ایسا ناتوان — توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤں کے تار کا
اب کی جاڑے یون بسر کرتا ہون کوئے یار مین — خاک کا بستر ہے کمل سایہ دیوار کا

ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل | پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا
کیا ہی دم باز ہے وہ دشمن جانی ظالم | قتل آج آتے ہی جو بدمذہب مرے تیور سمجھا
ہنسکے بولا کہ ہے کچھ کام ابھی آتا ہون | اور اپنے دل بیتاب کو دم بھر سمجھا
رات دن ہم مرے کاشانۂ دلمین تو مقیم | ہو گیا جاگ جو سینہ مین ترا در سمجھا
لال جوڑا جو ہین برسات مین تو نے پہنا | تجکو خورشید فلک کے مین برابر سمجھا
دل مرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی | شیشۂ مے کو شب ہجر مین پتھر سمجھا
کوئی عاشق کے برابر نہین دنیا مین حریص | عمر بھر وصل مین گذری ہے پہ دم بھر سمجھا
فصل گل پر نہین موقوف مری بادہ کشی | پنبۂ شیشۂ مے کو مین گل تر سمجھا
دل نے جس راہ لگایا مین اوسی راہ چلا | وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا
پڑ گیا عکس زر گل جو تن عریان پر | تجکو مین پہنے ہوئے خلعت پرزر سمجھا
کیا ترقی ہے نہ لا پیر مغان کی دولت | جوش مستی مین خم مے کو مین ساغر سمجھا
سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا | طائر روح روان کو مین سمندر سمجھا
موج عنبر تری ہر بال کو کہتا ہون صنم | شانۂ زلف معنبر کو مین عنبر سمجھا
جان شیرین جو گئی یاد لب شیرین مین | چونٹیون نے بھی مری خاک کو شکر سمجھا

زیست بھر شوق خط یار رہا ای ناسخ
جب تلک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

تو جو آیا باغ وقف پایمالی ہو گیا | ہر گل تر صورت گلہائے قالی ہو گیا

ولہ

ہماری

[illegible] کہان سے شور بے کسی [illegible]
[illegible] جنون عہدِ جوانی ہوگیا
[illegible] ترانی ہوگیا
حسن مین سبقت لے گیا [illegible] وہ ثانی ہوگیا
تھا جو اول [illegible] ناسخ کا دیوان [illegible]
[illegible] ساغر [illegible] شرابِ ارغوانی ہوگیا

ولہ

[illegible] پیامِ وصال آیا ہو تھا
[illegible] صحبت [illegible] آیا ہو تھا
[illegible] جمال آیا ہو تھا
[illegible] آب [illegible] کہان [illegible]
پھر وہ رعنا غزال آیا ہو تھا

پھر وہی ہے زورِ وحشت پھر وہی جوشِ جنون
فصل آنے ہی کیا ناسخ توانا ہوگیا

ہے مکان گورِ تنگ سونے کا
کیا کرون گا پلنگ سونے کا

جو تنگ تجھمین ہے کہان ادہین
کیون نہ پھیکا ہو رنگ سونے کا

یاد آتا ہے ہجر مین وہ مزا
بر مین لے لے کے تنگ سونے کا

وصل کی رات ہے نہ چاہیے جنگ
وقت ہے خانہ جنگ سونے کا

میری لیلی کو یان اگر لے آئے
باندھون ناقہ مین زنگ سونے کا

تم جو چھپر کھٹ مین ہم جنازے پر
کیا نکالا ہے ڈھنگ سونے کا

محو تیری سنہری رنگت کے
کبھی دیکھین نہ رنگ سونے کا

ہر گران زر کے سامنے ہے سبک
کیا ہو ہموزن سنگ سونے کا

ہجر مین ہر شعاعِ شمس مجھے
ہوگیا ہے خدنگ سونے کا

خواب مین شائد آلے وہ ناسخ
قصد کر بے درنگ سونے کا

جب سے شغلِ خون فشانی ہوگیا
پردۂ چشم ارغوانی ہوگیا

روے ہم یادِ لبِ جان بخش مین
اشکِ آبِ زندگانی ہوگیا

ہجر مین بے رنگ کیفیت ہے بزم
بادۂ گلرنگ پانی ہوگیا

ہم جو باقی تھے سو باقی رہ گئے
تھا جو فانی دم مین فانی ہوگیا

ولہ

[illegible]

مرا مکتوب گویا قاصد امثل زبان ہوگا | ہر اک مضمون مین عالم ہی پیغام زبانی کا
رسائی غیر نے پائی کوئی قصہ برپا ہو | مری نیند اوڑ گئی شوق انکو ہی جیسے کہانی کا

بڑا اکال ہے ناسخ غم عالم فراہم کر
ارادہ ہی اگر اے چرخ اوسکی میہمانی کا

دیدۂ دل جب سے او فرہاد یک بین ہو گیا | ہمنے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہو گیا
پھول جھڑتے ہین تری منھ سے جو ای رنگین بیان | نکتہ چین آیا تری محفل مین گلچین ہو گیا
ساقیا ساغر نہ کیون بنجاے مثل آفتاب | نور مے سے خوشۂ انگور پروین ہو گیا
رنگِ گل ایسا اڑا اوس شوخ گل کی سامنے | دامنِ بادِ صبا گلشن مین رنگین ہو گیا
جلوہ گر ہوتا نہین گھونگھٹ سے اب وہ شہسوار | بے چراغ ان روزن اسکا خانۂ زین ہو گیا
میرے دل دینے سے ہی حسن کا اوسکو غرور | ہاتھ آیا جسکے آئینہ وہ خودبین ہو گیا
خانۂ برباد مین بھی ہی اپنی آسائش وہی | اینٹ بستر ہو گئی ہی ہاتھ بالین ہو گیا
کیا ہی تاثیر حلاوت ہی لب جانبخش کی | حرف منھ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہو گیا
ساقِ سیمین کی محبت ہی بہار دم کی ساتھ | اے پری تار نفس بھی تار سیمین ہو گیا
اوس پری کی قاصدونکو ہمنے زر ایسا دیا | آدمی کیا ہر کبوتر مرغ زرین ہو گیا
جوشِ سودا نے بچایا لشکرِ غم سے مجھے | گردِ سنگِ کودکان سے قلعہ سنگین ہو گیا
باغبان آیا نہین گلگشت کو وہ شوخِ گل | تنکے اب چننے لگا دیوانہ گلچین ہو گیا
ایسے کاہیدہ ہوئی محبوب تیرے رشک سے | گیسوے مشکین جو تھا اب خال مشکین ہو گیا

ولہ

کیا کوئی جاندار اوس قاتل سے جانبر ہو بھلا	اُکٹ گیا تیغ نگہ سی قافیہ چو رنگ کا

اپنی خلوت میں بھی وہ ننگا کبھی ہوتا نہیں
خوف سے چشم خیال ناسخ بے ننگ کا

اوڑا کے ساتھ یہ مشتِ غبار لیتا جا	مجھے رکاب میں او شہسوار لیتا جا
چلا عدم سے میں جبراً تو بول اوٹھی تقدیر	بلا میں پڑنے کو کچھ اختیار لیتا جا
شگفتہ غنچۂ امید باغ کر سلے گل	خزان میں ساتھ نسیم بہار لیتا جا
ہوا آج تو سر شوریدہ زینت فتراک	ہمارے دوش سے صیاد بار لیتا جا
صراحی کہتی ہے مجھسے کہ مغتنم ہے وہ	پیالی متصل اے بادہ خوار لیتا جا
ولا نہیں یہ خرابات جلے کیفیت	برائے بادہ کو شر خمار لیتا جا
جگر کے ٹکڑے ہیں گل لالہ ہے دل داغ	مرے چمن سے کچھ اے گلعذار لیتا جا

ولہ

وہ رو سے کتابی تو ہے قران ہمارا	کہتے ہیں جسے عشق ہے ایمان ہمارا
ہاتھوں کی شکایت ہی ہمیں وحشت جنون میں	پانو نہیں اوجھتا ہے گریبان ہمارا
ہر صبح دکھاتا ہی ہمیں جلوہ پری کا	بالائے ہوا دار سلیمان ہمارا
ہیں مردم غدیدہ کی دانتوں کیطرح بند	مثل دہن تنگ سے ہے زندان ہمارا
ہم خانۂ خرابوں سے ملے کیا کوئی اگر	دروازۂ افتادہ ہے دربان ہمارا
رہتا ہے ہمیں دھیان تمہارا ہی ہمیشہ	تمکو نہیں آتا ہے کبھی دھیان ہمارا

سر پر ایسا ہے سوز داغ جنون | شعلہ ہر پر ہے میرے بالین کا

کیا نری کفش پا مین ہے خوشبو | شبہہ ہے ناف آہوِ چین کا

جب غربت مین ہون مین خانہ بدوش | صاف عالم ہے خانۂ زین کا

مزرع جسم خ مین نہین برکت | کب سے ہے ایک خوشہ پروین کا

کودک سنگ زن نہین تو نہ ہو | سر کو کافی ہے سنگ بالین کا

ہو گئے تار سیم بال تمام | نہ کیا دھیان ساق سیمین کا

یاد آیا مجھے وہ مصحف رو | نزع مین وقت ہے جو یاسین کا

ہون مین اک شیر نیستان سخن | خوف کیا مجھکو شیر قالین کا

میرے اشعار ایسے ہین چیدہ | کہ نہین دخل یان سخن چین کا

خبر مرگ غیر ہے خط مین | یہی مضمون ہے میرے تسکین کا

طبع رنگین سے ہے کافی اے ناسخ
شوق کب ہے لباس رنگین کا

رہا ہون تجھسے مین ایماہ ایکسال جدا | نہ ایکدم تو بھلا گال سے ہو گال جدا

بند رہا رہے کمر یار کا خیال دلا | نہ مثل دُرِ نجف ہو کبھی یہ بال جدا

بجائے نقش قدم کرتے ہین سر عشاق | برنگ تیغ ہے دنیا سے تیری چال جدا

ہمارے دل کو ہوئی زلف یار جز و بدن | فسونکی طرح نہو گا کبھی یہ جال جدا

مرے جگر سے بھی ہونگی نہ محو داغ جنون | نہ روے یار سے جسطرح ہون گے خال جدا

غم افلاس کہان دل سے ہے تونگر اپنا
زرد چہرہ نہین فانوس ہے [illegible] اپنا

ہو جھنے کی نہین طوفان بلا کو حاجت
جانتا ہے مری دیرانہ وہ گھر اپنا

ہے کبھی کوچہ جانا نہین رہ نہین کبھی
طائر روح ہے گردان کبوتر اپنا

خاک پر لوٹتے ہین فرقت محبوب مین ہم
چاندنی ہے شب مہتاب مین بستر اپنا

لوگ سمجھے ہین غلط نیر تابان اوسکو
ہمنے وحشت مین اوچھالا ہی یہ افسر اپنا

اپنے طالع مین ہے ای رشک قمر پامالی
ہے ستارا تری پاپوش کا اختر اپنا

اشک حسرت کے سوا بادۂ گلرنگ سے کہے
مشل زاہد کبھی دامن نہوا تر اپنا

اتنی مدت سے ہو نہین وادی وحشت مین خراب
گھر وطن جاؤن تو پاؤن نہ کبھی گھر اپنا

پھول دیتا ہے اگر جوہر شمشیر کسیس
چھپ گیا تیرگی بخت دو جوہر اپنا

ساقیا شیشۂ گردون ہوا بھی جھکتا جو
پھینک مارین ہم اگر مستی مین ساغر اپنا

ذکر پرواز تو کیا تنگ ہے ایسا یہ چمن
جھاڑ بھی سکتے نہین ہم کبھی شہپر اپنا

دھیان اوس کوچے کا ناسخ جو ہے مانند حسن
گھر مین ہم رہتے ہین اور ڈھونڈھتے ہین گھر اپنا

کہان وطن سے ہو نہین خانمان خراب جدا
ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جدا

ہوا ہے آج جو وہ رشک ماہتاب جدا
بدن کو جان سے کرتا ہے اضطراب جدا

ہوا نہ پیری مین بھی ساغر شراب جدا
یہ وہ ہے صبح نہو جس سے آفتاب جدا

نہین ہے غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی
گرنہ ہاتھ سے ہو ساغر شراب جدا

رنج صحراے جنون ایسے گوارا ہو گئے
شکوہ تلوون کا نہین مانند ماہی خار کا

شیشۂ مے توڑ ہین آج محفل مین بہت
تونے دل توڑا ہی کیا ساقی کسی میخوار کا

تیرے سر پر جسطرح ہے ابر کا سایہ مدام
میرے سر پر ہو یونہین سایہ تری دیوار کا

نطق ہوگا بند از زاہد نہ میخوار سے بحث
بے صدا ہو جائیگا گنبد تری دستار کا

گوشۂ خاطر مین دی اس غنچۂ دل کو جگہ
گل کو تو نے جسطرح بوسہ دیا دستار کا

ایک کونا کل ملیگا رہنے کو زیر زمین
سایہ ہے آج آسمان پر گو تری دیوار کا

اسقدر کافر بتون کا مینے نظارہ کیا
طور سے آتا نظر ہین رشتۂ زنار کا

میرے زخمونکو اڑ ٹانکے لگانے ہین تجھے
بھولے لا جراح ڈورا یار کی تلوار کا

کیا عجب سایہ ہمیشہ اگر معدوم تھا
دیکھ لو سایہ کہان ہی میرے جسم زار کا

تیر بھی مجبور نہین وہ پھیکتا اتنے لیے
جانتا ہے بوسہ لے یون گا لب سوفار کا

وصف اک مطرب پسر کے لکھتے ہین ناسخ جو ہم
اب قلم پر ہے گمان منقار موسیقار کا

ثنائے ابروے خمدار ہے بیان اپنا
سوائے تیغ نہین کوئی ہمزبان اپنا

یہ شوق بعد فنا ہے کہ بے اعانت غیر
اوسی گلی کو جنازہ ہوا روان اپنا

ہے اب جہان سے جدا اندنون جہان اپنا
زمین سے ہے کہین پست آسمان اپنا

اسیر ہم جو قفس مین ہین تو ہمارے عوض
ہوائے باغ مین اڑتا ہے آشیان اپنا

برنگ پنجۂ خورشید نقش پا ہے ترا
بلند بام فلک سے ہے آستان اپنا

ہون وہ معجز کہ اگر بیضۂ فولاد بھی ہو
کردون اعجاز سے مین طایر مضمون پیدا

آج کل سے مین نواسنج نہین لے قمری
سرو کیطرح خدانے کیا موزون پیدا

سرنوشت اپنی یہ اولٹی ہے ازل سے کہ ہوے
کاسۂ سر کیطرح بخت بھی واژون پیدا

اے پری میرے تصور کی نہین مجکو خبر
پردۂ قاف مین پنہان ہو تو کر دون پیدا

نہ ہمارے دل بیتاب کو زلفون سے نکال
پارے سے ہوتی نہین گیسو ونہین مجنون پیدا

کر لیا پریون کو تسخیر سنا کر اشعار
مثل ناسخ نہین اب صاحب افسون پیدا

ہے کیا ہی اثر خوبی ابرو کی بیان کا
تلوار سے کم کاٹ نہین میری زبان کا

اوس جانِ نہ کی تکری کی تصویر بھی ہین ٹکڑے
کیڑا ہے مقرر مرے کرتے مین کتان کا

پر کیون نہ ہو حسرت سے مرا دامن خالی
گل کیا کوئی کاشانہ ملا باغ جہان کا

گو فصل بہار آئی نہ آیا تو مین وہ گل
جھونکا کوئی چلتا ہے ابھی باد خزان کا

اے صید فگن جان چلی تیر کے مانند
میرے بدن زار مین ہر طور کمان کا

شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے
جھوٹا ہی مرے منھ مین لعاب اوسکو دہان کا

محروم جو رکھنا اوسے منظور ہے میرا
کہتا ہے ظرافت سے کہ ہی بوسہ دہان کا

ظاہر کی اطبا تو سمجھین گے مگر ہان
عیسیٰ سے مداوا ہو مرے درد نہان کا

لشکر کی صفین ہون گی جنازے کی نماز ہی
اک روز نہین نام و نشان نام و نشان کا

ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شب وصل
ہے صور کی آواز مجھے شور اذان کا

وله

وله

وله

۱۸

دیوان ناسخ جلد دوم

ہے عضو عضو محو تجلی یار کا	میرا غبار جسم جو تھا نور ہوگیا
ساقی ٹپک پڑا ہے لہو ہجر یار میں	منہ شیشۂ شراب کا ناسور ہوگیا
دل دیکھے آگیا ترے قابو میں اے صنم	میں اپنے اختیار سے مجبور ہوگیا

ناسخ ہے اس جہان کا دار غرور نام
معذور ہے اگر کوئی مغرور ہوگیا

ہر پھول تیرے رشک سے جب آب ہوگیا	صحن چمن بھی نظروں میں تالاب ہوگیا
تیرے حضور زہرہ و ماہ آب ہوگیا	شب چاندنی میں عالم سیماب ہوگیا
پگھلے جو تجکو دیکھکے دل کچھ عجب نہیں	آئینہ ہاتھ میں قدح آب ہوگیا
پھاڑا جو اونے دست حنائی سے خط مرا	ہر پرزہ برگ لالۂ شاداب ہوگیا
آنا ترا وہ راتوں کا یاد آگیا جو ہائے	مہتاب کو میں دیکھ کے بیتاب ہوگیا
غمنامہ میرا آج کبوتر جو لیچلا	تاثیر ہجر دیکھیو سرخاب ہوگیا
چادر کے بدلے چاندنی اسکی جو ڈالدی	میری لحد میں جلوۂ مہتاب ہوگیا
انسان دوچار ہوکے نکیونکر ہو بیقرار	آئینہ تجکو دیکھ کے سیماب ہوگیا
بھاگے جو سامنے سے ستارے شب فراق	مجکو گمان کرمک شب تاب ہوگیا

مضمون جو اپنے رونے کا میں نے رقم کیا
ناسخ دہن دوات کا گرداب ہوگیا

جب میان یار کا مضمون رقم ہوجائے گا	خط مسطر جادۂ راہ عدم ہوجائے گا

یون مجھے اپ سے اب کرتی ہے تقدیر جدا
جسطرح جنگ مین ہو قبضہ سے شمشیر جدا

مس کی زر ہونیسے بہتر ہے کمال انسان
خاکساری ہے جدا اور ہے اکسیر جدا

جاے دندان لب سوفار ہوے اے قاتل
دہن زخم سے ہوگا نہ ترا تیر جدا

مرض عشق مین بیٹھ اپنی یہ بستر سے لگی
نہ کبھی صفحہ سے جیس شکل ہو تصویر جدا

ایجنون پانون ہین جبتک یہ تمنا ہے مجھے
کبھی مانند رگون کے نہو زنجیر جدا

چھوڑون کیا پیر ہین شیرین ہونکی صحبت
نہین ممکن کہ ہون ملکر شکر و شیر جدا

کہتے ہین دیکھکے زلف اوسکی رخ تابان پر
کبھی ہوتا نہین اس شمع سے گلگیر جدا

جب جدائی کی مضامین مجھے سوجھے ہین
حرف سے حرف ہوا ہے دم تحریر جدا

کیون نہو جلوہ خورشید سے سایہ کا وجود
کیا ترے چہرے سے ہو زلف گرہگیر جدا

مجھ گرفتار جدائی کی جو پانون مین پڑے
ہو جنون حلقے سے ہر حلقۂ زنجیر جدا

مینے جو درد جدائی سے کیے مین نالے
کبھی تن سے مرا سر ہے بے تعزیر جدا

تیغ آہن سے سوا ہے برش تیغ زبان
حق کو باطل سے کرگئی تری تقریر جدا

آشنا ستمدا اس درجہ کہان ہوتے ہین
آپ دلگیر ہے ناسخ جو ہے دلگیر جدا

ذکر کیا اوس مہ کے آگے زہرہ برجیس کا
ہے سلیمان وہ پری رتبہ ہے کیا بلقیس کا

بائین دیتے ہین دونون غمزہ ابرو ماہ نو
ایک چاند ادنیٰ ہر ایک پوراتیس کا

یاس مجکو قتل کرتی ہے جلاتی ہے امید
معجزہ تازہ کیا ہے عشق نے جرجیس کا

گم ہوا خطِ شعاعی سے فروغِ آفتاب
کچھ نہیں غم گر خطِ رخسارِ جاناں بڑھ گیا

تھا مجھے جب جوشِ وحشت ننگ آتا تھا نظر
گھٹ گئی جو طاقتِ پا کیا بیاباں بڑھ گیا

پیری آئی کودکی سے ہے مگر غفلت وہی
کیا ہمارا ہائے یہ خوابِ پریشاں بڑھ گیا

بال اپنے جن دواؤں سے بڑھائے یار نے
کیا اونہیں سے گیسوئے شبہائے ہجراں بڑھ گیا

اب تو شاید یار کی جوروں کا ہو جائے حساب
ہجر کا دن روزِ محشر سے دو چنداں بڑھ گیا

جسطرح خورشید سے بڑھ جائے ٹکڑا ابر کا
تجھسے آگے بس یونہیں تختِ سلیماں بڑھ گیا

پیرہن پھینکے ہیں میں نے بیشتر کر کے چاک
اِس سبب سے اے جنوں صحرا کا داماں بڑھ گیا

خط سے دونی ہو گئی اوسکے دہن کی آب و تاب
خضر کے فیضِ قدم سے آبِ حیواں بڑھ گیا

دامنِ صحرا ہی محشر تک ہے اے دستِ جنوں
رفتہ رفتہ کیا مرا چاکِ گریباں بڑھ گیا

بوستانِ خوش خرامی میں نسیمِ گل سے ہے
سو چمن آگے مرا سروِ چراغاں بڑھ گیا

اور مردوں کی کفن کا ٹو نہیں اولجھے رہ گئے
آگے صحرائے عدم سے بھی میں عریاں بڑھ گیا

نقدِ آمرزش فقط کیا دو مجھے کچھ اور بھی
تم ہوئی جو مشتری یاں نرخِ عصیاں بڑھ گیا

تو جو دریا میں لگا دھونے حنائی اپنے پاؤں
پھر پابوس اے پری دستِ مرجاں بڑھ گیا

اشتیاقِ نامۂ جاں کے جو مضمون سے لکھے
نامۂ اعمال سے ناسخ کا دیواں بڑھ گیا

موج زن ایسے ہیں یاں دیدۂ تر میں دریا
پانی سے پتلے ہوئے اپنی نظر میں دریا

پھرتے ہیں روتے ہوئے وادیِ غربت میں ہم
جسطرح رہتے ہیں دن رات سفر میں دریا

ولہ

ادسنے جو پوچھا پسینا روی عالمتاب کا
گر سکین اغیار کو کیونکر خون مجھ بیتاب کا
ذکر کیا ہے ہجر ساقی مین شراب ناب کا
عشق گیسو مین یہ عالم ہے دل بیتاب کا
ہوے لیتی ہے ترے بالے کی مچھلی اے صنم
کیا مرے دل کیطرح شیشہ بھی پر خون ہو گیا
نسبت انگل کیا ہے تیری چشم خواب آلود سے
کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ
کر لبفا نخت چتے ہین کرتے ہین وہ جوش و خروش
پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے اندنون
ہے صفا حاصل تو بینائی بھی ہے اہل نظر
سینے اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین

بن گیا رو ہال کونا چادر مہتاب کا
ہر کسی سے کشتہ ہو سکتا ہے کب سیماب کا
جبکہ اپنے خلق سے اوترے نہ قطرہ آب کا
نالہ بیجان ہو ہے اک سانپ ہے سیماب کا
ہے ہمارے دل مین عالم ماہی بے آب کا
ہے مے گلگون نہین ساقی مزا خون ناب کا
طور نرگس مین ہے میرے دیدہ بیخواب کا
ہے یقین خورشید پر بھی کرمک شبتاب کا
نوٹ ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا
سبکو میرے چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا
صاف ہوکر آئینہ محتاج ہے سیماب کا
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا

پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین
ہے گڑھا دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا

ہو گیا اندھیر جب پنہان وہ مہ رو ہو گیا
ہونٹھ اوس میکش کے ایسے برگ گل مین ساقیا
چشم ساقی جام ہے بینی ہے مینای شراب
اب تو باہر آ کہ ہم کب سے کھڑے ہین منتظر

شمع کا شعلہ پہ اور بھاگا کہ جگنو ہو گیا
ساغر گل سے زیادہ جام خوشبو ہو گیا
میکدے کا طاق گویا طاق ابرو ہو گیا
پیکر اپنا ترے دروازے کا بازو ہو گیا

بخدا طلعہ فردوس بھی میں گذرا	دب بچے بہر کفن پیرہن اوترا
دوپہر سے ترے کوچے میں ہم اگر بیٹھے	ہو گئی شام نہ دیوار سے سایہ اوترا
اشک حسرت یہ بھی وقت وداع جانان	کردے گھور سے جو نکلا چڑھی گنگا اوترا
خم کے خم صحبت ساقی میں چڑھا جاتے تھے	ہجر مین حلق سے یا ایک نہ قطرہ اوترا
یون فلک سی کبھی اوترے یہ شہاب ثاقب	جسطرح بام سے اپنے وہ بھبھوکا اوترا
سمجھے سب ابر کے نارے سے یہ نکلا خورشید	یان جو داغ سر شوریدہ سے پھاہا اوترا
چشم زاہد میں ہون گو خوار گنا ہون سے مگر	مغفرت کا تو مری شان مین آیا اوترا
کسی حالت میں مجھے ہوش سے کچھ کام نہین	چڑھ گئے ابخرے سودے کے جو نشا اوترا
بار دامن سے اوتر جائے نہ کیون کہی گر	آئینہ کا یہ ہوا بوجھ کہ شانہ اوترا

نہین چڑھتا ہون کسی کی جو نظر پر ناسخ
یار کی نظرون سے افسوس مین ایسا اوترا

محو خط عارض محبوب کا	منتظر رہنے لگا مکتوب کا
ترک کر اسے دل کسی اسلوب سے	عشق اوس محبوب خوش اسلوب کا
ملگئے نو خط ہزارون خاک مین	جابجا ہو کیون نہ سبزہ دوب کا
کیا کسی کو دیکھے عاشق غیر دوست	یہ سبب تھا کوری یعقوب کا

کوئی ناسخ کو نہ دیوانہ کہو
معتقد ہون مین اوسی مجذوب کا

ولہ

[illegible] بھی دکھلائے بدن اپنا [illegible]

[illegible] سر کا وہ پیرہن اپنا

[illegible] غربت ناسخ [illegible] وہ چھوڑ کر وطن اپنا

ولہ

[illegible] کہان ہم

[illegible] روان ہم

۱۲

رات ہولی کی جو آئی تو لہو رو رو کر	راہ جانان سے عجب ڈھنگ مین مین آیا
عشق ہوتا ہے سینو نکو نظر بازون سے	دی بشارت وہین یوسف جو یعقوب آیا

دور سے جنگ جو آتے ہوئے دیکھا ناسخ
سالک دشت جنون بولکے وہ مجذوب آیا

اس ادا سے چلے جو یار اپنا	نقش پا کیون نہو مزار اپنا
آپ مین آئین جائین یار کے پاس	کب سے ہے مجکو انتظار اپنا
ہے مقلب قلوب کا جو خدا	کیا ہو دل پہ اختیار اپنا
بیخودی مین یہ کون یاد آیا	خود بخود دل ہے بیقرار اپنا
یاسمین دھوپ سے ہوئی گلسرخ	دیکھو آئینے مین عذار اپنا
ساتھ صحرا مین بھی ملے اغیار	ہاے جاتا رہا شکار اپنا
آگے آگے ہوئی ہے روح روان	پیچھے پیچھے چلا غبار اپنا
ہے جو اوس چاند کی جلو مین روان	چاندنی ہو گیا غبار اپنا

بعد مرنے کے آج اے ناسخ
عزم ہے سوے کوئی یار اپنا

دیجیے اوترا پیرہن اپنا	ماہِ کنعان کرے کفن اپنا
دشت غربت مین دیکھکر تجکو	آج بھولا مجھے وطن اپنا
لب من رخ حلب نہین زلفین	آپ نے کیا کیا ختن اپنا

ولہ

[illegible]

فصل گل مین قصد کیا کرتا ہے میری وطبیب	جوش سودا اور ہوگا گر لہو کم ہو گیا
زخم چاک در سے جہانکا مین کیا قاتل نے بند	رشتۂ نظارہ گویا صوف مرہم ہوگیا
میری قسمت کا طبیبو استحالا دیکھنا	جب سرور آیا مری دلمین وہین غم ہوگیا
چھوڑ کر چہرے پہ زلفین معجزہ اوسنے کیا	ایک پل مین بڑھگئی رات اور دن کم ہوگیا
وصف ابرو بعد مژگان کے جو مین لکھنے لگا	تیر سا سیدھا قلم مثل کمان خم ہوگیا
پھول لانے کے نظر آتی ہین انگارے مجھے	باغ تھا جنت سو فرقت مین جہنم ہوگیا
نام کندہ اوس پریرو کا نگین دلمین ہے	جسکی چاہت مین سلیمان جھککے خاتم ہوگیا

کیون نہ دم توڑون کہ جسپر دم نکلتا ہے مرا
ناسخ ان روزون رقیبونکا وہ ہمدم ہوگیا

ولہ

قاصدی کا کام تجھسے اے صبا ہو جائیگا	یا یون ہین حسرت مین دم اپنا فنا ہو جائیگا

ولہ

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہوگیا	ابتو ساقی کی جدائی مین مراقل ہوگیا
بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے	جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہوگیا
اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے	ریشہ بھی اپنے قلم کا تار سنبل ہوگیا
تیری ایڑی سا اثر کا ہیکو رکھتا ہے سہیل	گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہوگیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل	آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہوگیا

ولہ

ولہ

جب نہایا مین تو آیا غسل میت کا خیال
قطع جب ہونے لگا کرتہ کفن یاد آگیا

[illegible]

غیر کو نامہ ہی سرنامہ مری نام کا ہے	مہربان زور یہ تم نے ستم ایجاد کیا
ضعف مین توٹ سکا جب نہ حباب دریا	ہم نے تجویز اوسے بیضۂ فولاد کیا
نکہتِ گل کی روش اے فلکِ ناہنجار	تہنے اوس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا
نامے غیرون کو دیئے رہگئے وحشت زدہ ہم	ہاے قاصد نہ کبھی تو نے ہمین شاد کیا

ایک دل دو کی رسائی ہے بھلا کیا ناسخ
خود فراموش ہوا مین جو اوسے یاد کیا

ولہ

قمری تو باغ مین وہ غیرتِ شمشاد آیا	بندۂ سرو ہو تم کرنے کو آزاد کیا

ولہ

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا	یاسمن کو دیکھکر اوسکا بدن یاد آگیا
آج مجکو دشتِ وحشت مین وطن یاد آگیا	بوے گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
گھر بناؤن خاک اے وحشت کدہ مین ناصحا	آئے جب فرہاد مجکو گورکن یاد آگیا
ہون وہ وحشی نسبت پھر بھولا رہا پوشاک کو	جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
سر سے پا تک اپنی شعلہ کیطرح تھرا گئے	شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد آگیا
تنگ جب مجھ پر ہوا آیام فرقت مین جہان	اے پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
وادیِ غربت مین جسدم ہو گیا جوشِ جنون	ہاے کیا مجکو وہ طفلِ برہمن یاد آگیا
توڑ ڈالا مینے جو پیمانۂ مے میکشو	میکشی مین ساقیِ پیمان شکن یاد آگیا

[illegible]

دُور دل سے کیجیے ابھی جلد ہی ابھی زہ ہے تا عشق
زخم یہ ناسور ہوگا گر کہن ہو جائے گا

مین وہ وحشی ہون کبھی سونگھا جو میرا استخوان
مارے وحشت کے سگِ جانان ہرن ہو جائیگا

گر کُنوین آکے آ کُڈو بین گی پریزادی صنم
دوسرا بیر العلم چاہِ ذقن ہو جائیگا

گرادٹھا کر شہر سے صحرا مین بٹھلاؤ گی تم
بس وہین مثلِ درخت اپنا وطن ہو جائیگا

حُسن کی زینت اگر چاہے کلام عشق سُن
گوہر گوش اے صنم اپنا سخن ہو جائیگا

کیون اجنبھا ہے تجھے ناسخ فراقِ یار کا
ایکدن نادان فراقِ روح و تن ہو جائیگا

مظہر وہ بت ہے نورِ خدا کے ظہور کا
نقشِ قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا

ساقی مے وصال مین عالم ہے نور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھیئے عالم ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا

ہین پانون تک جو بال مری سر کے اے جنون
جاڑے مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا

ابرو دکھاؤ یا کوئی تلوار سجدہ و
کچھ تو کرو علاج دل ناصبور کا

جھانکے کسی کوئین مین یوسف مرا اگر
شبہہ ہو عکس شعلۂ رخ سے تنور کا

ویران کیون پھرون نہ حسینون کے ذکر سے
قرآن مین بھی ذکر ہے غلمان و حور کا

کوثر کی موج کیون نہو اپنی نگاہِ پاک
یان چشم تر ہے جام شرابِ طہور کا

کرتا ہون رنج دوری جانان مین فکر شعر
مضمون کسطرح مجھے سوجھے نہ دور کا

اے شہسوار اگر نہ کیا کشتۂ نگاہ
پہونچا دے قبر مین تہ تیغ قصور کا

وله

وله

روئے گلرنگ اگر حوض مین ہون عکس فگن
دمبدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے

طور فوارے کا ہو رنگ کی پچکاری کا
باغ عالم مین ہے وقع ہی زرداری کا

خود بخود دوست کی دستی ہوئی جاتی ہے سیاہ
کیا لکھون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

اپنے نالون کا ابھی ظاہر اثر ہو جائیگا
شور سنکر اوس پری کا بند در ہو جائیگا

تیرے جلوے سے حسینوں کا ضرر ہو جائیگا
رو برو جب شمس اوسے گا قمر ہو جائیگا

مرچکا ہون پر ہوا آنا جو اوس صیاد کا
طائر روح رواں بے بال و پر ہو جائیگا

اوس پری کے کوچے مین لوٹین گے ہم دیوانہ دار
سایۂ دیوار کا ہمکو اثر ہو جائیگا

ہو گیا ہون روتے روتے کور لیکن ہجر یار
تار اشکون کا ابھی تار نظر ہو جائیگا

دوست میرے ہوتے ہین دشمن جدا ہونگے ساتھ
وہ شجر ہون برگ گرتے ہی تبر ہو جائیگا

بھیجین گے فردوس سے بھی نامہ ہم اوس حور کو
جو ملک ہو گا وہ مرغ نامہ بر ہو جائیگا

ساغر مے جلوہ گر ہے مثل قرص آفتاب
خشک اپنا زاہدا دامان تر ہو جائیگا

زخم دل میرا نہین جو ہو ہرگز التیام
ایک دن بند اوس پری کا چاک در ہو جائیگا

کب تلک نہال کا ہے یہ جنون ہمکو دماغ
ہے جو قسمت آہن زنجیر زر ہو جائیگا

گر ترقی چاہتا ہے حسن کی اے سیم تن
پی مے گلگون کہ اس سے سیم زر ہو جائیگا

وصل کی شب ہے نہ چلا آج تو اے مرغ دل
اوس پری کو شبہۂ مرغ سحر ہو جائیگا

تا بہ مسیحا پہونچ جاؤن تو بچ جاتی ہے جان
ساغر مے پیش تیغ غم سپر ہو جائیگا

فرقتِ ساقی مین ایسے بن گئے ہم پا بپا	محو خاطر سے خیالِ جام و مینا ہو گیا

ہے تصوّر مین جو محبوبِ الٰہی رات دن
کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینا ہو گیا

جب سے دل کو اضطراب ہوا	سارے عالم مین انقلاب ہوا
خاک سر پر ہے مہر و مہ پامال	اے فلک رفعِ انقلاب ہُوا
نامہ بر خط کے پرزے چُن لایا	یہی حاصل اوسے جواب ہُوا
روزِ تاریک پھر ہوا روشن	پھر ہر اک ذرّہ آفتاب ہُوا
ہجرِ جانان مین یہ غذا ہے مری	داغ نان مرغِ دل کباب ہُوا
کی حکومت جو مصر مین دو دن	یہ بھی یوسف کو ایک خواب ہوا
داغِ سوزان وہ ہے مرے سر پر	سنگ مانندِ برف آب ہُوا
چشمِ گریان سے جو لکھے مضمون	خط مرا پارۂ سحاب ہُوا
ساغرِ چشم ہو گیا پر خون	جب کہ خالی خُمِ شراب ہُوا
جب کہ مینے وطن سے کوچ کیا	گور مین میرا یا تراب ہُوا

جورِ اصحابِ فیل سے ناسخ
کعبۂ دل مرا خراب ہُوا

کوئی اوڑتا کسی طائر کا اگر پر پایا	ہو گیا مجکو یقین نامہ دلبر آیا
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا	طائرِ رنگ پریدہ بھی برابر آیا

ولہ

جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا

انقلاب دہر تب اوس سے ملا دیگا مجھے
پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گر جائین دانت
کیا کشادہ پھر رزق اپنا دہان ہو جائیگا

بلے کر موتی ہین تارے ہوئے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

تیرے ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم مثل کمان ہو جائیگا

گر یونہین ہین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اوس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

مالک ہے تو زمین گر ہی تو مغرور ہی کیا
ایکدن برگشتہ مجھسے آسمان ہو جائیگا

کیا ضرر مجکو جو وہ محبوب تیر انداز ہے
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

یارب مجھ جان طلب کو بھیجیگا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا

اسقدر ہے شوخ رنگت روئے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دہوان ہو جائیگا

انجمن مین پڑ گیا ہے آج اوس گل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گل عطردان ہو جائیگا

فکر کر ہو توقف تا ناسخ جی نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
مشغلہ آٹھ پہر ہے یہی تنہائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا

جام سائل کیطرح ہین مری آنکھین در در
جیسے عاشق ہون کسی کافر شیدائی کا

عشق کامل جو ہوا ننگ کہان عار کہان
دہیان ہم مست کو رہتا نہین رسوائی کا

ختم ہے جادوگری تم پر کہ اے چشمان یار
ناسخ جادو بیان عاشق تمہارا ہوگیا

سرو عاشق ہوگیا اوس غیرت شمشاد کا — غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا
دیکھتا ہون اپنی خون آلودہ خنجر کی بہار — خنجرِ قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا
الفِ ابرو مین کھینچا ہے یہ ماتھے پر الف — ڈھیر بھی ہو سرو کی سایے مین مجھ آزاد کا
دیکھکہ موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم — بوریا اوڑتا ہے اپنے خانۂ برباد کا
کیون نہ عیبِ زادگان طبع ہو نقصان طبع — بیٹے ہو والد کو لازم کھودے عیب اولاد کا
جاے قاصد وہ پری بھیجے اگر پیکِ صبا — تو تیا مچاہے میرے خانۂ برباد کا
عشق دل مین ہے، نہ دل سینے مین داغونکی سوا — ان چراغون نشان ہے خانۂ آباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی پژمردہ ہے — دیکھتے ہین ہم تماشا گلشنِ ایجاد کا
کھینچا ہے جو تری رخسار تابانکی شبیہ — شمع روشن بن گیا ہے موقلم بہزاد کا
قید ہوتی ہی موا فارغ مین قیدِ زیست سے — کام نکلا اے جنون حداد سی جلاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتی ہین اگر اعدا بھی ظلم — شبہہ ہوتا ہی مجھے محبوب کی بیداد کا
کوئی جانا سے نکلجاتے کہین وحشت مین ہم — بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہی حداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آپ کو — جیسے آشوبِ جہان ہے حسن آدم زاد کا
چاک ہین دل خوش قدونکی رشک قدِ یار سے — جاے دل گویا بغل مین شانہ ہی شمشاد کا
خندہ دندان نما جز زخم کاری ہی محال — شاد ہوتا ہے یوہین اپنے دل ناشاد کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوب موزون ہمسے وصف قد بالا ہو گیا
عالم بالا تلک اپنا بول بالا ہو گیا

باعث گریہ ہوئی فرقت مین مجکو سرکشی
ساقیا اشکون سے کا استی لالا ہو گیا

سرکشی مین روتے روتے ہین ہوا اے یار کون
نشے کی دو ڈورونکی جا آنکھون مین جالا ہو گیا

تیرا مالا موتیون کا قتل کرتا ہے مجھے
اے پری مالا سر وہی کا یہ مالا ہو گیا

داغ حسرت کسنے تیرے عہد مین پایا نہین
باغ مین آگے جو گل تھا اب وہ لالہ ہو گیا

خوش ہوا مجھ سے گرد دل غم و مین آ گیا
قہقہا ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہو گیا

محتسب ہو تجاسا کچھ بھی نہ مستو نکو ضرر
شیشۂ مے ٹوٹ کر ساقی پیالا ہو گیا

وصف جوادس ماہ تابان کے کیے مینے رقم
یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالہ ہو گیا

بعونِ خالقِ کون و مکان و فضلِ رازقِ انس و جان

نظمِ متین سحر بیان اشعارِ رنگین متضمن دو دیوان کلام دلچسپ و دلنشین ناسخ یعنی جلد دوم

دیوانِ ناسخ

کہ پیشتر ایک دیوان متن مین اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علیحدہ ہر ایک نے بطرزِ شائستہ

مطبعِ نامی منشی نولکشور مین مطبوع ہوکر رونق پائی

قطعہ تاریخ طبع دیوان منہ از سحر بیان ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان صاحب حامد مصحح مطبع

پر از نغز

چھپا اوس سخن سنج کا دیوان جان

ہوئی جس سے کامل زباں کا فن

سراپا ہے منقوط ایمن

سن طبع اس کا ہے اے انجمن

کلام شہنشاہ ملک سخن

۱۲۸۵ھ

۱۳۲

خلف حافظ غلام علیخان صاحب شاہ آبادی مد ظلہما اللہ لہادے

تھمرمین شرر ہین مری دلمین ہے تپ عشق
داغون سے کہان لالۂ کہسار مین گرمی

سب زخم مرے جلتے ہین شعلے کیطرح سے
بجلی کیطرح سے ہے تری تلوار مین گرمی

اے شعلہ صفت روزنِ مجمر کی طرحسے
رہتی ہے ترے روزن دیوار مین گرمی

کیون سوزشِ غم سے دل صد چاک مین اتنی
کم ہوتی ہے ایوان ہوا دار مین گرمی

بن کھا نہیسے ہر زلف مین عالم ہے دھوئین کا
شعلے کیطرح ہے ترے رخسار مین گرمی

بجلی کیطرح کیون نہ چمک جاے ہوا پر
کیسی ہے ترے توسنِ رہوار مین گرمی

جاتی ہے ہراک آہِ شرربار فلک کو
ہے میرے ہی دم سے کرۂ نار مین گرمی

مداح کی جلجاے زبان شمع کے مانند
ہے سر سے قدم تک یہ مرے یار مین گرمی

ہر بات مین مونھون سے نکلتا ہے دمِ سرد
یاد آتی ہے جسدم تری گفتار مین گرمی

ساقی کی جدائی مین ہوئی آتش مے سے
دوزخ کیطرح خانۂ خمار مین گرمی

کس برق جہان سوز کے موزون ہوئی اوصاف
ناسخ نہو کیونکر مرے اشعار مین گرمی

سودا ہے مجکو عشق خطِ سبز رنگ سے
ممکن نہین کہ عقل نہ زائل ہو بنگ سے

خوشبو یہ ہے ترے دہن غنچہ رنگ سے
شرمندہ ہے گلاب کا غنچہ تفنگ سے

ہشیار دنکی صلح سے خوش ہو اگر ہے ہوش
نسبت نہین دلا اسے مستونکی جنگ سے

ٹکھ ٹکھ کی چال اوسکے محل پر گرا سیے
قاصد نہین دلا کوئی بہتر تتنگ سے

توڑین جو پانون تو بھی جہانین پھرے حریص
بیٹھا گیا نہ کونے مین تیمور لنگ سے

ولہ

دل پرخون ہے شیشہ چشم تر ہمکو پیالی ہے
کسون کیا کیسی اے فیاض ہمت تیری عالی ہے
ترے فیض قدم سے بے خزان گلزار قالی ہے
شب تاریک مدفن اکیدن ہیش انی والی ہے
کہان ساقی کی کوئی بات کیفیت سے خالی ہے
برنگ تیر دل مین لگتی ہے جو تیری گالی ہے
قدم کیا رکھ سکون محفل مین ایسا رعب ہے اوسکا
نہین عورات مین بھی جان مردونکی طرح تجہیر
زمین پر لوٹتا ہون مین اوسے آرام بستر پر
نہوگا میکشی مین یان عروج نشہ بے ساقی
نہ پائی ریش قاضی تو لیا عمامہ مفتی
کمال انسان نے پیدا کیا جوگا وزوری مین
گران گوئے پری گر تو ہے تو اوسکا تعجب کیا
چراغ روے جانان آج روشن ہے جو تربت پر
بلا گردان شمع عارض جانان ہین سیارے
شبیہ اوسکی کھینچے کیا جو کمر نظرونسے پنہان ہو
جو کیفیت بھری ہے تیری انکھونمین کہان اوسمین

بھرے ہین خم اگر کیا کام اپنا ہاتھ خالی ہے
فلک تیرے گدا کی ہاتھ کا جام سفالی ہے
بدن کی قرب سے جاندار تصویر نہالی ہے
دل ناداں فراق یار کی کیا رات کالی ہے
کہ تلخی مین شراب اوسکی لب میگونکی گالی ہے
لب سوفاری قاتل تری ہونٹونکی لالی ہے
کہ میری جان کو شیر ژیان ہر شیر قالی ہے
جو ہے جالی کی کرتی ای صنم روضی کی جالی ہے
شب فرقت مین بہتر مجھسے تصویر نہالی ہے
نہین گردون سر شیشہ پہ یہ خالی پیالی ہے
مزاج ان میفروشونکا بھی کیا لاابالی ہے
تفاخر کیا زمین اک گاؤ نے سر پر اوٹھالی ہے
کہ تیرے گوش نازک کو گران سونیکی بالی ہے
تو بس قندیل کی جالی مری روضی کی جالی ہے
فلک بزم جہان مین مثل فانوس خیالی ہے
جو موے کا کل پیچان ہے تصویر خیالی ہے
کہ نرگس کی کٹوری ساقیا اک جام خالی ہے

ہوئی محفل کی محفل قتل تیغ ناز قاتل سے
مشابہ شمع سوزان ہو گئی حلقوم بسمل سے

محبت زیست بھر مجکو تھی اک زہرہ شمائل سے
مرے لاشے کو دینا غسل آب چاہ بابل سے

زیادہ بار الفت اوٹھ سکا کب ناتوان دل سے
محبت مجکو کافی ہے تری رخسار کے تل سے

مگر لیلےٰ کو مجنون کر دیا تیری محبت نے
کہ آواز جرس ملتی ہے آواز سلاسل سے

نہین موقوف کچھ جرات تنومندی طاقت پر
تمام اعضائے تن کو کیا ہی نسبت مقنعہ دل سے

پے تسکین دل تصویر شیرین جب کھودی تھی
بنائی کوہکن کی لوح تربت لیس اوسی سل سے

کسی دن پانوٗن اپنے دھوتی تھے اوسی لب دریا
حباب آ کے ابتک سر پٹک جاتی ہین ساحل سے

تری آواز کیا انسان ہی کو قتل کرتی ہے
کہ شہنا بھی نہین ہے کم گلوئے مرغ بسمل سے

وہ بحر حسن مجھ تا بہ قدم سے کیون گریزان ہے
نکل سکتا ہی کب آب روان آغوش ساحل سے

جہان مین خشک و تر جو ہی ترا مشتاق رہتا ہے
نمایان صورت گرداب ہی آغوش ساحل سے

سمجھ کر سہل توڑا تو نے میرے شیشۂ دل کو
غضب اے محتسب ہوگا شکیب شیشۂ دل سے

چراغ آفتاب ایسا نظر آتا ہے جو روشن
ملا کیا ہے اسے روغن تری رخسار کے تل سے

اگر زاہد خدا سے کیون ہی بندونکو مین حیران ہون
رعیت کو محبت ہوتی ہے سلطان عادل سے

جو آنکھیں سامنے ہین تو دل خواب مین محبوب کو دیکھو
نہین ہوشیار وہ ہرگز جسے نفرت ہے غافل سے

نچھڑو ساتھ سے اب رد سفید و رد سیاہ ہونکو
ضرر کا فور کو ہو نہ کچھ کرے دوری جو فلفل سے

گلابی کا فر یکا ہے تو ہم ہر مبصر کو
لہو میرا نہین جو چھوٹتا شمشیر قاتل سے

کمال عشق مین آنکھون کے آگے یار رہتا ہے دم
نہان ہوتا نہین خورشید دم بھر ماہ کامل سے

کرتے ہو تعمیر اورون کے لیے قصر روان
غافلو تمکو ملی قسمت مگر معمار کی

ہجر مین منھ سی لگاتے ہی ہوا صدمہ مجھے
ہین لب فنجان مے باڑھ سے تلوار کی

طور پر موسیٰ نے جسکا نام رکھا صاعقہ
ایک چنگاری ہے تیری آتش رخسار کی

پھلجھڑی کی طرح خط اپنا غبار افشان ہوا
گر کبھی لکھی حقیقت آہ آتشبار کی

بوے زلف یار لائی ہے جو گلشن مین نسیم
ہو گئی تاثیر غنچون مین دہان یار کی

چہرہ اوس گل کا چمک جاتا ہے جسدم باغ مین
بند ہو جاتی ہین آنکھین نرگس بیمار کی

لے تصور مین صبا بوسہ تو مُرجھا دے گل
برگ گل کو تاب ہے بلبل تری منقار کی

دیکھنے آیا مرا جوش جنون وہ خود فروش
آتش سوداے گرمی ہے یہان بازار کی

باغ مین لگ یار فوارے ہوئے آتش فشان
ہے ہزارون مین روش منقار سوفار کی

آبلونکو دیکھکر عبرت کرو اے ظالمو
اشک خونین روتی ہین آنکھین غریب آزار کی

پیکر نازک کو کافی ہے مرا ناز نگاہ
اوس بت کافر کو کچھ حاجت نہین زنار کی

شوق مے نے کر دیا اس درجہ مجکو بیحواس
محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کی

تیرے آگے خشک ہو جاتی ہین سیری ہی مونھہ
دیکھ اے نازک فگن خشکی لب سوفار کی

بے سبب توڑا نہین خم محتسب نے ساقیا
روح شاید تشنۂ مے تھی کسی میخوار کی

تیر سی لگتی ہے دلمین اوس لب گلگونکی یاد
جب نظر آجاتی ہے سرخی لب سوفار کی

چھید لاکھون ناوک غمسے مری دلمین نہین
ہین یہ تصویرین کسی کے روزن دیوار کی

اے جنون صحرا نوردی ہی کیا روز انقلاب
پانو مین بندھوائین مجسے دھجیان دستار کی

پاس یار جانی ہے بادہ ارغوانی ہے
شغل شعرخوانی ہے عالم جوانی ہے

رنگ زردی ہمدم ہوتے ہین عشق سے محروم
روتے ہین تو ہر دم چہرہ ارغوانی ہے

ابر ہے گلستان ہے مطرب غزلخوان ہے
مست بادہ جانان ہے لطف زندگانی ہے

چال کس پری کی دقت نظر آگئی
آج کچھ بہت اپنی طبع مین روانی ہے

منھ سے گر گئے مینا اب خضر ہو مینا
پی کے ایکدم جینا عمر جاودانی ہے

آئینہ دوران ہے اسمین عکس جانان ہے
آپ اپنا حیران ہے آپ اپنا ثانی ہے

منھ نہ ٹوٹ پڑتا گر تو وہ آنے تیرے گھر
منھ نہین ہے یہ مجھپر قہر آسمانی ہے

سننے والے روتے ہین ایسی نیند سوتی ہین
او نیہ نوحے ہوتے ہین اپنی وہ کہانی ہے

گور ہو گیا ہے گھر نالہ شورش محشر
عین موت ہے دلبر اپنی زندگانی ہے

کھینچی ہے شبیہ اپنی اوسنے لاکھ جا ابھی
موقلم ہے زلف اوسکی ہاتھ اوسکا مانی ہے

خواب مین وہ آئینگا کیون نہ اب کرین دمدم
یعنے کب جدائی مین مجکو نیند آنی ہے

نخل وادی ایمن کردے بید مجنون کو
تیرے رنگ مین لیلی بانگ لن ترانی ہے

آفتاب کا کہنا ہے شراب کو زیبا
اسلیے کہ شیشے کا رنگ آسمانی ہے

عمر خضر تک ناسخ ہے ثبات ہمکو بھی
گوہر سخن مین یہان آب زندگانی ہے

کیا سیاہی او سرخی لالہ وار آنکھون مین ہے
کیون سفیدی و سیاہی آشکار آنکھون مین ہے

چشم بد دور آج اے ساقی بہار آنکھون مین ہے
عکس اوس کا کیا یہ زلف ودی یار آنکھون مین ہے

۱۲۷

[illegible] ہوتی

[illegible] صفائی ہوتی

[illegible] ناصح [illegible] ہوتی

ولہ

اتنی بھی ہم نہ [illegible] نگاہ [illegible] اوٹھا سکے
کیا عجب لاشہ بھی اپنا گر نہ یاران اوٹھا سکے

لاد دون اوسکی پشت پر اپنا اگر بار گران
[illegible] آسمان [illegible] اوٹھا سکے

[illegible] اوٹھا سکے

[illegible] اوٹھا سکے

اعلیٰ جو ہین وہ کب ہوئے ادنی سے ملتجی	سیراب کیا ہوا بر بھلا آب چاہ سے
عزلت گزین ہوتا ہے تجسے زمانہ صاف	اوٹھی ہے رہروون کے سبب گرد راہ سے
روتا ہے میرے غم مین جو وہ آج زار زار	چشم سیاہ کم نہین ابر سیاہ سے
سبزہ ہے گرد عارض گلگون تو عیب کیا	گلدستے باندھے جاتے ہین اکثر گیاہ سے
میری طرح جو پہنی ہو زنجیر پاؤن مین	کیا عشق چاند کو بھی ہے تیری کلاہ سے
آنکھین حسینون کی لگی ہین خط یار پر	ہوتا ہے آہوؤن کو تعلق گیاہ سے
مجھ ناتوان سے حسن دوبالا ہے یار کا	دونا فروغ آگ کو ہوتا ہے کاہ سے
ہر ایک اپنی آنکھو نہین دے مجکو کیا جگہ	سرمہ کیا ہے یار نے برق نگاہ سے
کب اوس نگاہ سے نظر ملی گی جو تیری آنکھ	مین ناتوان اسیر ہون تار نگاہ سے
کہتے ہین جسکو عشق وہ پرتو ہے حسن کا	ہالے کا ہے وجود فقط نور ماہ سے
روشن ہے اوسمین عارض تابان تو سینہ داغ	کیا کم شب فراق ہے زلف سیاہ سے

تردامنی سے ہے آب خجالت سے زاہدا
ناسخ کو انفعال ہے اپنے گناہ سے

مجکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش عیسیٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہ ہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی	تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
غیر سے کرتی ہوا ابرو کی اشارے ہر دم	کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی
اوسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون	کاش ناصح سے بھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی

ولہ

[illegible]

نظر آتا ہے جرمِ آفتاب افلاک بیچ جیسے
شراب اوسکی تن نازک سے یون صاف آشکارا ہے

نکل آؤن ابھی باہر گذر ہو گر حسینون کا
لحد پاریکی ہے کان اور میری خاک پارا ہے

گلو تکا اور سیرِ فصلِ گل مین ایک عالم ہے
چبھے ہین خار یا تو نہین گریبان پارا پارا ہے

تو وہ گل ہے کہ گذرا باغ مین جس جس خیابان سے
تو آوازِ شکستِ رنگ سے گل نے پکارا ہے

وہ اپنے گھر مین ہے خوشبو سے سب کلیان مہکتی ہین
نہان ہر رنگ گل اور نکہتِ گل آشکارا ہے

خدا کا اب کوئی طالب نہین ساری خدائی مین
بتو ہر کوئی بندہ کیطرح بندہ تمہارا ہے

نظر آنے لگی ہے چشم عزرائیل جو مجھکو
الٰہی کیا یہی صبح شب فرقت کا تارا ہے

یہ مضمونِ غم و شادی و مرگ و زیست ہی لاشے
جہان وہ بیت ہے جسمین سراسر استعارا ہے

دلا اب غنچۂ مژگان مین بنے تسبیح اشکون سے
ارادہ کوے جانان کا ہی منظور استخارا ہے

گیاہِ دشت کو رکھتا ہے مجنون سبز اشکون سے
سمجھتا ہے کہ یہ جنازہ لیلے کا جارا ہے

کمر تیری وہ ہے جسنے کمر توڑی ہے چیتون کی
تری آنکھون کے آگے اے پری آہو چکارا ہے

اثر رکھتا ہے سایہ کیا ہی اوس زلفِ معنبر کا
بجاے خاک گور ہمارے مین عنبر ہے سارا ہے

مرا یہ رنگ فق یہ بیخودی یہ چشم تر اوسکو
شب مہتاب ہے مستی سے دریا کا کنارا ہے

ہمارے حکم سے یہ تخم ریزی ہے مضامین کی
کہ ناسخ ہر زمین شعر مین اپنا اجارا ہے

فرقت ہوئی جو صبح کو اک رشک ماہ سے
غربال آفتاب ہوا تیر آہ سے

ابتک جو اوسکی ہین وہی وعدہ خلافیان
آگاہ کیا نہین مرے حالِ تباہ سے

ہجر مین کیا باغ جاؤن دل مرا غمناک ہے
گل نظر مین شعلہ ہی گلبن خس و خاشاک ہے

آج تیرا جسم ہے اور کیسہ دلاک سے
خاک مین کل جسم کیا ہر استخوان بھی خاک ہے

گو بدلتا ہی لباس اپنا تو دن مین کتنی بار
گل کی او تر سے گی جو تیری آخر ہی پوشاک ہے

عشق اوسکی جامہ زیبی کا ہر کچھ سود اہین
مثل گل یان جیب ہیبت جنون صد چاک ہے

آگے اتنا دیکھ عالی منزلت ہوتی ہین خاک پر
دیکھ ہر پانی کے نیچے گنبد افلاک ہے

عالم بالا سے ہم سر مست پاتے ہین جو زرق
اپنے آگے آسمان اک دارہ بسیت تاک ہے

تیرے آگے رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید
جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہے

موے مژگان ہوگئی پانی مین بہنے سے سفید
انتہا رونیکی کچھ اے دیدۂ نمناک ہے

نرگس و زنبق سے پوچھو رنگ عارض زلف کی
اے گل سنبل کہ اوسکی آنکھ اوسکی ناک ہے

گو بظاہر خاک کی پتلی ہین سب یکسان مگر
کوئی ہے اکسیر ان مین اور کوئی خاک ہے

ہے یہی حسرت کہ مجھو نچون اڑ کے کوے یار مین
بعد مردن خاک مین بھی مجکو حسرت خاک ہے

ہون سوار توسن معنے زمین شعر مین
صید مضمون جو ہے ناسخ بستۂ فتراک ہے

جو غزل ہے اوسمین مضمون دل مایوس ہے
جو ورق ہے میرے دیوان کا کف افسوس ہے

رو رہتی دونون کیجو نکی شمع سان محبوس ہے
جو کٹوری تیری انگیا کی ہے اک فانوس ہے

گل جو ہے وہ تیرے داغ عشق سے مانوس ہے
شاخ گلبن مین جو ہے گویا پر طاؤس ہے

دست مطرب ترے غم مین کف افسوس ہے
داغ حسرت سے بط مے صورت طاؤس ہے

وسعتِ مشرب ہے تو رندِ گنہ سے کیا ضرر | دامنِ دریا ہزار آلودگی سے پاک ہے

یہ نہ ہوتا تو زمین شعر بھی ہوتی نہ خلق
اسلیے ناسخ جو مداحِ شہِ لولاک ہے

گلشنِ عالم مین کیا دستِ جنون چالاک ہے | جیب گل سے تا گریبانِ سحر صد چاک ہے
اسفل و اعلی جو ہین مل جائین گر سب خاک مین | آسمان اس رتبۂ عالی پہ زیرِ خاک ہے
پست ترکرنیکو گردون سبکو کرتا ہی بلند | اشک کا آنکھون مین آنا دل سے باہر خاک ہے
حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہے بالا دستِ عشق | ہے زلیخا کو جنون اور جیبِ یوسف چاک ہے
دیتے ہین تشبیہ ان دونون مین سب بیہوش ہین | مے تو ہے ناپاک چشمِ مستِ جانان پاک ہے
چاک ہو کیونکر نہ اپنی چشمِ گریان کی نگاہ | آب جسپر سے گذر جاتا ہے وہ شے پاک ہے
آج یہ مجھپر کھلے ہین معنی والسابحات | ہر ستارہ میری بحرِ اشک مین پیراک ہے
سانپ جیسے کینچلی ڈالے وہ یون عریان ہوا | جو حسین ہے جسم پر اوسکے عبث پوشاک ہے
جلتے ہین سودائی میری گرمیِ بازار سے | شعلۂ آتش ہون مین عالم خس و خاشاک ہے
روح ہر ہر جسم مین مشتاقِ اخبارِ اجل | اسلیے یہ آمد و رفتِ نفس کی ڈاک ہے
خصیہ مالی اغنیا کی ہے عبث ای اہلِ حرص | نقد سے خالی ہمیشہ کیسۂ دلّاک ہے
قتل کرنیکو تو آخر گھر سے باہر آئیگا | ہے دلا امید کی جا یار اگر سفاک ہے
مثلِ نکہت جسم اوسکا ہی لطافت سی نہان | غم نہین کپڑے برنگِ گل اگر پوشاک ہے
ڈر کے مارے صبح کا دیو سفید آتا نہین | کس قدر صورت شبِ فرقت کی دہشت ناک ہے

ولہ

ولہ

نہ ہوا دنی کو تا حسرت کبھی اعلی کے رہے
کیا ہی اسقدر لاغر فراقِ یار نے ہمکو
کسی محبوب کو کیا ہی مری محبوب سے نسبت
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا ہی آگے آنکھوں کے
نظر آتا ہے مجکو غیرتِ شمشاد کیون شجرہ
سخاوت کو بدل امساک سے ایسا کیا سب نے

زمین آرام سی ہی رہا تن گردش مین یہ گردون سے
کہ کہتے ہین مری ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہے
کہ رشکِ خالِ مشکین ہے جو اسکی زلف کی جون ہے
شبِ تاریک مین مجکو خیالِ زلفِ شبگون ہے
رباعی مین مگر موزون تری قامت کا مضمون ہے
کہ ہر ساغر مین جاے بادۂ گلرنگ افیون ہے

سیہ مستونکی ہے رفتار میرے کلک مین ناسخ
دمِ فکرِ سخن مجکو خیالِ چشمِ میگون ہے

مری محمل نشین کے آگے لیلی کا جو مفتون ہے
علی بنیاد پس پردگی سپر مین آج گلگون ہے
تو وہ لیلی ہی ظالم ہر بر رو تیرا مجنون ہے
تری قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے
رکھون آغوش مین ہنس ساحل کیون نہ عالم کو
بظاہر سب سیادی ہین مگر ہی فرق باطن مین
بلندی مین مثالِ آسمان گر قمر تھا تو کیا
سیہ کاری ہی حاصل ہے سیہ کارونسے ملنے مین
بہارِ حسنِ جانان نے کیا یہ رنگ گلشن کا

وہ مجنون ہے وہ مجنون ہی وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے
نہین معلوم کس بیچارہ پر عزمِ شبخون ہے
تری آگے جو ہی شمشاد قامت بید مجنون ہے
مرے دیوان مین ہی جو الفاظ سرو موزون ہے
حباب و موج مین ہے دوست دشمن باہمی جون ہے
نہ ہر سینے مین حکمت ہی نہ ہر خم مین فلاطون ہے
اجل کے ہاتھ سی زیر زمین آخر فریدون ہے
معین وسمہ بالونکی سیہ کر نہین صابون ہے
کہ جای برگِ گل ہر غنچے مین اک قطرۂ خون ہے

ہو ٹھہ تیرے دیکھکر مجکو ہوا جوش جنون
کھائے ہین ایسے تری محرابِ ابرو کے فریب

کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
بھاگئے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

خاک کوے یار سے ہے تا نسخ مرے تن پر لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سے

چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے
گر گلستان اوس سے چھٹے اس سے جگر ہو چاک چاک
سیرِ مقتل مت سمجھ گلگشت ای نازک مزاج
یہ میسر ہے وہ دیکھین ہو میسر یا نہ ہو
ایک یوسف وان گرا تھا یان گرے ہین کیا خلق
برق اوس پر ہنستی ہے روتا ہے اسپر ابر جہان
خاک جنت مین لگے گا بعد مردن دل مرا
اسمین ہے داغِ فراق ای صبح اوسمین آفتاب
دلبری ہے کاوش اسی تلوار سے ہے اوسکو خلش
جانور اوس پر ہے عاشق اسپر عاشق آدمی
ہوتی ہین خون اسکے دیکھے سے تو اوسکی ضرب سے
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہے
ناتراشیدہ ہے وہ اور یہ سانچے مین ڈھلا

وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے
ماہِ تابان اور ہے رخسار تابان اور ہے
باغِ دبستان اور ہے گنج شہیدان اور ہے
کوے جانان اور ہے گلزار رضوان اور ہے
چاہِ کنعان اور ہے چاہِ زنخدان اور ہے
ابر باران اور ہے اور چشمِ گریان اور ہے
نازِ غلمان اور ہے انداز انسان اور ہے
یہ گریبان اور ہے تیرا گریبان اور ہے
خارِ مژگان اور ہے خارِ مغیلان اور ہے
سروِ بستان اور ہے سروِ چراغان اور ہے
جسمِ عریان اور ہے شمشیر عریان اور ہے
سنبلستان اور ہے زلفِ پریشان اور ہے
شاخِ مرجان اور ہے دستِ حسینان اور ہے

۱۲۱ دیوان ناسخ

خانہ ویران مجھے کرنا ہے الٰہی ناسخ
ابتو آباد ہوا خانۂ زندان مجھسے

ولہ

ہاتھ میرے یار کی زنجیر در سے باندھ دیں
اور زنجیرین نہ بنوائیں عبث حداد سے

ربع مسکون ہو مسخر وہ ہیں گر ہو اتفاق
خلق تابع ہو رکھے جو رابطہ ہمزاد سے

آہنین زنجیر کی بیڑی گڑھے میرے لیے
عاشق ابرو ہوں نہیں کہدے کوئی حداد سے

نظم شیرین ہو دلو نہیں نقش شیرین سنگ میں
ہے قلم اپنا زیادہ تیشۂ فرہاد سے

جھاؤ تمہے ہر سہی قد گیسوؤں سے تری راہ
نقش پا تیرا نہیں کم سایۂ شمشاد سے

گر قفس میں پھنس گئی بلبل کو اسکا غم نہیں
ہے یہی صدمہ کہ چھوٹی پنجۂ صیاد سے

قامت جانان کے آگے کچھ اوسے رتبہ نہیں
جانور ہے فاختہ جو عشق ہی شمشاد سے

آج مجھ شوریدہ سر کی جان شیرین جائیگی
کوہ توڑ والے ہیں اوسنے تیشۂ فرہاد سے

عکس جو ہر خط نہ بنجائے کہیں رخسار میں
رابطہ آتشانہ کر آئینۂ فولاد سے

پھرتے پھرتے سب اوتر آیا ہے تلووں میں لہو
خار صحرا ہیں زیادہ نشتر فصاد سے

ضعف سے ہے طائر دل طائر رنگ حنا
کب یکایک چھوٹتا ہے پنجۂ صیاد سے

تاب سننے کی نہیں بہر خدا خاموش ہو
ٹکڑے ہوتا ہے جگر ناسخ تری فریاد سے

فراق میں ہے دم تیغ موج آب سے مجھے
ہے گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے

جو مے فروش نے زر لیکے دی شراب مجھے
عوض میں ذرہ کے بخشا ہے آفتاب مجھے

ملا ہے وہ بت محبوب بیحجاب سے مجھے
عجب ہی آئی نظر برق بے سحاب مجھے

پلا ہو جام بھی اشک نکو سارے شراب
بغیر یار ہو کیا نشۂ شراب سے مجھے

مے سے جب محروم رکھا ہمنے بنکر محتسب — لمحو ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے

کان مین لے سرو آویزے زمرد کے نہین — دانۂ انگور یہ پیدا ہوئے شمشاد سے

عشق کی مقتل مین یارب ہمتو ہین سر پر ٹٹے — پوچھتا جاتا ہو ہر کوئی گنہ جلاد سے

رشک گلزار ہے لئے ہی ہر اک رنگین غزل — آئے ہین حافظ کنارِ آب رکنا باد سے

ولہ

بے ستون پر جا کے ٹکر کیون نہ لین فرہاد سے — سیکھے ہین ہم دو نون یہ فن ایک ہی اوستاد سے

طائرِ رنگِ حنا ہاتھون سے اوڑ سکتا نہین — چھوٹ آئے مرغِ دل کسطرح اوس صیاد سے

کوئی سے غلطان نہو مین ہمدم جانان کوئی — خنجر و آئینہ ہین ہر چند اک فولاد سے

اغنیا کو ہے یہان حسرت فقیرونکو ہی عیش — باغ کے فرد در ہی اچھے سب سے شداد سے

تھا ازل سے مجکو تا وقتِ ولادت خوابِ عیش — کھل گئین آنکھین مری شورِ مبارک باد سے

کوہکن بھی ہو گیا تیری محبت مین فقیر — ہے مشابہ زخمِ تیشہ قشقۂ آزاد سے

چہرہ ہو جاتا ہی میرا اوسکے آتے ہی بحال — انس ہے رنگِ پریدہ کو بھی اوس صیاد سے

شوق تیغِ کھانی کا ایسا ہے مجھ دیوانہ کو — چھٹیان لڑکو نکو دلواتا ہون فرہاد سے

حلقۂ گیسو جو ہین مانندِ طوقِ فاختہ — بال سلجھائے ہین شانۂ شانہ شمشاد سے

کوہ کو ٹکڑے کیا ہے میرے سر کے واسطے — انس مجھ وحشی کو ہی اتنے لیے فرہاد سے

دیکھنا ہمت کو ساتھ اوسکے بہائی جوئی خون — تھی طلب شیرین کو جوئے شیر کی فرہاد سے

سبزۂ مارِ سیہ خط کی رعایت چاہیے — تیرے رخ کو دون مثال آئینۂ فولاد سے

بادۂ عشرت سے خالی زیست بھر ساغر رہا
جسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین جسپر ہوا

کوہکن کو فی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا
کون ہے اوس طفل کی فرقت مین جسکو غم نہین

رونے مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھے
جیسے ہر دہ طفل غائب ہو گیا سودا مجھے

آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے
وہ پری اب عازم صحرائے وحشت خیز ہے

کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے
سونے والونکی صدا اک آہ درد آمیز ہے

چشم تر مین ہر دو طفل اشک طوفان خیز ہے
یاد ادن منت کے شوقونکی جنون انگیز ہے

غیر تجھپر پھوڑتے ہین سر عبث فرہاد سان
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ ترا پرویز ہے

ایسے ہم آماجگاہ تیر مژگان ہو گئے
جب ہوا سے بال زلفونکے پریشان ہو گئے

باغ مین گلبن مین گلدستے ہزارونکے تمام
دلمین جب لایا تصور اوسکو تب کہنے لگا

گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج
اوس پری نے دی نشانی ہمکو جو انگشتری

یہ اسیری مین پھنسایا ناتوانی نے مجھے
رشک کوے یار سے دنیا مین جتنے باغ تھے

وصل کی شب پھٹ گیا جسدم گریبان سحر

رنگ دشمن کی جا بجا پر سارے پیکان ہو گئے
مثل بلبل تار تار اکثر گریبان ہو گئے

خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہو گئے
مثل یوسف ہم اسیر گنج زندان ہو گئے

زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہو گئے
ایسی آئی ہاتھ مین گویا سلیمان ہو گئے

رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہو گئے
گلشن شداد سان نظرونسے پنہان ہو گئے

پیرہن مین یان گریبان ہی گریبان ہو گئے

پوست کیطرح نچھوڑے ترے تن سے تو شک / میری تصویر اگر صورت دیبا ہووے

تیغ قاتل سے تمنا ہے یہ زخمونکی مجھے / کہ ہر اک جزو بدن لایتجزا ہووے

مے کشی کیسا کرونہ لب یار کہ زخمون سے ابھی / ہے یقین ساغر مے منبع دریا ہووے

یہ نزاکت ہے جو لگجائے صبا کا لطمہ / گل رخسار بھی اوسکا گل رعنا ہووے

سر کٹا کر جو پس توسن قاتل دوڑون / قتلگہ خلق کو اک جائے تماشا ہووے

دھیان ارسال خط شوق کا آئے جو مجھے / ہے یہ قسمت کہ کبوتر دہن عنقا ہووے

تو وہ بت ہے جو تجھے ایک نظر دکھلاؤن / پیر ترسا ابھی ناقوس کلیسا ہووے

دیر جون جون کہ لگاتی ہے اجل ڈرتا ہون / مار کر مجکو نہ قاتل کہین رسوا ہووے

ہو اگر سحر بیان دشمن افعی سیرت / قلم اپنا بھی عصائے کف موسیٰ ہووے

ہے مرا جوشش جنون جن سے زیادہ ناسخ
میرے سائے کو جو دیکھے اوسے سودا ہووے

ولہ

بجا ہے گر وصال اغیار کو ہے مجکو ہجران ہے / کہ دنیا کافرونکو باغ ہے مومن کو زندان ہے

مری محبوب کی گردن مین جو دانا لولو ناداران ہے / زمانہ اوسکا ہالہ ہے جو ایسا ماہ تابان ہے

کیا ہے دو جہان سے مجکو آزاد اک اشارے مین / نگہ تیری ہے قطع تعلق تیغ بران ہے

ید بیضا سے کیا تشبیہ دون اوسکے کف پا کو / جو اوسکا نقش پا ہے غنچۂ خورشید تابان ہے

کیا کرتے ہین خون آرزو در گنج قناعت مین / ہمارے پاس جائے گنج زر گنج شہیدان ہے

چمکتی ہے جو ریت اکثر نشان ہے مہ جبینون کا / جسے ہم روندتے پھرتے ہین سب یہ خاک انسان ہے

فرصت نہین دم لینے کی اک طفل کے غمسے
معدہ دم گھلونے کیطرح تس ہوئی ہمسے

کیا ہوگی نگہبانی جان فوج و حشم سے
ڈرتیکا نہین ہیک اجل طبل و علم سے

پاتا ہون مضامین مین ہر نقش قدم کسے
اوس طفل نے کیا سیکھی ہے رفتار قلم سے

مضمون جو افعون کے لکھے مینے قلم سے
لبریز لبسان دہن مار ہے سم سے

ہر تار نفس رشتۂ دیگر ہے پے شمع
پہونچا نہ کبھی رنج کسی کو مری دم سے

شانہ نظر آتا نہین گیسو سے پری ہین
اس ناگنی نے ہاتھ نکالا ہے شکم سے

زاہد مین پڑھون اسپہ جو نام اپنے صنم کا
خورشید ابھی ہون تری تسبیح کی اشمسے

امکان نہین تا بہ ابد دخل خزان کا
داغون سے چمن کم نہین گلزار ارم سے

گل پھولے ہین میرے قلم فکر سے جیسے
یون گل شگفتہ ہون کسی گل کی قلم سے

سکان خرابات ہین مطلق متواضع
ثابت ہے مژہ نرگس میگون کی ہے خم سے

وہ حسن ترا نام خدا ہے ترے آگے
نکلین کے [illegible] جنکے عرق سنگ صنم سے

رکھتا ہے فلک سر پہ بناکر شفق اسکو
اڑتا ہے اگر رنگ حنا تیرے قدم سے

سمجھے ہین وطن کوچۂ جانان کو جو وحشی
آزاد وہ ہین اور حسینون کے ستم سے

کیا دام مین زلفون کے کوئی لاسکے اسکو
رم کرستے ہین صیاد غزالان حرم سے

ناسخ کو ہوئی یاس بتون سے تو نہین غم
محروم خدایا تو نہ رکھ اپنے کرم سے

مشتاق سب ہین بدر کے ابرو نہ ہلال کے
دنیا مین قدر دان نہین صاحب کمال کے

یہ مشت خاک تیرے جلوی کی نیاز ہے
گر اے سمند ناز یہی ترک و تاز ہے

زندان خیال یار مین عشرت سرا ہوا
نالہ مرا غنا ہے تو زنجیر ساز ہے

مجھ نا تواں سے گیسو جانان کو ہے گریز
وہ مور ہون کہ مار کو بھی احتراز ہے

کیونکر نہو گریز زمرد سے سانپ کو
آغاز خط سے رخصت زلف دراز ہے

دیکھی جہان عشق مین اولٹی ہر ایک رسم
محمود ہے غلام و صاحب ایاز ہے

لائے کو ربط داغ سے ہے گل کو خار سے
دنیا مین جو حسین ہے بے امتیاز ہے

ہے آہ سرد عشق بنا گوش یار مین
ہر دم نسیم صبح کو یان اہتراز ہے

تار نفس سے پانو مین ڈورا بندھا ہوا
صعوہ ہے مرغ روح اجل شاہباز ہے

کھلتی نہین ہے آنکھ جب تک شمار آئے
صوفی مراقبے مین مرا شاہباز ہے

حیرت سی ہے طلسم جہان دیکھکر مجھے
شیشے یہ جسکے ہین وہ کہان شیشہ باز ہے

زنہار اختیار نہین صلح جنگ مین
عالم تمام بازی شطرنج باز ہے

جبتک طلوع مشرق خم سے ہو آفتاب
اے میکشو یقین ہے در توبہ باز ہے

ہین داغ نان گرم تو آنسو ہین اب سرد
آسودہ معاش دل عشق باز ہے

آتا ہے رحم کافر و مومن کے حال پر
بت محو ناز ہے تو خدا بے نیاز ہے

روشن ہوا یہ محفل عالم مین شمع سے
پروانے سر نہین جسے وہ سرفراز ہے

ممکن نہین ہر ایک سے معشوق زندگی
واعظ اب اضطرار ہین سب کچھ جواز ہے

ہر عضو اوسکے عضو دگر سے ہے منعکس
حیران بزم یار مین آئینہ ساز ہے

خفت اس درجہ اٹھائی ہے سبکباری سے | کہ مرے جسم سے ہے دانۂ فلفل بھاری

گرچہ ہے فکر سخن خاطر ناسخ کو گران
لاسے پر بھی تو ہے یہ شاعر کامل بھاری

حاصل سہو سجود یہ تیرے حضور سے
ہے فرق اوسکی صورت و سیرت میں اسقدر
مجکو تو یار سے ہم آغوشی کا خیال
آیا ہے رزق ہاتھ فلک سے یہی مجھے
کمخواب کی قبا ہے مرا جسم داغدار
چشم خیال میں ہے دہان و میان یار
خورشید کی تلاش ہے نصف النہار میں
ٹھوکر لگا کے چلتے ہیں جس کھوپڑی کو لوگ
ہین بیت ہی مین معنی بیت خیال بند
دیگا غم فراق مجھے بعد وصل یار

سر میرا اور نہ یار بہت پر غرور ہے
باطن میں ہے وہ نار تو ظاہر میں نور ہے
وا میرے اشتیاق میں اغوش گور ہے
ہے داغ نان و سینہ سوزان تنور ہے
سر ما میں موسے سر بھی کلاہ سمور ہے
ان روز دن علم غیب پہ مجکو عبور ہے
وہ سے حضور تو بھی ذرا لاسے حضور ہے
کس بادشاہ کا یہ سر پر غرور ہے
نزدیک ہی بہت جسے سمجھیں میں دور ہے
اے آسمان یہ بھی ترا ایک زور ہے

معشوق سے ہے دل کی عوض طالب وفا
ناسخ بھی عاشقوں میں بڑا بے شعور ہے

کر لیا ہے مرے آغوش کو جانان خالی | اس مہینے کو بجا کہتے ہیں انسان خالی
بارہا ہو گئے لاسے سے بیابان خالی | نہ کبھی داغ سے پایا دل نالان خالی

ابر ہے اوس ابرِ رحمت کی سواری کا غبار
رعد بھی اوسکی جلو مین ایک برقِ انداز ہے

کر گیا ہر کون صیاد آج گلگشتِ چمن
دیدۂ بلبل مین ہر گل چنگلِ شہباز ہے

سنتے ہی مطرب بجانے لگتے ہین جو تالیان
نعرۂ صوفی بھی گویا چغد کی آواز ہے

شرمگین آنکھین ہزارون ملگئی ہین خاک مین
جو زبان ہے خار کی صحرا مین بے آواز ہے

چونک اوٹھے خوابِ لحد سے سنکے سودا یہ غزل
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے

شعر لکھنے مین جو یاد اوسکا خرامِ ناز ہے
کلک مین بجا صریرِ ... صور کی آواز ہے

نور افشان اسقدر اوسکا خرامِ ناز ہے
چادرِ مہتاب گویا فرشِ پا انداز ہے

بات جو میرے مسیحا کی ہے اک اعجاز ہے
جان آجائے تنِ بیجان مین وہ آواز ہے

جوششِ سودا مین بھی پوشیدہ ابنا راز ہے
مثلِ زلفِ یاریان زنجیر بے آواز ہے

اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہے خلق
سرو چلتا ہے یہ دیکھو حسن کا اعجاز ہے

چھوٹ کر اوڑ جائے اب کیونکر کہ دستِ ناز مین
طائرِ رنگِ حنا کو چنگلِ شہباز ہے

کر دیا تھا جسطرح موسیٰ نے پانی کو لہو
خون ہوئی ہے مے یہ ہجرِ یار کا اعجاز ہے

زاہدا کیا ڈھونڈھتا پھرتا ہے کعبے کی کلید
آدرِ میخانہ مثلِ بابِ توبہ باز ہے

جب لگا دی آگ غم نے رقصِ شمعالی کیا
یہ دلِ پر داغ کیا طاؤسِ آتشباز ہے

سوچ ہے جب سے کبوتر لیگیا ہے خطِ شوق
کوے جانان مین ... اپنا کبوتر باز ہے

مثلِ صحرا انتظارِ ... مین رات دن
چار جانب سے در ویرانۂ دل باز ہے

صدف کیطرح تب منھ ہمنے کھولا تشنہ کامی سے
برس کر جبکہ سارے ابر نیسان ہو گئے خالی

جلائے ٹھوکرونسے اسقدر مردے کہ آن زون
ترے اعجاز سے شہر خموشان ہو گئے خالی

قلم اتنے ہوئے فرسودہ شوقِ خط کے لکھنے مین
کہ کلکونسے نیستان کے نیستان ہو گئے خالی

مرے نالونکی صحرا مین جسدم شعلہ افشانی
وہین شیرون سے اے ناسخ نیستان ہو گئے خالی

کیون ہو گیا دوچار مین اوس شہسوار سے
جاتی رہی عنانِ شکیب اختیار سے

نخلِ بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے

چشمے روان ہوئے مژۂ اشکبار سے
رتبے مین کاہ کم نہین یان کوہسار سے

آتی ہے بوے گل دہن داغدار سے
آج اے نسیم آتی ہے کیا کوے یار سے

برپا ہوا ہے حشر جو رفتار یار سے
روشن ہے آفتاب قیامت عذار سے

محو خیال عارضِ تابان ہون اسقدر
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے

منھ کھولتا ہو نہین کہ پلادے کوئی شراب
ہردم حباب یان نہین لیتا خمار سے

عریانی مین ہے چادرِ آب اپنے جسم پر
سیکھے ہین طرز زندگی کا ہم آبشار سے

ہر ایک کی صداے قدم روندتی ہے دل
بہتر ہے ہمکو یاس ترے انتظار سے

یون رو سیاہ عشق سے ہوتی ہین سرخرو
بارود جیسے بنتی ہے شعلہ شرار سے

مچھلی کیطرح داغ ہین جزِ بدن نشین
تلوون کو بھی ہے ربط بیابان مین خار سے

موہاے تابدار ہین اک موے تابدار
کیونکر کمر نہ الجھی رہے زلف یار سے

زیر ادن مژگان کو جز اثر نہ کوئی کرسکا
خط وہان نکلا دل بیتاب کو آیا قرار
سانس لے سکتا تھا وہ مجھ ناتوانین دم نہین

برچھیون پر آ گئے جو غالب یہی شمشیر ہے
پارہ کیون قائم نہو بوٹی ہی باتاثیر ہے
کیون نہ سب مجکو کہین مجنون کی تصویر ہے

ناتوانی میری وہ پوچھے تو کہیو تا صدا
یہ ترا موے کمر ناسخ بس تصویر ہے

نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے
یارب آباد نہو روضۂ رضوان ہمسے

ایسے رسوا ہوئے ملنے سے پریزادون کے
متوحش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ہے مثل سچ کبھی کام آتا ہے کھوٹا پیسا
صنم دیر ہوئے طالب ایمان ہمسے

غم فرقت مین ہوئی سوکھ کی کانٹا ایسے
اپنے دامن کو بچاتے ہین بیابان ہمسے

کاٹتا ہے وہ دلا پیار سے ہردم ہمکو
عشق رکھتا ہے سگ کوچۂ جانان ہمسے

بت ہستی کو جو توڑین تو خدا آئے نظر
آتش سنگ کی صورت ہے وہ پنہان ہمسے

اسلیے تعزیہ خانون سے ہے کا ذکر گریز
کہ مشابہ ہے بہت سرو چراغان ہمسے

لفظ رنگین مین یہ ہین معنی روشن پنہان
ہو سکا بس یہی وصف لب و دندان ہمسے

ضعف نے طاقت رفتار ہی کھودی ناسخ
انس جب کرنے لگا یار کا دربان ہمسے

عشق بلبل ہے جہان جا یہ وہان درکار ہے
گلشن تصویر کو کب باغبان درکار ہے

ہے طلب میرے دل نالان کی زلف یار کو
خانۂ زنجیر کو بھی پاسبان درکار ہے

آیا مہ صیام علی الرغم محتسب | روزے شراب سے سر بازار توڑ لیے

ہم وحشیون کے پانؤن کے کانٹون نے کیا ہے آنس | ہاتھون سے بھی گلونکی عوض خار توڑ لیے

ہے کسکو فہم زمزمہ ہاے صریر کا | بس عندلیب کلک کی منقار توڑ لیے

یارون کی ہم سے دلشکنی ہوسکے کہان | یان پاس ہی نہ خاطر اغیار توڑ لیے

خرمہرے سے بھی گوہر مضمون کم ہے قدر | وہ وقت ہے کہ کلک گہربار توڑ لیے

ہم جور چشم یار سے دم مارتے نہین | یعنے روا ہے کب دل بیمار توڑ لیے

یان دردسر خمار سے ہے وان دکان ہند | ٹکرا کے سر کو آب در خمار توڑ لیے

ٹکراؤن وان جو سر تو وہ کہتا ہی کیا مجھے | صاحب نہ مجھ غریب کی دیوار توڑ لیے

دم توڑنا ہی فرقت جانان مین اپنا کام | کچھ کوہکن نہیں ہین جو کہسار توڑ لیے

ناسخ بقول افصح ہندوستان کبھی | زاہد کا دل نہ خانۂ خمار توڑ لیے

روز مرگ آرزو ہی تا کجے غم سب کیجیے | تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے

حسن گندم گون پہ ہے یہ خانہ بربادی بجا | ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے

یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سے | امتحان کو پہلے عیسی شمع پر دم کیجیے

جو بخیلون سے ملا وہ قابل ایثار ہے | داغ حسرت کو چراغ گور حاتم کیجیے

سیکڑیمین دیکھیے جلکر طلسمات جہان | موج مے کو آج خط ساغر جم کیجیے

نام رہجاتا ہے دنیا مین تواضع کی سبب | اپنے قامت کو خمیدہ مثل خاتم کیجیے

وله

ایک دل مجنون ہی جسکی لاکھ جانب ہے کشش | جس پری کی آنکھ ہی اک حلقۂ زنجیر ہے

فرقت قبول رشک کی صدمے نہیں قبول
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن میں ہے

آتا ہے لب کو شکوہ داغ فراق کا
جاے زبان زبانہ آتش دہن میں ہے

ہیں بے نصیب صحبت جانان سے ایک ہم
پروانہ بزم میں ہے تو بلبل چمن میں ہے

آنکھیں ہوئی ہیں سفید ترے انتظار میں
ہر شب یہ چاندنی مری بیت الحزن میں ہے

بنجائیں عطردان نہ کیون گوش سامعین
خوشبو نسیم خلد سے تیرے سخن میں ہے

مرہم کی بھی بتی ہے بتی چراغ کی
سوزش یہ آج تک مرے داغ کہن میں ہے

سونا سوگند کیون نہ کہون تجکو اے پری
رنگت سنہری ویسی یہ خوشبو بدن میں ہے

دونون کا کر چکا ہون میں اے ناسخ امتحان
سیمین مین مہر ہے نہ وفا برہمن میں ہے

لغزش اس وادی میں اے پا خضر کو ہر گام ہے
نقش پا میرا شراب بیخودی کا جام ہے

رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہی بلند
آسمان کہتے ہیں جسکو میرے گھر کا بام ہے

ہو گئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
آفتاب اپنی نظر میں اک چراغ شام ہے

آگئے وحشت شہر سے تھی اب ہے دنیا سے گریز
تھا وہ آغاز جنون عشق یہ انجام ہے

جان بلب ہون پر نہیں صحت کی مجکو آرزو
کیا مرض ہے عشق جسکے درد سے آرام ہے

بعد مردن کعبہ مقصود کو پہونچین گے ہم
کہتے ہیں جسکو حرم وہ کعبہ احرام ہے

روز تیرا خط بنا کر قتل کرتا ہے ہمین
یا ہماری جان کو جلاد یہ حجام ہے

دیکھنا جالی کی ٹوپی مین رکھی اوسنے بھول
بلبلون کو دام تھے اب یہ گلو کا دام ہے

ولہ

بری ہوتی ہین تدبیرون سے جو دنیا مین کاہل ہین
ہوا ایسی پھری گلزار کی اوس گل کی آئی ہے
نظر آتا ہے شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین
سبو کیون کہا کرتا ہے ہم مستونکو اے زاہد
زبان شمع سوزانسے یہ مصرع گرم سنتا ہون
جو خونریزی کی عادت رکھتے ہین بے فیض ہوتی ہین
دلیل اسیر ہے کیا جو حکم کرتا ہے نجاست کا
رولایا مجکو جب سوتن آیا وہ سہی قامت
شہادت پائی جو سودائے زلف یار مین ہمنے

تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہے زخم کاری سے
چراغ گل ہوا گل جنبش باد بہاری سے
شراب ارغوانی کم نہین ہے خون جاری سے
کہ اپنے چہرے پر رہتی ہے سرخی بادہ ریسے
سر عریان ہے اس محفل مین بہتر تاجداری سے
کہان ملتی ہے سائل کو کبھی کوڑی کناری سے
کرے گردش مین زاہد کم نہین ہے آبجاری سے
ہوا ہے سرو پیدا باغبان کی آبیاری سے
ہوا نقشہ عیان مار سیہ کا خون جاری سے

تنزل مین ترقی کرتی ہے افتادگی ناسخ
کہ معراج شجر پانی نے پایا خاکساری سے

جب تلک گردش ہے اوسکو اک جہان گردش مین ہے
کیون نہ ظالم کی مدد کرتا ہے دور فلک
تم جو یان شب باش ہو ٹہرا ہے کیا نالان رقیب
جو کہ ہین صاحب سخن اکرم نہین اونکو قرار
ہو غمین ہر دو رہین محروم اور سب ہین کامیاب
ہون وہ سرگشتہ کہ میری عکس کی تاثیر سے

مثل فانوس خیالی آسمان گردش سے ہے
تیزی شمشیر کی خاطر فسان گردش مین ہے
خواب آسایش مین ہم تم پاسبان گردش مین ہے
ہے زبان بالفرض گر معجز بیان گردش مین ہے
آسمان کیطرح جام جام میکشان گردش مین ہے
آئینہ آٹھون پہر گرداب سان گردش مین ہے

ولہ

وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے
ممکن نہین تا حشر فناے غمِ غمخوار
گر آ کبھی پامال کرے اس شوق مین ذرات
دعواے خدائی جو ہوتا ہے نہ پھر وہ دور
خالق نے یہ سرخ اوسکے کفِ پا کو بنایا
گر سودۂ الماس تھا لون جیر کتا
ہردم ہے تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو
عالم نظر آتا ہے ترے عشق مین بیمار

کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہے
گویا مرے خون مین اثرِ آبِ بقا ہے
گلشن مین جو ہے شاخِ گل اک دستِ دعا ہے
سوچو کہ رگِ جان سے بھی نزدیک خدا ہے
ہوتا ہے زمانے کو یقین رنگِ حنا ہے
یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہے
جس دن سے سراسر ترے قدمو سے جدا ہے
عشق اسکو نہ کہیے یہ زمانے مین دبا ہے

کہیے جو طویل اوسکو سزاوار ہے ناسخ
جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہے

باد کے مانند ساقی لے اوڑا پانی مجھے
اس قدر اے غم نہ تیرے استخوانونکو گھلا
کرتی ہے صائع عبادت کو سیہ کاری مری
اسقدر تونے اوڑایا ہے مجھے باتو مین آج
بنگیا مقیش کا تار اندنون تارِ نگاہ
کب ہوا ساکن کمان کی خانۂ زنگین مین تیر
تھا مین عاشق جب عہدِ حسن دنیا مین تھا

کشتی مے ہو گئی تختِ سلیمانی مجھے
کرنی ہے اکدن سگِ جانان کی مہمانی مجھے
سجدہ مین حاصل نہین جز داغِ پیشانی مجھے
اے پری زیبا ہے دعواے سلیمانی مجھے
بسکہ آتا ہے نظر وہ نورانی مجھے
روکے کیا نقش و نگارِ عالمِ فانی مجھے
سنگ مین آئینہ تھا ہی جب سے حیرانی مجھے

حیرت سے اشک چشم کے باہر نہو سکے
حاصل ہو غیر گوشۂ تجرید کیا کمال
باہر قدم نکالین جو ہم گھر سے کیا مجال
بھو سلے نہ تیر امصحفِ رخسار دیکھکر
تقلید سے ہو اشرفِ ذات کب حصول
کیونکر کرون مین اپنی طرف اسکا دل رجوع
رکھو کسی طرح تو سر دکا رضا بان

دریا بھرے رہے یہ قطرہ تر نہو سکے
بن سیپ قطرہ آب کا گوہر نہو سکے
یہ ضعف ہی کہ آپ سے باہر نہو سکے
جس سے کہ ایک حرف بھی از بر نہو سکے
آئینہ ساز مثل سکندر نہو سکے
جب اختیار اپنے ہی دل پر نہو سکے
کرتے رہو جفا ہی وفا گر نہو سکے

شامل نہو جو **ناسخ** برگشتہ کا غبار
صحرا مین گردباد سے چکّر نہو سکے

گو مرا تابوت یارون کا دبالِ دوش ہے
کیا چمکتا ہی ترے نورِ بدن سے پیرہن
خوب بزمِ دہر مین آتش زبانی کر چکے
پنجۂ خورشید کیا ہے پنجۂ پا کے حضور
ہون مین وہ بیکس ہوا گر ہی نہ مجھپر نوحہ گر
کھس گیا ہی نغان عاشق جانباز کو
مرگ کر سامان مہیا ہین قضا کی دیر ہے
چاند پر یہ خاک ہی یا اسکی چہرے پر بھبھوت

گور تو میرے لیے کھولی ہوئی آغوش ہے
ایک عالم کے گمان مین تو تمامی پوش ہے
آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
حُسن مین خورشید سی بڑھکر تری پاپوش ہے
آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے
محو ایسا کھیل مین وہ طفل بازی گوش ہے
باڑھ وان تلوار پر ہی یان لہو کا جوش ہے
بدلی مین سورج ہی یا محبوب کمل پوش ہے

ہے عشق اوسکے روے کتابی سے بس مجھے
ناسخ جو شوخ صاحب ام الکتاب ہے

فکر سے مین نہین خالی غم جانان مین کبھی
کبھی زانو پہ مرا سر ہے گریبان مین کبھی

ناتوان ایسے ہین ہم سایۂ گلو نیر جو پڑے
نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی

ہے یہ میرے دل صد چاک سے نفرت اسکو
شانہ کرتا نہین وہ زلف پریشان مین کبھی

قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا دہشت سے
نہین آتی مرے پرہول بیابان مین کبھی

عالم آہون کی شرارونکا یہ ہے رونیکا
جسطرح اڑتے ہین جگنو شب باران مین کبھی

ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہون
لہو اپنا نہ لگے قاتل کے نہ دامان مین کبھی

فائدہ قرب تونگر سے تہیدستون کو
نظر آئے نہ گہر تختۂ مرجان مین کبھی

راہ پائے ترے کوچے مین جو وہ انکی
نہ رکھے باد صبا پانون گلستان مین کبھی

شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
لاشہ اپنا نہ ہے گور غریبان مین کبھی

کہدے اک روز کہ غیر آنے نپائے گھر مین
جنگ دیکھی نہ اگر ہو سگ دربان مین کبھی

یار آیا نہ نظر برسون رہا مین گریان
برق چمکی نہ مرے سامنے باران مین کبھی

دن جدائی کا شب وصل سے رہتا ہے دراز
دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی

سرد مہری یہ رہی شعلۂ خون کی ناسخ
گرم پہلو نہ ہوا فصل زمستان مین کبھی

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہے
[illegible] سے مجکو سجا سے خط پیشانی ہے

ولہ

۱۰۴

دستِ وحشت سے ہے اب جیب صبوری تار تار
پیرہن جلدی اوتار اپنے تن پر نور سے

فصلِ گل کرتی ہے بالیدہ برنگِ گل مجھے
جامۂ وحشت زیادہ ہو ذرا دستور سے

شبہہ ہو جاتا ہے تیری زلف کا شاید انھین
بھاگتے ہین سانپ کو سب دیکھکر جو دور سے

اوسمین ہے آبِ بقا اوسمین ہے زہرِ فنا
کیا ظلمت کو مثال اپنی شبِ دیجور سے

تیرِ زن نے کوہکن کا کام آخر کر دیا
زور کا کچھ بس نہین چلتا ہے ہرگز زور سے

نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی
مے چھلک پڑتی ہے ہر دم کاسۂ طنبور سے

پاشکستہ جو ہے کرتا ہے جہان مین سلطنت
یہ صدا آتی ہے ہر دم تربتِ تیمور سے

وصفِ لب کرتا ہون اک برقِ تجلی کی رقم
بہرِ خامہ شاخ منگوائی ہے نخلِ طور سے

ولہ

آتے آتے کیون نہ اولٹے پانوٴن بھاگی دور سے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شبِ دیجور سے

طالبِ دیدار جسکا ہے دلِ ناتجمین سے
جلوۂ برقِ تجلی تھا شرارِ طور سے

خلق کے اعمال بد کرتے ہین ایسا انقلاب
جلے آتش جوشِ پانی کا ہوا تنور سے

منعمِ موذی کے گھر کو اہلِ حاجت لوٹ لین
مانگتا ہے کب کوئی جا کر عسل زنبور سے

وعدۂ دیدار اوسنے حشر پر رکھا تو ہے
طالعِ خفتہ بھی ہون بیدار لیکن صور سے

باعثِ الفت ہے جنسیت گر اتنی ہے کیون
نرگسِ بیمار کو میرے دلِ رنجور سے

ہو گیا ہے مجکو سودا اک تجلی دیکھکر
کہہ دو لڑکون سے بھرین دامن وہ سنگِ طور سے

بعد مردن بھی ہے ایسا خوف قاتل کا مجھے
بات کرسکتا نہین جنت مین آکر حور سے

جوشش سودا مین کم ہونا لہو کا ہے مفید
ایک خواب طالع واژون کو افسانہ ہوا

ایک ہین سیر دل پر داغ مین سوخار غم
رو دکھا منہہ پر نہین آنکھو نمین پلکین ہین فعطلے

باغ مہاے یاس مین میوو نکی جا دیدۂ عو غم
کہدیا تجکو خبردار لے ہما جلجاے گا

مانگ سے کہینچے ہین جسکو سانپ کی ہے وہ لکیر
وہ بت کافر ہے گلدستہ ریاض حسن کا

زلف ہے مار اور موتی کان کی دندان مار
چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پہاے کی جا

گر نہین ہے جیب سینے کی اوڑا دی دہجیان
تبر مجہہ کشتے کی پہلو سے نہ کھینچو یار کا

دو سے ہوتی ہے پیدا خاکسارونکی دوا
آتش نمرود گلشن بنگئی تھی جسطرح

دوڑتا ہے جسطرح طاؤس ہمہ سانپ کے

کیا ہے ہم دیوانو نکو غم عشق اگر غمخوار ہے
درد عالم میرے نالون کی سبب بیدار ہے

ورنہ جولالہ ہے باغ دہر مین بیکار ہے
دیکھنا نرگس ہے پرخار اور گل پر خار ہے

دل ہے کمر پہلو مین گور حسرت دیدار ہے
استخوان میرا غذا مرغ آتشخوار ہے

کیچلی ہو باف ہے اور اوسکی چوٹی مار ہے
رشتۂ گلدستہ بالاے کمر زنار ہے

کان اوسکا میری نظرو نمین دہان مار ہے
زنگ اوس خنجر کا مجکو مرہم زنگار ہے

فصل گل مین کس لیے دست جنون بیکار ہے
بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہے

زخم کو جا دیگا سبزہ مرہم زنگار ہے
یون مجھے آتشکدہ بے یار ہر گلزار ہے

یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہے

ہے خدا کی یاد کا حیلہ لیے اخفاے راز
اے صنم ناسخ تری فرقت مین شب بیدار ہے

خیال یار مین دل شادمان ہے — نہین ہے غم جو نظروں سی نہان ہے
مسی مالیدہ لب بر رنگ پان ہے — تماشا ہے یہ آتش دھوان ہے
تصور سیم تن کا دل مین ہے گنج — خیال یار کا گل پاسبان ہے
تکلم ہی فقط ہے اوس صنم کا — خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
کردن نالے ہوئی شب وصل — طلوع صبح ہے وقت اذان ہے
سراپا ہون غم فرقت سے مین زرد — مرا قد مثل شاخ زعفران ہے
نقاب اولٹی گل عارض سے اوسنے — گل خورشید کی بھی اب خزان ہے
تصور ہے جو اک خورشید رو کا — گرہ دل کا مثال آسمان ہے
نہ کیون اوس شمع کے گرد ہو خلق — کہ فانوس خیالی آسمان ہے
ہما تا کوے جانان کاش پہونچا ہے — کہ نامہ ہے مرا جو استخوان ہے
ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا کے — زمین فیض قدم سے آسمان ہے
دہان سنگ مین ہے مانند مشعل — یہ سوزان سینہ ہر اک استخوان ہے
خیال زلف مین نالان جو ہے دل — بسان اژدہا آتش فشان ہے
برنگ طائر رنگ حنا ہون — کف پائے حسینان آشیان ہے
ہر اک اونگلی ہے اوسکی شمع کافور — ہتیلی اک بلورین شمعدان ہے
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین — کہ سب مشتاق بزم دوستان ہے

ولہ

لڑکھڑا اُٹھے ہیں قدم مستانہ تیری چال ہے
ناک انگوڑے جب نازک جو سر پر شال ہے

گھر میں بیٹھے یار کو جو چاہیے پاؤں سو بچھیر
جبتلک خانے میں آئینہ ہی بے تمثال ہے

رو رہا ہوں جیسے اک موے کمر کی یاد میں
صورتِ تارِ نحیف ہر اشک میں اک بال ہے

یاس نے مجکو عطا کی رنج نقصان سے نجات
برق غمگین ہو جو کشتِ آرزو پامال ہے

اوڑ نہیں سکتی تری انگیا کی چڑیا اسلیے
جالی کی کرتی کا اوسپر اے پری جال ہے

باندھتا ہوں اضطرابِ دل کے مضمون اندنوں
یان زمین شعر میں بھی اندنوں بھونچال ہے

نرگس آنکھیں شاخ نرگس سرمہ دنبالہ دار
گر ہے ریحان سبزہ خط تخم ریحان خال ہے

اسفلون سے دولتِ دنیا کو الفت ہے کمال
دیکھو تا زیرِ زمین ہمراہ قارون مال ہے

ہمکو عاشورا محرم کا ہے ہر روز فراق
وہ گلے لگ جائے جسدن عیدِ شوال ہے

سانپ کالا ہے اگر وہ گیسوے عنبر فشان
سانپ کے نیچے کا بچھو زہر گیسو خال ہے

روز ہوتا ہے زیادہ اے ستمگار روسیاہ
کیا خطِ مشکین تمھارا نامۂ اعمال ہے

اے صنم نام خدا چھنتا ہے ذرات اس سے نور
یہ تری جالی کی کرتی بھی عجب بال ہے

شست و شوے عارضِ گل ہے اسے شبنم عبث
یاد ہمکو سیر گلشن میں کسی کا گال ہے

کچھ نہیں اے ناسخ اوسکو فتنہ انگیزی کا غم
حضرت عیسیٰ ہوں میں دشمن اگر دجال ہے

طور سے بھی اپنی وادی میں زیادہ نور ہے
آنکھ ہے جس غزال کی گویا چراغ طور ہے

سنگ کی ہے مے پرستی کسکی چشم مست نے
غنچۂ گل کی گلابی تک جو چکنا چور ہے

مرگئے تیرے غم میں ہم کچھ بھی ہوا نہ تجکو غم
ہے یہ وہ غم کہ اے صنم کعبہ سیاہ پوش ہے

صدقے ہو تیری جان پہ کیون نہ نسیم ہر سحر
نقش قدم سے رہگذر دامن گلفروش ہے

عشق گل غدار ہے بس یہی خار خار ہے
فصل بہار یار ہے اپنے جنون کا جوش ہے

رنج ترا ہی ناگوار سر مرے تن سے جلد اوتار
کس لیے اے ستم شعار تیغ وبال دوش ہے

ذکر نزاکت بتان ہے جو چمن کے درمیان
موج نسیم ہے زبان گل سو بہ رنگ گوش ہے

رنگ ہے اوسکے جسم پر گل سے کہیں زیادہ تر
آئے برہنہ گر نظر سب کہین سرخ پوش ہے

دیکھتے ہین جدھر کو ہم پیش نظر ہے وہ صنم
کہتے ہین جسکو سب حرم خانہ بت فروش ہے

شکل نظر نہین پڑی آیا نہین پیام بھی
برسون ہوئی کہ ایک سی حالت چشم وگوش ہے

ناسخ قول ہے بجا حضرت میر درد کا
حسن بلاے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

آتش عشق وہ ہے جسمین سمند جل جاے
اک شرر جاے جو پتھر مین تو پتھر جلجاے

پر پروانہ ہے کیا شمع رخ جانان پہ یہ
گر فرشتہ بھی اگر جاے تو شہپر جلجاے

تن بدن پھونک دیا ہے تپ فرقت نے مرا
کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجاے

شمع سان شرح تپ غم سے ہے سوزان مکتوب
کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجاے

ہو ترا روے جہانسوز اگر عکس فگن
ہے یقین خانۂ آئینہ سکندر جلجاے

دوست کہتے ہین اوسے ساتھ جو ہو آفت مین
شمع کے جلتے ہی پروانہ نہ کیونکر جلجاے

کھیل سمجھے وہ صنم جان سکے آتشبازی
سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجاے

دل مرا فانوسِ شمعِ عارضِ جانانہ ہے — روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہے

نور رخسارِ صنم سے اور قرہ کے عکس سے — شانہ تمھا سو آئینہ ہے آئینہ سو شانہ ہے

کرتی ہین محروم رحمت سے عبادت کا شما — سبز کیا باران سے ہو تسبیح کا جو دانہ ہے

بال سلجھاتا ہے وہ دستِ حنائی سے جو آج — پنجۂ مرجان دلا اون گیسوؤنکا شانہ ہے

ہوش بدمستی مین رہتا ہے عبادت کا مجھے — منھ کو بل گر ناز مین پر سجدۂ شکرانہ ہے

خندۂ دندان نما خوش آ گئی کس محبوب کا — یاد اے قاتل تری تلوار کا دندانہ ہے

نام سرسبزی ہے جسکا بوستانِ دہر مین — اے نہالِ آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے

مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش — یار میرا شمع ہے نامہ مرا پروانہ ہے

جان دیکر جاؤنگا اندر مین جنت کیطرح — جان کا خواہان جو دربانِ درِ جانانہ ہے

رخ اوٹھا کر بھاگتا ہے پھر بھلا دیتا ہی شوق — شمع ہے تو اے ستمگر دل مرا پروانہ ہے

رات دن ہی جو تصور گیسوے شبرنگ کا — پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے

آتشِ داغ جدائی کے جو مضمون ہین تمام — شمع ہے مکتوب مرغِ نامہ بر پروانہ ہے

بعد مجنون میری تربت پر ہوا بویا جو تخم — استخوان سو نگھا مرا جس سگ نے دیوانہ ہے

جوش مستی مین پڑہون پیرِ مغان کے سامنے — اس زمین مین مجکو یاد اور اک غزل مستانہ ہے

ولہ

اون لبون کی یاد مین داغِ دلِ دیوانہ ہے — آتشِ یاقوت سے روشن چراغِ خانہ ہے

ہٹھون کیونکر نہ اوسکے گردمین مانند پروانہ
کہ منہ ہر شمع کا شعلہ تو دود شمع کا گل ہے

لگا دی آگ کس آتش کے پرکالہ نے گلشن مین
کہ ہر گل شاخ مین گویا ہماری ہاتھ کا گل ہے

ہوئی تقلید سے کب قدر عالی پست فطرت کی
چمن مین گل ہے سر پر اور کیسا کفش کا گل ہے

نسیم باغ ہر دو د چراغان بدماغی مین
تری فرقت مین ہر گل مجکو گویا شمع کا گل ہے

جلا ایسا چمن رشک بہار روی جانان سے
بنین ہر گل کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہے

حدی خوان ہو جلو مین ناقہ لیلی کے تو ناسخ
ہجوم کودگان گلیون مین مجنون کا تجمل ہے

پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے
رشک سے مہر کی ٹیٹی کو جلایا چاہیے

ٹھوکر اک پاے حنا سے لگایا چاہیے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے

باغ مین اوس گل کو بیجا کر ہنسانا ہے ضرور
ٹھیلیون مین عندلیبون کو اوڑایا چاہیے

اشک کوئی چشم میگون سے گرا کر نشہ مین
بادہ مجھ بیکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے

چہرۂ جانان ہے مصحف اوس مین ہیں ہر دم
دار کر اسپر سے اب پانی پلایا چاہیے

دلکو خواہش ہے کہ طفلان حسین گھیر کر
آپ کو ان روز دیوانہ بنایا چاہیے

میری نالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر
آسمان پر اب داغ اپنا چڑھایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد رکھتا ہے یہی [illegible]
مثل فوارہ جہان مین سر اوٹھایا چاہیے

داغ فرقت نیست بہر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتون کو کس توقع پر خدا یا چاہیے

یار کی ترچھی نگہ بھی لطف سے خالی نہین
ہو اگر تلوار امیس اوسکو دبایا چاہیے

نہ ہوگا مزرعِ اعمال زاہد بارور ہرگز
کہ سرسبزی سے ہے محروم سبحہ کا جو دانا ہے

خطِ عارض پہ رہتی ہے نظر آئینہ بین اوسکی
مقرر آہوانِ چشم کو سبزہ چرانا ہے

جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہے سرکشی اوسکو
کہ فوارے کو دیکھو پاس پانی کا خزانہ ہے

چھپایا ہے جو منہ پردے مین تونے اے پری ہمسے
کفن مین ہمکو اب رسی جانسے منہ چھپانا ہے

ہزارون قاتلِ عاشق رگڑتی ہین جبین آکر
برائے تیغ ابرو سنگ تیرا آستانہ ہے

ہزارون مرغ آتشخوار اے جرّاح آتے ہین
تجھے سمجھا ہو جو میرے داغ سوزان سے چھڑانا ہے

جدا ہوتا نہین پر زمین بھی جو مرے سر سے
زیرِ داغ جنون شاید کہ قارون کا خزانہ ہے

تصوّر در رہتا ہی عذار صاف جانان کا
ہمارا خانۂ دل اب تو آئینے کا خانہ ہے

ہوا ثابت جو دیکھا اژدہا و گنج کو باہم
جو موذی ہین ہمیشہ اونکی قبضے مین خزانہ ہے

غبارِ راہ ہم سمجھیں نہ کیونکر جسمِ خاکی کو
رگِ جان توسنِ عمرِ روان کو تازیانہ ہے

نہ کیون غائب رہون چشمِ جہان سے اندنون ناسخ
مجھے اوسکی کمر کا غیب سے مضمون پہ آنا ہے

اجل سر پر کھڑی ہی خواب غفلت مین نہ رہ کر
چھپر کھٹ کی عوض لازم مجاز کا بنانا ہے

غبارِ ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہی
سمندِ ناز کو گردن کا ذورا تارنا ہے

غذار آتشین پر بادہ کش کا اک بہانہ ہے
کہ منظور اوسکو اپنے سبزۂ خط کا جلانا ہے

لبِ گلرنگ پر مسی لگانیکا بہانہ ہے
اوسے برگِ گل و لالہ کو نا فرمان بنانا ہے

نکلتا ہی جو ہر گل زر بکف گلزارِ عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانہ ہے

ولہ

مست ہی عالم مرے اشعار کی تاثیر سے
مثل مینا مے ٹپکتی ہے مری تقریر سے

فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین
سیکھے ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے

گر شبیہ اوس گل کی کھینچ یون مرقع ہو ابھی
عرصۂ محشر فغان بلبل تصویر سے

بندھ سکے مضمون نہ میری وحشت پر زور کا
مثل سودائی کوئی باندھے اگر زنجیر سے

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہے تولد بعد طفل
پہلے بھرتا ہے خدا پستان مادر شیر سے

شمع ہے وصف رخ پر نور لکھنے مین قلم
ہے بجا نسبت جو دون قط گیر کو گلگیر سے

بے گنہ ایذا نہ دے ہمکو صنم بہر خدا
امن ہے سودائیون کو جرم کی تعزیر سے

تھا تو جان بخشی مین عیسیٰ پر ہوا موسیٰ کا شک
آشکارا جب ہوئی لکنت مری تقریر سے

سرو قد اوس نوجوان کا بس ہے مجھ آزاد کو
شجرۂ ملعونہ مانگون زاہد اکس پیر سے

بعد مردن بھی تصور ہے کسی شبگرد کا
حشر برپا ہے عدم مین نالۂ شبگیر سے

نرم کرتے دل ترا گر عشق کھینچتا نہ عقل
کرتے ہین پتھر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے

زر تصدق کرتے ہین جو اغنیا تن بیچکر
کالبد ان کے بنے ہین مگر اکسیر سے

مے پرستو آؤ کر لین محتسب کو سنگسار
بچ رہے ہین سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے

موج خون بھی مثل برق ابر ہنستی ہے ساتھ عمر
جا سکا قاتل نہ میرے خون دامنگیر سے

ہے نکوکاری عبث اہ بانی بنیاد ظلم
فائدہ حجاج کو کیا کعبے کی تعمیر سے

ہے ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی
لکھنؤ مین آگئی روح غنی کشمیر سے

ولہ

ہین وہی آزاد ناسخ سے نہ گھر جنکا نہ در
چوکھٹا لگتے ہی بند صاحب رسن ہین آئینہ

ردیف یاے تحتانی

دیدہ اعمیٰ ہوے روشن تری تنویر سے — گوش کرکان جواہر بن گئے تقریر سے

یار نے مجکو لڑایا ہر جوان و پیر سے — ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سے

گھر مرا شور جنون سے اسقدر معمور ہے — خود بخود برپا ہے غل دروازیکی زنجیر سے

پیر جا پہونچے عدم کو رہ گئے پیچھے جوان — ہین کمانین راہ چلنے مین زیادہ تیر سے

کیون نہ داغ عشق سے ہو رد و رخامی طبع کی — پختہ ہوتے ہین ثمر خورشید کی تاثیر سے

ہے یہ پاس بخت خوابیدہ کہ زلفونکی طرح — غل کبھی برپا نہین ہوتا مری زنجیر سے

خانۂ دنیا دلا گویا کمان خانہ ہے — ہوگیا جنکا گذر اسمین گئے وہ تیر سے

زلف سے ہے اے پریرو حسن تیرا جسطرح — بس یونہین زینت ہے ہم دیوانونکی زنجیر سے

اہل غفلت جو کہ ہین دنیا مین نابینا وہ ہین — بند ہوجاتی ہین آنکھین خواب کی تاثیر سے

رہگئے مثل کمان آغوش واحسرت مین یان — عید کو دکھلائی دیتی ہین وہ بھاگی تیر سے

زلف و رخسار صنم پر ہوگیا سودا مجھے — گل کھلے ہین عشق پیچان کیطرح زنجیر سے

ابر غم مین گھر گیا مین تیری زلفین دیکھکر — بجلیان گرتی ہین مجھپر شب کو نیکی زنجیر سے

خشک ہونے پر بھی فارغ خانہ قدرت نہیں — سادہ لوحون کے خط رخسار کی تحریر سے

ولہ

دل کیا ہین میری آہ کی تاثیر کے حضور
پتھر مین کر دے قطرہ خون ہر شرار کو

وقت مین ایسے دیکھہ چلے ہیتیار دن
کیا لائین ہم شمار کو روز شمار کو

ہے اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ
مرمر اوڑائیگی نہ ہماری غبار کو

کیونکر نہ لائے طالب دنیا کو دام مین
زاہد ہے عنکبوت مگس کے شکار کو

ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضیٰ علی
کھینچو براے قتل عدو ذوالفقار کو

ردیف ہاے ہوز

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ
ہین داغ مرے سینہ مین انجم سے زیادہ

سو رمز کی کرتا ہے اشارہ مین وہ باتین
ہے لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ

جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
کرتے ہین یہ ظلم اور تظلم سے زیادہ

میخانے مین سو مرتبہ مین مر کے جیا ہون
ہے قلقل مینا مجھے قم قم سے زیادہ

پھر جاے اگر بادہ تو منھہ نہ کرون مین
میخواری مین ہے ظرف مرا خم سے زیادہ

ہر نہر چمن بحر مین اشک درسے ہی افزون
ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے زیادہ

سو رقص سے افزون ہے پری وش تری رفتار
پائون کی صدا لاکھہ ترنم سے زیادہ

تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد
موے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ

معشوق تو ہے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

آسمان پر اڑنون ہنے لگا تیرا دماغ — چاہیئے رنگِ شفق ظالم تری تصویر کو

بند چلے مضمونِ صفائی عارضِ جانانکے آج — اب سیاہی کیا سفیدی چاہیئے تحریر کو

شام سے تا صبح فرقت مین نہین مجکو قرار — مین گواہ اک طفل کہتا ہون جوان پیر کو

کچھ کمانداری مین اے قاتل نکی تو نے خطا — لاغر ایسا ہون نہین ملتا نشانہ تیر کو

ڈھونڈھتا پھرتا ہے مانی بال اب تلوار کا — سو قلم کیا چاہیئے قاتل تری تصویر کو

ناوکِ مژگان برگشتہ سے کی تھی ہمسری — کیون نہ سنکر بیر گر سیدھا بنائین تیر کو

کھینچتے ہین جذبۂ شوقِ شہادت سے ہم آج — میان نہین کیا چین ہو قاتل تری شمشیر کو

جمع کیا کرتے ہو معمار ونکو تم اے غافلو — قبر پر جا بیٹھے ہین چھوڑ کر تعمیر کو

ہے شبِ فرقت کی تاریکی مین تو تجھ کو کیا عجب — ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو

کون اوس وادی مین ہو اہلِ فنا کا سدِ راہ — کیا تعلق ہے کفن سے خار دامنگیر کو

تیری روے آتشین کا وصف کرنیکے لیے — شمع کو درکار ہے منہ اور زبان گلگیر کو

جو کرے احسان اوسکو چاہیئے افتادگی — پیش پائے شمع دیکھا ہے سرِ گلگیر کو

شعلۂ داغِ جنون سر مین اگر روشن کرون — مثل پروانہ جلادون شمع سے گلگیر کو

بزمِ عالم مین ہے روشن چیز اپنی چاہیئے — کیا ہو گویائی زبانِ شمع سے گلگیر کو

خط کترتا ہے ترا اے شمع رو حجام آج — کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض اور گلگیر کو

ہوتی ہین عاشق کرے عالم مین اور معشوق ہم — شمع نے پایا ہے موم آہن ملا گلگیر کو

واقعی ناسخ عبادت ہے جو دیدارِ علیؑ — دیکھ لیتے ہین ملائک ہر گھڑی تصویر کو

عالم سودا مین ہے ہمکو غنا شور جنون
جانتے ہین ساز ہم زنجیر کی آواز کو

جسنے اے ناسخ بساط ابر پر رکھا قدم
عرش کہتے ہین اوسکے فرش پا انداز کو

کیا ڈرے آغوش سے وحشت ہے وحشت اپنی گو
اسقدر وحشت نہین ہوتی کمان سے تیر کو

گر پسینے سے طلائی نقرئی زنجیر کو
کالبد تیرا بنایا گوندھکر اکسیر کو

غش کیا موسیٰ نے جب دیکھا تری تنویر کو
آگئی لکنت زبان مین سنتے ہی تقریر کو

کھلنے مین لگ گئی مٹی جو اوسکے چشم پر
کردیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو

ہون وہ گریان اشک کر دینگی مرقع کو خراب
کھینچنا بے چشم ازمانی مری تصویر کو

اس تمنا نے کیا دیوانہ مجکو اے پری
ڈالدے میرے گلے مین زلف کی زنجیر کو

ضبط مین کرتا نہین آتی ہے غیرت دوستو
کیا بھلا منھ سے نکالون آہ بی تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہے تقدیر مجھسے زاہدا
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سے تدبیر کو

ہے بشر گو خاک کا پتلا نہ جانو غافلو
ایک ہی صورت ملی ہے خاک اور اکسیر کو

ہوگیا ہے اسقدر بیقدر عالم مین ہنر
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو

کیون نگہ ہم خاکسارون پر نہین پڑتی کبھی
خاک تودہ سے صنم ہے کام ہر دم تیر کو

حسن سے پر عیب سے خالی ہین آنکھین یار کی
یہ وہ آہو ہین خجل کرتے ہین آہو گیر کو

اوس پری رو کی مسخر کرنے مین حیران ہون
ورنہ آسان جانتا ہون دیو کی تسخیر کو

کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدہ مین غیر حسن
چاہیے یوسف ہماری خواب کی تعمیر کو

وہی آگ اوسنے بر نور رخ سے شراب کو | شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو

بر جاتا ہے جہل سے زاہد شراب کو | دیکھا ہے شیشہ سنے کہان آفتاب کو

بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو | دریا مین ہی قرار کہان موج آب کو

ابرو جدھر کو ملگئے بجلی سی گر پڑی | رکھتا ہے وہ کمان مین تیر شہاب کو

کیا بال کردیے ہین غم ہجر نے سفید | باندھین شب وصال ہم اپنے شباب کو

حاجت نہین نماز کی ہستی ہین زاہدا | کیا مرتبہ دیا ہے خدا نے شراب کو

گلشن مین گر وہ ساقی میکش کرے نگاہ | بوے شراب آئے جو سونگھین گلاب کو

اوس چشم مست کی ہون تصور مین بادہ کش | کیونکر کرون گزک نہ ہرن کے کباب کو

جام شراب پیتے ہی چمکا ہے حسن یار | نور آفتاب سے ہی ملا ماہتاب کو

ساحل کیواسطے تری ابرو کے عکس سے | تلوار کی ملی ہے برش موج آب کو

اس دل کے ہاتھون چین سے گذرا نہ ایکدن | پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو

محشر کے روز دامن تر کام آئے گا | رکھا ہے آفتاب کی خاطر سحاب کو

مٹتا ہے دم مین صفحۂ عالم سے نام بھی | کھدوا رہے ہو قبر مین تم کیا خطاب کو

بھرتے ہی جام مے ہوئی صبح شب وصال | گردون نے آفتاب نبایا شراب کو

اپنی شب وصال ہوئی صبح شام سے | قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو

دیکھے نہ یار جلوۂ صبح شب وصال | گر اے سحاب چشم نہان آفتاب کو

ناسخ نہین ہے کام مجھے اور غیر سے | بس جانتا ہون بعد نبی بوتراب کو

ولہ

پستی ہمت سے بچتا ہے کوئی مان نخیل
شاخ گل نے ہی برنگ گل وہ طفل نے سوار
مے بھی ہے حورین بھی ہین غلمان بھی ہین بیز
نقش پا سے محتسب تا ہے یہ رندونکا سراغ
خیمہ بنوانے مین ہین معروف ہو یہ اغنیا
ہین زمانہ مین جو مکار اونسے ہی مجکو گریز
ہے خرابات جہان مین عام فیض مے فروش
ہے برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ
دھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کی گھری یار
حلقۂ آغوش سے اوس طفل نے جب کی گریز
کر غرض ناچیز سے نکلے اوسے رکھیے عزیز
کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل اے صنم
مثل سطر آجاتی ہے زیر قدم زلف دراز
ہو نہین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کیطرح
آدمی کو مبتلائے حرص کر دیتی ہے عقل
عشق جب وارد ہوا کی عقل نے دل سے گریز

زور سے اہل جہان لیتے ہین آب جاہ کو
نکہت گل کہتے ہین ہم گرد بازی گاہ کو
ترک کرتا ہون مین زاہد عبث خاطر خواہ کو
سر سے طی کرنا ہے لازم میکدے کی راہ کو
جانتے ہین تنگ شاید چرخ کی خرگاہ کو
جانتا ہون شیر اس صحرا مین ہر روباہ کو
مستی مے ہوتی ہے یکسان گدا و شاہ کو
راہ رو کرتے ہین طی پست و بلند راہ کو
چاہتا ہون اندنون ایسے بت گمراہ کو
تیر مین سمجھا پس اوسکے قامت کوتاہ کو
پیار سے آغوش مین لیتا ہے شعلہ کاہ کو
اپنے بندون سے نہین غفلت کبھی اللہ کو
کہتے کلک اے طفل تیرے قامت کوتاہ کو
آہ کرتا ہے فلک بھی سنکے میری آہ کو
جانتے ہین مملکت اطفال بازی گاہ کو
ایک جا دیکھا ہے کسنے شیر اور روباہ کو

ہے غافل ناسخ بھلا دیا دے سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

غزالانِ حرم کا کیون نہ شک ہو تیرے مفتونکو
جو دیکھی طاق ابرو مین تری چشمان میگون کو

ہوس ہے آمدِ لیلی مین تزئین کی مجنون کو
تو کوسون ریگ نے پرزر کیا دامان ہامون کو

ہے اوسین چہرۂ روشن تجلی نور آفتاب ہین
مری روزِ سیہ سے کیا نسبت زلفِ شبگون کو

خراباتِ جہانین ترک عشرت کرتی ہین دانا
پسند آیا اسی خاطر خُمِ خالی فلاطون کو

اگر ایسی ہے ان اہل دول کی پستی ہمت
یقین ہی رفتہ رفتہ لینگے سر پر گنج قارون کو

یہ اوجِ نشۂ مے ہے کہ بدمستی مین گرجاہون
ٹپک مارون زمین پر مین ابھی مینائی گردون کو

نہ سمجھا چیز کچھ تیمور اسکو لنگ ہونے پر
مری وحشت کی آگے کیا ہی وسعت ربع مسکون کو

پسینا اپنے ماتھے کا نہین جھاڑا ہی انگلی سے
یہ اوس بیقدر نے توڑا ہی سلکِ دُرِ مکنون کو

سیاہی بنگئی شنگرف یہ کیا تاثیر ہی قاتل
لکھا مینے جو تیرے عارضِ گلگون کے مضمون کو

کوئی بیدرد گل ایسا نہوگا باغ عالم مین
سمجھتا ہے گلِ لالہ وہ میری چشم پرخون کو

زمینِ شعر کو جو تھا فلک مینے بنایا ہے
لکھا ہے آفتابِ روے جانان کی جو مضمون کو

ابھی بحرِ ہزج کو ہر کوئی بحرِ رمل سمجھے
کردن موزون مین اپنی خاکساری کے جو مضمون کو

جو اوس خورشید رو کے عشق مین ہاتھ آئے ناسخ
تو ذرّون کیطرح دم مین اوڑادون گنج قارون کو

غزل

درازی یاد دلواتی ہے اوس زلفِ پریشان کو
غزل اسواسطے لکھتا ہون مین شبہای ہجران کو

گیا مین عالمِ وحشت مین جسدم سیر بیابان کو
لٹایا شیرِ قالین کیطرح شیرِ نیستان کو

نہ دیکھا ساتھ گلشن مین جو اوس سروِ خرامان کو
کیا سروِ چراغان آہ نے سروِ گلستان کو

عجب کیا گر ہلالِ ابر اک دن ماہِ کامل ہو
ترقی دمبدم کیسی ہے حسنِ روز افزون کو

نہ کچھ یہ راہ رو حیرت مین ہم جاتی ہین چلنے سے
تری رفتار آئینہ بنا دیتی ہے جیحون کو

بسانِ سنگ تمہین ضبطِ آہِ شعلہ افشان سے
بنا دیگا شررِ سوزِ درون ہر قطرۂ خون کو

جو شب بیدار ہین وہ غافلون پر رہتے ہین غالب
بہت سی فوج پر جاتی ہے تھوڑی فوجِ شبخون کو

جو ہین بے عقل دنیا مین وہی کچھ عیش کرتے ہین
ملا ہے دورِ گردون سے خمِ خالی فلاطون کو

یہ نادان کہتے ہین پایا ہے گردش مین ہمین گردون
کہ گردش اوسنے دی ہے جسنے گردش دی ہے گردون کو

پیے سے اوسکے ہو جو نشہ وہ ہو اوسکے دیکھے سے
نہ جامِ بادہ بھیجو بیچکا تمھاری چشمِ میگون کو

گلستانِ شہادت گاہ مین یہ طرفہ گل پھولا
بنایا شاخِ گل قاتل نے اپنے دستِ پرخون کو

عمل گر ہی تو کیا کیفیت ہے ورنہ علم خالی کیا
بنایا قطرہ مے ملگیا گر خمِ فلاطون کو

نہ سمجھو کہ عاشق ہی اوسے سمجھو ہے دیوانہ
ملا دو گر مری تصویر سے تصویرِ مجنون کو

کیا بیہوش تو نے جامِ مے دکھلا کے اے ساقی
کہ اکثر دیکھتا تھا مین کسیکی چشمِ میگون کو

اثر تھا نالۂ شبگیر مین جن روز ون اے ناسخ
لیا کرتے تھے اکثر ہاتھ مین اوس زلفِ شبگون کو

غضب ہے سرو باندھا اوس پری کے قدِ گلگون کو
یہ کس شاعر نے موزون کیا مصراعِ موزون کو

ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدرِ شاعر کی
لکھا ہے مصحفِ رخ پر خدا نے بیت موزون کو

نہ کوئی مال دنیا کا اوٹھا لیجائیگا سر پر
زمانے مین نصیبِ ایسے ملے بس اکیتے قارون کو

یقین ہو اک جہان کو شک اس کاغذ مین کھا ہے
کرون تحریر مین جس پر تری زلفون کے مضمون کو

دیوان ناسخ ۲۶۸

غزلیات

ہے گرہ میں قابلِ نقصان متاعِ ہمسکان
تنگ چشمی سے نکیونکر آب گوہر خشک ہو

کون پانی حلق میں اوسکے چوائی وقتِ نزع
جسکے ہوتے ہی تولد شیر مادر خشک ہو

جو کہ ظالم ہیں ہرگز تر زبان ہوتی نہیں
کیون نہ خونریزی سے آب تیغ خنجر خشک ہو

گریہ ہی منظور ہم رندونکی آنکھیں تر نہون
فصلِ گل میں ایکدم ساقی نہ ساغر خشک ہو

گر کرے زاہد وضو تاثیر زہد خشک سے
موج دریا خار ہی کے برابر خشک ہو

گر تو لسبیح میرے نالونسے تو پھر اے سنگدل
ہے یقین مانند یخ ہرگز نہ پتھر خشک ہو

دھوے دریا میں اگر تو اپنی زلف عنبرین
مثل موج ریگ غم سے موج عنبر خشک ہو

شعلہ زن سے آتش رنگ گل رخسار یار
کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو

دیکھ کر غازۂ خط اوس گل کی آنکھیں تر ہوئیں
کیون بنا یا آئینہ دست سکندر خشک ہو

تو ہو اے سرو روان گھر کو چلی گلزار سے
سوز غم سے ہر شجر مثل صنوبر خشک ہو

تر پسینے میں ترا دیکھے جو بوئے آتشین
کیون نہ شعلے کیطرح دم میں گل تر خشک ہو

بھیجون اوس صیاد کو نامہ تمہاری خوف کے
مثل مرجان جسم میں خون کبوتر خشک ہو

چار باغ جسم میں ہو آب جوئے اشک آہ
نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو

چشم تر کو گرمی داغ جنون سے کیا ضرر
تابش خورشید سے گرداب کیونکر خشک ہو

میری آنکھیں روتی ہیں ناسخ اسی افسوس میں
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

پھرتا پانی جاتا ہے ہر بشر آئینے کو
دیکھتا ہے تو اگر وقت سحر آئینے کو

مجھسے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
برہمن ہو کر مسلمان کرتے ہین دنیا کو صید
بند ہو جاتی ہین سنّا رونکی آنکھین خوف سے

جائے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو
دام ٹوٹاتے ہین گویا توڑ کر زنار کو
کھینچتا ہون جب مین دل سے آہِ آتشبار کو

جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو
ہو یقین دیکھے جو دونون ابروے خمدار کو
دی ہے خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو
ہے بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہی یار کو
رحم اجاے اگر موران کوے یار کو
کون ہے گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
آبلے جبتک نہ ہون جاتا نہین صحرا کو مین
چربی و نرمی بچا لیتی ہے خونخوارون کو مین
قتل کرتا ہے مجھے تیرا یہ انداز نماز
ہے اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ
کیا دل شکوہ بتون کا قصہ موسی ہی یاد
سورۂ یسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھون

جسطرح نشو و نما ہے گل سے اوّل خار کو
دوسری بھی کھینچتی ہے کھینچے جو اک تلوار کو
کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروے خمدار کو
جو کہ یوسف ہی نہ جائے کسطرح بازار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسم زار کو
گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو
تا نہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو
زنگ کھا جائے نہ چکنائین اگر تلوار کو
سجدہ گہ ہے سنگ تیغ ابروی خمدار کو
غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو
رنج دیتا ہے خدا بھی طالب دیدار کو
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو

بیان کیا ہو سکے عمر روان کی مجھسے چالاکی
گر اس توسن سے لگا ہو نہ ترکی کو نہ تازی کو

اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہے
الٰہی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو

ہمیشہ ہاتھ مین کھاے زلف یار کو شانہ
ذرا دیکھو تو اوسکے دست کوتہ کی درازی کو

کہا تک اے بتو ہمکو دماغ ناز برداری
خدا کرتا ہے شرمندہ ہماری بے نیازی کو

ثمر پختہ جو ہی اے خام طبعو باغ عالم مین
نہ کیونکر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو

وضو ہی ہاتھ دھونا جانسے سجدہ ہی سر کٹنا
طریق عشق مین ہے قتل گہ مسجد نمازی کو

اوترجاؤن ابھی دریا غمسے وہ اگر چاہے
مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ جہازی کو

بحسرت دیکھتا ہے ماہ کنعان مجکو اے ناسخ
دیا دل جب سے مینے ایک محبوب حجازی کو

مین جو رودون خرمن ماہ درخشان سبز ہو
چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو

لخت دل غنچون سی پیدا ہون برنگ برگ گل
گر ہمارے ابر مژگان سی گلستان سبز ہو

خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنے لگا
گر تری پوشاک اے سرو خرامان سبز ہو

سبزی رخسار جانان عکس افگن ہو اگر
آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو

قم باذنی ہر دل مردہ کو ہے آواز نے
آب حیوان سے خداوند آئیسان سبز ہو

کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو

اگیا ہی یاد رونے مین کسی کا سبز حسن
اشک آنکھونسے اگر پونچھون تو دامان سبز ہو

مرہم زنگار رکھ میرے دل پرداغ پر
ہے طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

ولہ

تیز ہر دم کرتی ہے تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہے سان اس تلوار کو

کسی صورت نا جنسوں مین الفت ہو نہین ممکن — عداوت ہے ہم تیغ و سپر کے آب و رغن کو

گریبان سحر مین جیسے ہر رنگ شفق لازم — نہ چھوڑیگا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو

مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کے — بنایا شمع بزم فکر مینے طبع روشن کو

وله

رسائی ہی متاع حسن تک کب دست دشمن کو — نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت مہ کے خرمن کو

تصدق کی لیے دیکھا جو اپنی روشن کو — چراغ آفتاب دسنی بنایا ظرف روغن کو

وہ مسی ملکے ہونٹونپر اگر جاتا ہی گلشن کو — بنا دیتا ہی دود آہ سوزان شاخ سوسن کو

بیان کیا ہی جو پھیلا ہی تو ای برق دامن کو — اگر چاہے اوٹھا لیجا پہ چیونٹی میر خرمن کو

عجب کیا ہی جو انسان صورت دیوار حیران ہو — تجلی اوسکے رخ کی بند کر دے چشم روزن کو

اگر طول امل ہو قطع ہی ترک لباس انسان — کرشمے کی بدولت ربط ہی کیفر سے سوزن کو

کرے تیرے مسے آلودہ ہونٹونکی ثناخوانی — خدا نے اسلیئے اتنی زبانین دی ہین سوسن کو

اگر مضمون باندھون حالت دندان جانان کا — زمین شعر سے کر دون خجل ہیرے کی معدن کو

اگر اوسکی جگہ پر ہوتی انگھ اپنی توکیا ہوتا — بحسرت دیکھتے ہین ہم در جانان کی روزن کو

لہو رحسن گر چاہے نہ عاشق کو رولا یا کر — چھپا دیتا ہے باران دیکھ مہر و ماہ روشن کو

موافق حوصلے کی سمجھے ہین سب رتبۂ جانان — کہ ذرے جانتے ہین مشرق خورشید روزن کو

برنگ زخم بیدردی سی تو خندان ہے ای قاتل — ہمارے زخم نے پر خون کیا ہی چشم سوزن کو

فلک کی سرد مہری سے ہوا ہے انقلاب ایسا [illegible]
سر شوریدہ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا [illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible]

فکر ہے بینائی عاشق کی جو حسن دوست کو
ریخ مین تخفیف کرتی ہے مری طبع روان
ہون مین وہ زخمی تری تیغ نگاہ مست کا
بعد مردن بھی ہے تیرا خوف مجکو اسقدر
ہے وہ کافر جو نہین مرتا حسینون پر لا
اپنے عاشق کی بڑی دلسوز ہوتی ہین حسین
اوسکو تلوون تک رسائی تا بہ پیشانی آے
جان دی ہی اوسپر تری قد سہی کے عشق مین

پھر ہوئی برق سے سرمہ بنایا طور کو
ہین جو دانشمند جاری کہتے ہین ناسور کو
مرا بھی ٹپکے جو توڑون زخم کے انگور کو
آنکھ اوٹھا کر بینے جنت مین نہ دیکھا حور کو
مرتے دم مین ہم مسلمان دیکھتے ہین حور کو
دور موسی سے رہا شعلہ جلایا طور کو
اے صنم کیا ہی حنا پر فوق ہے سیندور کو
حق تو یہ ہے دار سے کیا کام تھا منصور کو

بت پرستی مین ہے ناسخ حق پرستی کا خیال
دیکھتے ہین ہر صنم مین ہم خدا کے نور کو

نہین آہن ربا کھینچو جو مین ہر ایک آہن کو
ملی ہے حسن سے وحشت کر دن گیا طوق آہن کو
جنون سکو ہے کہ بھلا ہو گی اب زنجیر کی خواہش
جو سنت کش ہین ہر غیر منعم او نسے بچتے ہین
خرابی ایک کی تو دوسرے کی یان ہے آبادی
ہوئی اوسکے کف پا سے صحرا مین جو نور افشان
نظر آتا ہے یہ اوسکے شعاع حسن کا عالم

تری تلوار سے الفت ہے قاتل مری گردن کو
وہ اپنی کاکل پیچان سے باندھے مری گردن کو
بجائے سبحہ و زنار ہر شیخ و برہمن کو
جھکائی کیون نہ میش جام شیشہ اپنی گردن کو
بنا تا ہے فلک تربت گرا کر خانہ تن کو
وہین جادہ کنارے ہو گیا صحرا کے دامن کو
گر سکتے ہین پردہ گر گری اوسکی چلمن کو

[illegible]

خود فروشی جو ہو منظور تجھے اے کافر
کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہو

بغل گور مین کانٹا سا کھٹکتا ہو نہین
اسقدر بھی غم فرقت سے کوئی زار نہو

گلعذارون کو جو مدفون نکرین قبر و نہین
سطح خاک سے پیدا کبھی گلزار نہو

نکلے نالونکی ہوس دل سے ہماری کس شکل
تیرے سوفار و نہین گر صورت منقار نہو

ہے جو وصف لب شیرین مین کے کلک کا حال
نیشکر بھی کبھی اس طرح شکربار نہو

چھوڑدی رسم عیادت بھی جو اوس گل کا مزاج
غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو

جس پری کی نظر آتی ہے مجھے زلف دراز
شبہہ ہوتا ہے ترا سایۂ دیوار نہو

ناتوان ہوکے جہان مین ہون ایسا ناسخ
کہ مری پانون سے چیونٹی کو بھی آزار نہو

نہ جنون مین بھی کھلا بخت سے عریان مجکو
طوق نے جیب نے یادشت نے دامان مجکو

دیدۂ شیر سے نرگس ہے زیادہ پر ہول
ہجر مین دشت بلا ہے چمنستان مجکو

گبر نفرت کرے اگاہ اگر حال سے ہو
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجکو

خلق خورشید قیامت سے ڈریگی لیکن
یاد آئیگا ترا چہرۂ تابان مجکو

بعد مرنے کے جہان روح پھریگی بھٹکی
اے جنون تونے دکھایا یہ بیابان مجکو

ہاے اس گل کی بھجان کی محبت کی عوض
کاٹتا کاش کوئی افعی بیچان مجکو

اوس گل دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
کر دیا یار کی تصویر نے حیران مجکو

گور مین آئین نکیرین کی رد شمع ہوئین
اگئے یاد ہجوم شب ہجران مجکو

کان کر دے برنگِ گل ابھی ہون جا بجا
بلبلو سنتا نہین کوئی مری فریاد کو

فصلِ گل آتی ہے پھر اُٹھی جنون کا جوش ہے
بلبلین آتی ہین گلشن سے مبارکباد کو

قامتِ جانان جنون خیز ایسی دیکھی اگر
ہو وہین درکار طوقِ فاختہ شمشاد کو

لاغر ایسا ہون کہ مجھ مین کچھ نہین جز مشتِ پر
بالشِ پر چاہیے شاید مرے صیاد کو

آفتین دکھلائین بیتابی نے کیا کیا عشق مین
کیون نہ مین حسرت سے دیکھون کورِ مادرزاد کو

شادی و غم تو نہین ہے اپنے ویرانے مین یار
یہ تلوّن ہو مبارک خانۂ آباد کو

وصل کی شب جب رکھا اُسنے مرے گھر مین قدم
صبح خندہ رو ہوئی حاضر مبارکباد کو

کس سہی قد کو چمن مین آج سلجھاتے ہین ہم
شہپرِ قمری سے ارّہ شانۂ شمشاد کو

جا کے زلفون مین فدائے قامتِ جانان ہوا
کیا رسائی شانہ ننگے سے ہوئی شمشاد کو

غیر کے فرزند کو قابو مین لاؤن کس طرح
کر نہین سکتا مسخر اپنے مین ہمزاد کو

کیون نہ یون اپنا سراپا صرفِ شانہ تو نہین کرے
مثلِ قد ہے عشقِ زلفِ یار بھی شمشاد کو

مشقِ تصویر اوسکو ہے مشقِ تصور ہے مجھے
اپنی صنعت مین دکھا سکتا نہین بہزاد کو

دیدۂ ظاہر سے ہے اے غافلو نہان تو کیا
دیدۂ عبرت سے دیکھو گلشنِ شداد کو

جالی کی کرتی اور انگیا مرغِ دل کو ہے بہت
حاجتِ دام و قفس کب ہے مری صیاد کو

مین بھی تالو سے لگا لیتا ہون لبس اپنی زبان
گر کوئی سنتا نہین ناسخ مری فریاد کو

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو
نہین ہے نشئے کی کچھ قدر گر خمار نہو

مرگ عیسیٰ ہی تری چشم کے بیماروں کو
گور آزادی ہی زلفوں کے گرفتاروں کو

ناز رفتار سے پاتے ہیں جسد روح رواں
گرد رہ خاک شفا ہے ترے بیماروں کو

کب سبکدوش ہی قیدی زندان وطن
بوئے گل پھاندتی ہو باغ کی دیواروں کو

وحشی نرگس جادو ہوں جو پائیں آہو
کرلیں مژگاں سے قرنلوں کے ابھی خاروں کو

ہوں وہ سرگشتہ کہ تاثیر مرے قدموں کی
آسیا دم میں بنا دیتی ہے کہساروں کو

کافر عشق ہوں حاجت نہیں زنار کی بھی
تار تسبیح مبارک ہے دینداروں کو

ہم بغل یار سے وہ موت سے ہیں ہم آغوش
کیا خبر میری شب وصل کے بیداروں کو

جوش خوں سے ہی رگ جاں میں ہت قاتل
تشنگی آج ہے شاید ترے سوفاروں کو

اے صنم عہد میں تیرے یہ ہوا کفر عزیز
کہ رگ جاں کا ملا مرتبہ زناروں کو

کیا پھیں گردش افلاک سے جو ہیں خونخوار
کام کیونکر نہ پڑے سان سے تلواروں کو

دھیان آیا جو مجھے زمزمہ پردازی کا
رنگئے مرغ چمن کھول کے منقاروں کو

ہجر میں گرم ہے اوس داغ سے پہلو میرا
جس سے لگتا نہیں دوزخ کی بھی انگاروں کو

جو ضعیفوں کو ستائیگا سزا پائے گا
آپ دکھ پاتے ہیں جو روندتے ہیں خاروں کو

پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سے
انفعال اپنا شفاعت ہے گنہگاروں کو

سرکشی اور ہوا بسکہ گوارا مجھکو
راست خوش آئی نہ جب گردن مینا مجھکو

ہاتھ پر رکھ کے دیا مجھکو شراب پرنور
آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو

ولہ

منھ سو چرخ دنی رکھتے ہیں جو گردش میں
چرخ یو جا کا دکھاتے ہیں تماشا مجکو

پلے جانان ہیں یہ پرنور کہ جب بیٹھے چھوے
ہاتھ آیا وہیں موسی ید بیضا مجکو

بچ گیا دیکھکے اوس بت کو نظر آتے ہیں
کاش دیتا نہ خدا دیدۂ بینا مجکو

آتش و سنگ کی خلقت کیطرح روز نخست
ساتھ اوس بت کے خدا نے کیا پیدا مجکو

اوسکی انگیا کی کٹوری کو ہوا دیکھ کے مست
ساقیا اب نہ دکھا ساغر صہبا مجکو

قفس و مصر سے کر جاؤں ابھی میں پرواز
ہاتھ آجائیں اگر شہپر عنقا مجکو

صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہے شیخ
آج ہے تجھسے زیادہ غم فردا مجکو

زاہد کعبے کو میخانے سے جانا ہے محال
ہے ہر اک شیشۂ مے آبلۂ پا مجکو

اوس مسیحا سے جو ہے رشتۂ الفت ناسخ
ناتوانی نے کیا سوزن عیسے مجکو

بستر خواب پہ تو یاد جو آیا مجکو
ملک الموت ہوئی صورت دیبا مجکو

بس نہ ترسا بہت اے کافر ترسا مجکو
لب جان بخش دکھا پھر مسیحا مجکو

وہ صنم تو نظر آتا نہیں اصلا مجکو
دیے اللہ نے کیوں دیدۂ بینا مجکو

ہو گئی اوسکی نظر جبکہ تلے سے اوپر
دونون عالم نظر آئے تہ و بالا مجکو

بنگیا گز کی طرح سوکھ کے میں سرتا پا
جب سے وحشت نے کیا بادیہ پیما مجکو

کھیل سمجھا ہے مگر پیر فلک جو شب و روز
شیشہ بازی کا دکھاتا ہے تماشا مجکو

سیر کر کے چلا جاؤں گا مانند نسیم
چمن دہر میں درکار نہیں جا مجکو

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین
جس سرزمین مین ہم ہین وہان آسمان نہین

دور وزرا یک وضع پہ رنگِ جہان نہین
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین

عبرت کی جا ہے لڑکپن ہی طفل و جوان نہین
پیری مین بھی خیال اجل کا یہان نہین

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہی تو کیا عجب
یان اعتماد دوستیِ جسم و جان نہین

ہر گل ہے اِس چمن سے گریزان برنگِ بو
سروِ چمن ہے کون جو سروِ روان نہین

صبح شب وصال ہی دم توڑتا ہون مین
نالان ہین میرے غم مین موذن اذان نہین

رفتار ناز مین یہ لچک جاتی ہے کہ بس
گویا تری کمر مین صنم استخوان نہین

آنکھون سے فائدہ جو نہین تری گردِ راہ
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہین

بولا جو بوی گل سے ہوا یار سنکے دماغ
کہتا ہے کون آتش گل کا دھوان نہین

خود رو ہین کسطرح گل رخسار سرو قد
ہے کون باغ جسکے لیے باغبان نہین

حاصل تجھے بصارتِ یعقوب ہو اگر
یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین

منعم کے شکر مین بھی ہلاتی ہین کبھی کبھی
تنہا برائے لذتِ دنیا زبان نہین

تعریف تیغ ابروِ قاتل ہے دم کی ساتھ
گویا دہانِ زخم ہے میرے دہان نہین

پژمردہ ایک ہی تو شگفتہ ہے دوسرا
باغ جہان مین فصل بہار خزان نہین

ساقی لگائے رکھ مری منہ سی خم شراب
در ریلے مے کی مچھلی ہے میری زبان نہین

خونریزیان جہان مین ہتی تھی بہر رزق
کچھ آسیا کے سامنے قدرِ فسان نہین

رنگِ بہار زرد ہوا جو ترے سامنے
باغ جہان مین غیرِ گلِ زعفران نہین

ردیف واو

ولہ

ولہ

جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین

بھلا تکبر و غیبت سے زاہد و حاصل	یہ رند کیا ہے مزے کی گناہ کرتے ہین
ترے جمال کو دیکھیں زمین پر آکر	فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتے ہین
بنا ہون کیا گل دیوانہ قہقہہ سے مین	جو مجکو دیکھ کے بت قاہ قاہ کرتے ہین
وہ بدگمان سمجھتا ہی چاند کا مشتاق	جو شب کو ہم سوئ گردون نگاہ کرتے ہین
مزاج مین یہ حیا ہے کہ پھیر لیتے ہین منھ	جو وہ نظارۂ مردم گیاہ کرتے ہین
پھڑک رہی ہین ہزار دن ہی مرغ دل ہر سو	وہ کب نشانۂ تیر نگاہ کرتے ہین
نماز مین بھی ہی دھیان ادسکے سبزہ خط کا	گیاہ سبز کو ہم سجدہ گاہ کرتے ہین

جو نا امید ہین اہل ورع ہین اے ناسخ
امیدوار شفاعت گناہ کرتے ہین

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین	نام تیرا ہی لیا کرتے ہین
چاک کرنے کے لیے اے ناصح	ہم گریبان سیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست	مے دیدار پیا کرتے ہین
زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہے بھاری پتھر	لوگ جو چوم لیا کرتے ہین
گل نہ دیگا کوئی مٹی بھی اونھین	آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر مرے داغون سے	مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین
خط سے یہ ماہ ہین محبوب قلوب	سبزے کو مہر گیاہ کرتے ہین

ولہ

نعت

غول کی آنکھیں چراغ اور آشیان قندیل ہے
ایک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین

کیا مرا تلوون مین کانٹا ہو کسی نے دیکھنا
غیر کا نقش قدم تو کوئے جانان مین نہین

خضر سے کہوا دے چھوڑونگا نہی خنجر تلے
آب آہن کی حلاوت آب حیوان مین نہین

کسقدر گھونگھٹ مین تابان ہے وہ روے آتشین
روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین

خانۂ دل ہی مشبک آہ بے تاثیر سے
آج تک روزن کوئی دیوار جانان مین نہین

کیون ہی حسن سبز کو عمر ابد مانند خضر
آب حیوان گر ترے چاہ زنخدان مین نہین

دیکھتے جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اوسے
کیا کرین یوسف تری چاہ زنخدان مین نہین

دم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان
غیر روباہ و شغال اب اونکی ایوان مین نہین

کیا تری جالی کی کرتی مین چمکتا ہی بدن
یہ فروغ اے سرو قد سرو چراغان مین نہین

آمد موسی وہارون کی قوی ہی یہ دلیل
کونسا فرعون ہی جو فکر سامان مین نہین

جو ترا جی چاہتا ہے بس وہی کرتا ہے تو
وہ پری ہے تو کہ فرمان سلیمان مین نہین

ہے نہان صبح شب غم کیا ہوئی تاثیر ختم
سورۂ والشمس شاید اپنی قرآن مین نہین

پر ہین آنکھین گو سمندر کسطرح پر ضبط سے
ایک قطرہ بھی ہماری ابر مژگان مین نہین

یار کے دست حنائی سی ہے چالاکی کہان
دیکھ لو کوئی بھی مچھلی دست مرجان مین بھی

بیوطن ہو کر زمانے مین ہوئی نالان بشر
آشنا نالونسے ہرگز نیستان مین نہین

گاؤخوار سے دخوار ہی ایکسی دونون مین ہے
کچھ تفاوت اندنون ہندو مسلمان مین نہین

آب حیوان پر سکندر سے یہ ساقی نے کہا
میکشی کر لطف کچھ بھی آب حیوان مین نہین

دو رہو ہر چند پر وہ جذبۂ دل ہی یہاں
آتش رنگِ حنا سے بشتر اے کوچہ گرد
ہین گل خوشبو قبا مین جتنے تھے جنت کی پھول
زلف مشکین مجکو رہ رہ کر دلا جاتی ہی یاد
مُنہ تلک آتے ہین ایسے شعلہاے داغ دل
عین دریا مین سکندر کی ہی تیلی جسطرح
کہتے ہین جسکو سُنہرا رنگ جو ہنگام غسل

ہم اگر چاہین ابھی تم دوڑے آؤ ڈاک مین
آگ لگ اوٹھتی ہی ستونکی خس و خاشاک مین
ایسی خوشبو ہی پسینے سے تری پوشاک مین
لائی ہی اے نکہتِ گل کیون مرا دم ناک مین
شمع روشن کا ہوا عالم مری مسواک مین
مردمک یون ہے ہماری دیدۂ نمناک مین
تار زر بنتے ہین سے کیسۂ دلاک مین

کیون اوٹھالاے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل
چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

روح کو آرام دم بھر باغ رضوان مین نہین
کیا ہوا ثابت جو کرتی جسم جانان مین نہین
خوش قدونکی خاک پہ اوٹھتی ہی نرم سرو قد
آج نقاشی کی چھت لگوا نہین مانع کوئی
دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھے گا قدم
تیرے رخسار عرق آلود سی نسبت ہی کیا
دوست دشمن سب کے سب مین فتنی مثل نسیم
سبزۂ خط ہو گیا سرسبز ایسا کسطرح

خاک اپنی بعد مردن کوی جانان مین نہین
چاک کچھ معیوب یوسف کے گریبان مین نہین
گرد باد اے غفلت اس بیابان مین نہین
گل بجز خفاش لیکن سقف ایوان مین نہین
آج جانیکی اجازت جس گلستان مین نہین
ایک قطرہ چشمۂ مہر درخشان مین نہین
گل تو کیا کانٹا بھی اکدن اس گلستان مین نہین
بوند پانی کی ترے چاہِ زنخدان مین نہین

ولہ

غیر رہا ہے کفر او رہ بت سنگ آب مین ۔ جسنے نہ دیکھے ہون سو دیکھے شلنگ آب مین

ہجر کی شب جب ہوا جوش مری رو دنیکا ۔ صبح کو ترتا نظر آیا پلنگ آب مین

قافلۂ بخت دل اشکو نہین یون ہر روان ۔ کرتے ہین جیسے سفر اہل فرنگ آب مین

نرم طبیعت کو کیا ہو بجز عدو سے گزند ۔ سنگ ہی ہو جاے غرق بڑی سنگ آب مین

کہتے ہین ہر دم مجھے دلمین تو خوش ہونگا آب ۔ غیر سے چھینٹو نکی جب کرتے ہین جنگ آب مین

صحبت نیکان سے ہو فائدہ ظالم کو کیا ۔ رفع نہ تلوار کا ہو کبھی زنگ آب مین

عارض رنگین یار عکس فگن ہو اگر ۔ خلق کو دے یقین ہو کہ ہے رنگ آب مین

رات کو دریا مین تو اتری جو اے شعلہ رو ۔ شمع سمجھا تجھے آمین تینگ آب مین

آپ سے سر سبز ہین سارے نباتات اگر ۔ سبز کیا آپ کو جب ملی بھنگ آب مین

ناسخ مہجور اگر جا کے منانے لگے ۔ آئین نظر سب حباب چشم پلنگ آب مین

غم سے تیرے مین رو رو کرون تر دامن ۔ جاؤن تا حشر کے میدان مین تر دامن

طرح جام سے پہلے جو کسی سے کہے آگے ۔ یارب ایسا تو مجھے ہو نہ میسر دامن

مثل گردون تجھے گردش ہی رہیگی دن رات ۔ زر سے زنہار نہ اے طالب زر بھر دامن

زندگی بھر جو صفائی رہی کیا قہر ہوا ۔ ہے مری خاک سے قاتل کا مکدر دامن

آستین نے ہی یہان کوئی چراغ جان پر ۔ کھا گیا وان روش ناز سے ٹھوکر دامن

سب بہاری لیے زنجیر لیے پھرتے ہین
ہم سر زلف گرہ گیر لیے پھرتے ہین

کون تھا صید وفادار کہ ابتک صیاد
بال و پر اوسکے تری تیر لیے پھرتے ہین

تو جو آئے تو شب تار نہین یان ہرسو
مشعلین نالۂ شبگیر لیے پھرتے ہین

تیری صورت سے کسیکی نہین ملتی صورت
ہم جہان مین تری تصویر لیے پھرتے ہین

معتکف گرچہ بظاہر ہون تصور مین مگر
کوبکو ساتھ یہ سب پیر لیے پھرتی ہین

رنگ خوبان جہان دیکھتے ہی زرد کیا
آب رو زر آنکھون مین تصویر لیے پھرتے ہین

جو ہی مرتا ہے بھلا کسکو عداوت ہوگی
آپ کیون ہاتھ مین شمشیر لیے پھرتے ہین

سرگشی شمع کی لگتی نہین گر اونکو بری
لوگ کیون بزم مین گلگیر لیے پھرتے ہین

باگنہگاری مین ہمکو کوئی مطعون نہ کرے
ہاتھ مین نامۂ تقدیر لیے پھرتے ہین

قصر تن کو یون ہین بنوا نہ بگولے ناسخ
خوب ہی نقشۂ تعمیر لیے پھرتے ہین

دل اوسکو دیا ہمنے تقصیر اسے کہتے ہین
مارا غم فرقت نے تعزیر اسے کہتے ہین

ہم خواب مین وان پہونچے تدبیر اسے کہتے ہین
وہ نیند سے چونک اوٹھے تقدیر اسے کہتے ہین

جو مجھسے گریزان تھا کل اوسکو مین گھر سے
باتون مین لگا لایا تقریر اسے کہتے ہین

مین خاک ہوا مرکر وہ فاتحے کو آیا
اکسیر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین

دیوانی سی جنگل مین پھرتی ہے تری لیلی
جذب دل عاشق کی تاثیر اسے کہتے ہین

پی جبکہ شراب اوسنے کندن سا بدن اوسکا
سونا اسے کہتے ہین اکسیر اسے کہتے ہین

سایہ تیرا چھوڑ دیگا راہ مین رہجائیگا | اے مسافر جسم ترا نقش پا سے کم نہین
دور رہ مین جو تری دلمین ابھی ہوتا ہے درد | بادۂ گلرنگ اثر مین دوا سے کم نہین
قالب بے روح تھا مینا سو گیا ہو گیا | آتش مے ساقیا آب بقا سے کم نہین
بزم عشرت مین ہین جیسے غافلو طبل رحیل | یہ مجیرونکی صدا بانگ درا سے کم نہین
دوستو لانا شیرینی ہماری قبر پر | خوان گردون مین ستارے بتاسے سے کم نہین
کیا برنگ بید تھرانے لگے شمشاد و سرو | باغ مین وہ سرو قد باد صبا سے کم نہین
میرے مرنے سی کف افسوس گلگون ہوگئے | اونکو خالی ہاتھ بھی ملنا حنا سے کم نہین
تونے کی گلگشت سارا باغ تجھپر پس گیا | پھول پتا پنکھڑی بوٹا حنا سے کم نہین

ولہ

تلخ باتین اوکی شیرین سخن سے کم نہین | چین پیشانی بھی زلفونکی شکن سے کم نہین
کیسی گرمی ہو برہنہ شرم سے ہوتی نہین | پیرہن بھی آپ کو جز بدن سے کم نہین
تو حسین ایسا ہے تجھپر مرتے ہین سارے حسین | ماہ کنعان کو بھی پیراہن کفن سے کم نہین
ہے شب فرقت نظر آنے لگی سامان موت | چادر مہتاب بھی مجکو کفن سے کم نہین
بعد مرنیکے بھی عشق زلف پیچان سانپ ہے | بال اوسکا مجھے رگہای تن سے کم نہین
جلے نرگس چشم آہو جا کے لالہ چشم غول | اے جنون جنگل بھی صحن چمن سے کم نہین
یکقلم ہوتے ہین موزون ہجر مین مضمون غم | جو ہماری بیت ہے بیت الحزن سے کم نہین
گرچہ ہے عجب تصور مین اگر ہمدم ہے پاس | میری تنہائی بھی مجکو انجمن سے کم نہین

ولہ

شاخ مرجان ہو جین عکس دست رنگین سے نہین
یہ ترے روے مخطط پر عرق آیا نہین

بزم مے مین کچھ نہین معلوم ہوتا کون غم
گو ہر مضمون لیے پھرتے ہین لوا ین شہر شہر

طالب حق ہے اگر مست سبو کا ساتھ چھوڑ

بر تو رخ سے ہوئے روشن کنول تالاب مین
خوشہ پر وین عیان ہی خرمن مہتاب مین

بار نگین جیسے ہو جاتا ہی ہلکا آب مین
ہے روان میرا سفینہ موتیون کی آب مین

ملگیا دریا مین جو کچھ ملگیا سیلاب مین

کیون نہ اے ناسخ ہو نمین اعجاز ساقی کا مقر
آفتاب اوسنے دکھایا ہے شب مہتاب مین

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کی سیلاب مین
اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان

کسنے چہرے سے اوٹھائی ہی لب دریا نقاب
استفادہ سخت دل کیا دل گداز و سے کرین

اشک کی قطرے ہین یہ مجھ ناتوان کا حال ہے
جلوہ بینی ہے یون محراب ابرو کے تلے

دانے ہین انگیا کی جڑیا کو بنت کی چٹنیان
رشک کی معنے ہین سوتی ہین جیسے میری سخت

خط نظر آتا ہے گرد اسکے ذقن پر کیا عجب
چشم تر مین ہے تصور روے جانان کا مدام

جیسے آتی ہین نظر ترتے کنول تالاب مین
لال ہو جائین ابھی شب مچھلیان تالاب مین

کوندتی ہین بجلیان لہروتی ہی آب مین
کب ملائم ہوا گر برسون رہی سنگ آب مین

کوئی آجاتا ہے تنکا جسطرح سیلاب مین
شمع روشن جسطرح رکھدی کوئی محراب مین

بلتی ہے پانیکی مچھلی موتیونکی آب مین
سوچ رہتا ہی کہین تجھکو نہ دیکھین خواب مین

جمع ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین
پھنس گیا ہی عکس خورشید کا گرداب مین

فرقت مین جو سر ٹپک رہا ہون	مشغول نماز کبریا ہون
منھ زرد ہے تنکے چن رہا ہون	اے وحشت کیا مین کہربا ہون
بیگانہ ہون کیونکر آشنا سے	بیگانون سے مین بھی آشنا ہون
منھ اونکا نہین ہے شکر ورنہ	ہر بت کہتا کہ مین خدا ہون
امید وصال اب کہان ہے	اوس گل سے برنگ بو جدا ہون
کیون دوستانہ خوش ہون جاماتم	سیماب کیطرح مر گیا ہون
خلقت خوش ہو جو مین ہون پامال	گلزار جہان مین کیا حنا ہون
ہنس دونگا دم مین مثل گل آپ	غنچے کیطرح سے گو خفا ہون
آتش قدمی سے جلتے ہین خار	اے عیسیٰ مین وہ برہنہ پا ہون
کرتے ہین گریز مجھسے منحوس	بے شبہہ مین سایۂ ہما ہون
ہون قافلۂ عدم سے آگے	اس راہ مین نالۂ درا ہون

ناسخ کی یہ التجا ہے یارب
مرجاؤن تو خاک کربلا ہون

اس ابر مین یار سے جدا ہون	بجلی کیطرح تڑپ رہا ہون
گلبن ہون اگرچہ ہون مین بے برگ	بلبل ہون اگرچہ بے نوا ہون
دن رات تصور پری ہے	دیوانہ مین اندنون بنا ہون
گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیک	پامال بسان نقش پا ہون

خط نمایان نہو یارب رخ جانان پہ کبھی
یہ وہ مصحف ہی جسے حاجت تفسیر نہین

ولہ

تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ شلے
شرم کر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین

قاصد حال سراپا ہے سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اس زمین مین تو ہین اشعار پڑھے جانا ناسخ
دل کے بہلانے کی اب اور کوئی تدبیر نہین

مٹگئے نقش حیات اور ابھی تاثیر نہین
اے پریخوان یہ پریزادون کی تسخیر نہین

نطق عیسے ہین تری نطق سے تاثیر نہین
دست موسیٰ مین تری ہاتھ سے تنویر نہین

کیون دلا پیری مین بھی مرنیکی تدبیر نہین
ہو چکی صبح بس اب کوچ مین تاخیر نہین

کار غیرت زدگا نمین ہی کہان غیر کو دخل
شمع تصویر کو کچھ حاجت گلگیر نہین

کوئی غفلت بھی حقیقت سے ہے خالی
کونسا خواب ہی جسکے لیے تعبیر نہین

اے بتو ہوئے ہین دیوانے خدا کو بھی عزیز
کیسے عصیان کرین انکے لیے تعزیر نہین

خانۂ دل نکرو ڈھیم اے اصحاب الفیل
مثل کعبہ یہ کسی بندے کی تعمیر نہین

جانتا ہے تو مراد ر بیان کیا ہے ضرر
دہن زخم کو کچھ حاجت تقریر نہین

بس دلا صورت ہستی گو کوئی دم ہے ثبات
یہ جہان آئینہ ہے کاغذ تصویر نہین

اے سہی سرو تری کان کی بتون کیطرح
برگ ہاے شجر طور مین تنویر نہین

ابر و یارہ کے مانند بناتے ہین طاق
اور مسجد کی کسی واسطے تعمیر نہین

خط سے غمگین ہوا اصلاح سے کر صاف غدار
محو جو ہو نہ سکے یہ خط تقدیر نہین

بد زبانی ہی وہان گرچہ ہے معدوم دہن
یان ہے موجود دہن خوف سے تقریر نہین

ولہ

گرچہ یاس سراسر ہے لیکن ای ناسخ — خدا سے وصل صنم کا امیدوار ہون مین

کبھی ملجائے خدا اسکی مجھے یاس نہین — اے صنم پر ترے ملنے کی مجھے آس نہین

آس کہتے ہین جسے اس نہین یاس نہین — یاس سے پر کسی حالت مین مجھے یاس نہین

وصل کا نوٹنے سے ہوا شادی سے مالیدہ ہوے — دشت وحشت مین مری پانون پہ آماس نہین

دسکے دانتون کے تصور مین جو دم نکلا ہے — استخوان ریزہی کم از ریزۂ الماس نہین

مزرع عمر کو ہر بار درو کرتا ہے — ماہ نو اسکے سوا کیا ہے اگر داس نہین

بارہا بیٹھ کے کعبے مین لنڈھائی ہے شراب — محتسب کیا ہے خدا کا ہمین پاس نہین

خط وہ لکھتا ہے مجھے لکھنے نہین دیتی رقیب — ماجرا یہ بھی کم از قصۂ قرطاس نہین

ساتھ شیشون کے بدن ٹوٹنے لگتا ہے مرا — واعظا مجکو کبھی توبہ مے راس نہین

قابلِ قرب نہین بے ادبون کی صحبت — دور رہ اونسے دلا جنکو ترا پاس نہین

طپش دل مجھے دیوار پھند ادیتی ہے — در جانان مین جو ہے قفل تو وسواس نہین

رہتے ہین ظلّ حمایت مین علم کی ناسخ — حامی اپنا کوئی جز حضرت عباسؑ نہین

ولہ

دل پر داغ آویزان ہے اوسکی زلف پیچان مین — ہوے ہین پھول پیدا لالے کی سنبلستان مین

جہان کے عشقباز اونکا ہے مجمع کوئے جانان مین — نہ پروانہ ہے محفل مین نہ بلبل ہے گلستان مین

بھلا دیکھین تو کیونکر روکتا ہے باغبان ہمکو — خزان کی ساتھ ہم آینگے ابکی اس گلستان مین

نہین داغ جنون کو کچھ مضرت آہ و گریہ کی — چراغ اپنا ہے مثل برق روشن باد و باران مین

پسینا یار نے پونچھا ہے جب دست حنائی سے — دُرِ غلطان نظر آئے ہین مجکو دست مرجان مین

جس جگہ چلتا ہی بیٹھے پوئیون تیرا فرس | ذائقے مین وان برابر خاک کی شکر نہین
لن ترانی سنتے ہین دیدار سے محروم ہین | یعنے اس حیرت کدے مین کو ہین ہم کر نہین
آدمی تو کیا وہ کہتا ہی نشانِ پا سے بھی | کیون پڑا ہے میرے کوچے مین ترا کیا گھر نہین
اے تصور کیون بتون کو جمع کرتا ہے عیان | دل مرا کعبہ ہے کچھ بتخانۂ آذر نہین
خوشنما ہے ہو حسینون مین کجی یا راستی | کچھ خطِ روے صنم کو حاجتِ مسطر نہین
شکن جعدِ نو کر یکا کرتے ہین نادان ہین | آپ آقا ہے کسیکا جو کوئی نوکر نہین
طفل جاتے ہین جب اپنے پانون کہتی ہے قضا | غیر آغوش لحد اب دامن مادر نہین
ہے خرابات جہان مین بھی وہ ساقی سر بنفور | جو کہ اے ناسخ غلام ساقی کوثر نہین
ہماری کیف سزاوار احتساب نہین | خیال چشم ہے کچھ ساغر شراب نہین
بتون کے پردے مین ہم دیکھتے ہین نور خدا | خدا کے دیکھنے کی اے کلیم تاب نہین
دفور اشک سے کیون ہی گلے تلک پانی | ہمارا کاسۂ سر کاسۂ حباب نہین
یہ ضبط گریہ مین عالم ہے بیقراری کا | کہ برق کوندتی ہے بارش سحاب نہین
بشر کے جسم مین ہے جان مایۂ غفلت | سوائے دیدۂ تصویر کسی کو خواب نہین
دلا ہے موسم پیری مین محل جامِ شراب | بغیر صبح کوئی وقت آفتاب نہین
مین غش سی اسکی چھڑکتی ہے ہوشیار ہوا | کسی صنم کا پسینا ہے یہ گلاب نہین
بہت قریب ہے ہم وحشیون کو دشت سے | ہماری دشت مین ناسخ کہین شراب نہین
جان لب ہی دل مرا دس لفظ خام مین | غیر ممکن ہے نہ ہو مومن کو ایذا شام مین

وله

لال مجھپر ہوے گلگون یار کا کسند م نہین
مرگیا مین گلعذار و نکی مژہ پہ نم نہین

کب مزاج کا کل عنبر فشان برہم نہین
یہ عجب گلزار ہے جو قطرۂ شبنم نہین

اہلِ دولت کو اگر ہے بخل مطلق غم نہین
ہمکو بھی حاجت نہین دنیا مین گر حاتم نہین

میرے مرنیسے بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو
چشمۂ خورشید کو دیکھو کہ مطلق نم نہین

زیر ابرو تیری آنکھین ہین گریزاں اتنی کیون
صید افگن سے غزالانِ حرم کو رم نہین

جو کوئی ہے با تواضع ہے سلیمانِ زمان
مثل خاتم خم اگر قامت نہین خاتم نہین

پڑگیا پرتو جو تیرے روے آتشناک کا
صاف تبخالے لب گل پر ہین یہ شبنم نہین

دوست دنیا مین نہین کوئی کسیکا بے غرض
ہو گئی جب صبح شمع مردہ کا پھر غم نہین

آنکھ نرگس نہین ہرگز جھپکتی اس لیے
ایکدم لمحے مین بہارِ گلشنِ عالم نہین

ہین شرر پتھر مین پنہان پر جہان آگاہ ہی
کون ہی جو میرے سوزِ عشق سی محرم نہین

چشم جانان سے جو الفت ہی دلا دیوانہ ہو
آہوانِ دشت کو مجنون سی مطلق رم نہین

زلف جانان کا کوئی مضمون کیا جیسے رقم
میرے خامے کے برابر افعیون مین سم نہین

یار کی محراب ابرو کے تصور مین مدام
دیدۂ کعبہ ہے گریان چشمۂ زمزم نہین

یار کو ناسخ یہ لکھ مصراع استاد قدیم
دہر کی تمنے ذرا آئین تو پھر ہم نہین

مشرق خورشید تیرے نور سی ہے ڈر نہین
کون ہی بارہ دری مین آج جو خورشید نہین

خلق کو فرصت زیارت سے یہ کیون دم بھر نہین
یار کا موے کمر کچھ موے پیغمبر نہین

ہے سرِ عریان مرصع داغ سودا سی تمام
شام اقلیم جنون ہون حاجت افسر نہین

ہے رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب | روشن ہو آفتاب شب ماہتاب مین

ناسخ نہین ہے اسکے سوا فخر کچھ مجھے
ہون امتِ جناب رسالتؐ مآب مین

مرگیا مین بیقرار ایسے ادسے کچھ غم نہین
گشتۂ سیماب ہون جو لائق ماتم نہین

بوستانِ صفحۂ عرق آلودہ زرین ہر کتاب
حرف ہین یہ گل نہین نقطے ہین شبنم نہین

اسقدر مجکو بخیلونسے پڑا دنیا مین کام
اِتنی شہرت پہ یقین ہمت حاتم نہین

یہ دہان جام سے آواز آتی ہے مدام
آج یان جز کاسہ سر کچھ نشان جم نہین

نام تیرا میرے ہونٹھونسے جدا ہوتا نہین
اے پری پیکر دہن میرا کم از خاتم نہین

ہو مرا محبوب تیرے درد کا کیونکر شریک
شکوہ بیجا ہے کہ کچھ وہ اور مین توام نہین

رونگٹا اپنے نہین او سیر عیان خط شعاع
تیرے گالون کی برابر نیر اعظم نہین

گذرے عاشق اپنے معشوقونسے تجھکو دیکھکر
سامنے خورشید کے ربطِ گل و شبنم نہین

تو جو آیا باغ مین تو چشم بد کے واسطے
آگ ہے یہ گل نہین اسپند ہے شبنم نہین

ابروِ قاتل یہ جی دیتی نہین انسان عبث
پیکر و شمشیر و خنجر مین بھی ہرگز دم نہین

تر وہ گل ہے آب خجلت سے جو مین رو یا بہت
خوب سی بارش نہو جبتک دلا شبنم نہین

ہوتی ہے سامان غفلت سے بھی اک عبرت مجھے
جام مے دیکھا تو دھیان آیا جنہین جم نہین

اپنے استغنا سے ہر باغ جہان الیا خجل
کون شاخ بر ثمر ہے جسکی گردن خم نہین

رنگ اسے کہتے ہین بنتا ہے عرق منھ پر ترا
اختلاط گل سے رنگین قطرۂ شبنم نہین

پیاسا رہی ہمارے لہو کا یونہین رقیب
تلوار کیطرح ہوا گر غرق آب مین

ای کلک فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ
چھانٹا نجائے شعر کوئی انتخاب مین

ولہ

عکس اوسکی زلف کا نہین جام شراب مین
بال آتے ہین نظر قدح آفتاب مین

مستون کا عیش تلخ ہی دیر خراب مین
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب مین

غواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب مین
دریاے موج زن نظر آیا حباب مین

آئی قیامت اوسنے لگایا ہی منھ سی جام
ہے اتصال ماہ مین اور آفتاب مین

غفلت سے اپنا طالب دیدار آپ ہون
میرا ہی چہرہ ہے جو نہان ہی نقاب مین

دیکھین ثبات اہل زمین آسمان کا
ہے صاف آسمان کا نقشہ حباب مین

ہے جبین آفتاب پہ رستور نسے پوچھئے
تصویر کسکی ہے ورق آفتاب مین

عاشق نہین ہی کون دُرِ گوش یار کا
عالم ہے غرق ایک ہی موتی کی آب مین

ساغر مین عکس رُخ رُخ گلگون پہ ہے عرق
موتی جو آگ مین ہی تو شعلہ ہے آب مین

موتے ہی روز اوس گل بیخار کی حضور
تارِ شعاع خارِ گل آفتاب مین

آرام سے وہی ہے جو پھیرے خدا سے منھ
دیکھو ہے مرغ قبلہ نما آفتاب مین

بیدار دل جو ہین اونھین سیج ذی سی کیا غرض
یوسف ہوا ستارونکا مسجود خواب مین

غفلت سرای دہر مین ہی غافلونکی جاہ
انسان دور سے آتے ہین خواب مین

عبرت کیواسطے ید قدرت نے غافلو
کھینچی شبیہ افسرِ شاہی حباب مین

روز اک شام و سحر کرتا ہے پیدا پھر خلق
صبح میری شام غم کو آسمان کرتا نہیں

رشک ہے جنکا خدا کو بھی تہ وہ ہین زاہدا
کچھ تو دیکھا ہے جو مین ترک بتان کرتا نہیں

ہو نہین لو اثر ہو اگر چپ تو چپ ہی رہگیا
اسلیے مین ایک دم ضبط فغان کرتا نہیں

ہے ہر اک آفت سے ایمن مسکن اہل فنا
باغ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہیں

رحم کر عشاق پر گر چاہیے عمر دراز
پیر گردون طفل ظالم کو جوان کرتا نہیں

کیا خرابات جہان ہے اپنی تو ہے شیخ اب
کوئی بھی اب میفروشی کی دکان کرتا نہیں

عیب اپنے آپ کر دیتے ہین ہم بدمست فاش
شیشۂ مے جسطرح مے کو نہان کرتا نہیں

لطف یہ کہنا ترا رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ
اب تو اسدم نالۂ آتش فشان کرتا نہیں

جام مے مین دیکھتا ہون مین جہانکو مثل جم
گو سکندر کیطرح سیر جہان کرتا نہیں

ہے میان یار ممکن جسم ناسخ ممتنع
عشق ایسا بھی کسی کو ناتوان کرتا نہیں

سر بکف پھرتا ہون مین لیکن کوئی قاتل نہین
گردن خم گشتہ شائستہ تیغ کی قابل نہین

اوس پری پیکر کے سر سے پانو تک اک تل نہین
ہے عجب کافور جسکو حاجت فلفل نہین

زندگانی خلق کو ہے دست قاتل سے محال
کشتۂ عسرت ہے جو تلوار سے بسمل نہین

ہو رہا ہے کیا چمن میں بلبل نالان و داس
داغ حسرت ہین سینے مین لیکن دل نہین

سمجھے گھر غفلت مین گو ہم خانۂ زین کو ولے
توسن عمر روان رفتار سے غافل نہین

کیا ہے نسبت ماہ نو کو ابروے خمدار سے
تیغ کیصورت ہے پر اوسکا کوئی گھائل نہین

جتنے ہین صاحب سخن اونکی طبیعت نرم ہے
دم ہے جبتک جسم عاشق مین علامت کی دلیل

ہے دلیل اسیر زبان مین استخوان ہوتا نہین
خوب جلجاتی ہے جو شئے پھر دھوان ہوتا نہین

عشق کا ہو درد اے ناسخ نہ کیونکر لا دوا
زخمہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

ہو جو تیرا روے رنگین پر تو افگن آب مین
جاے ماہی بلبلونکا ہو نشیمن آب مین

کھول دے زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے
ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین

تو لب دریا اگر جاے اندھیری رات کو
قمقمے سارے حبابونکے ہون روشن آب مین

ہے جو افتادہ اوسے کیا ضرب دشمن سے گزند
تیر لگنے سے نہین پڑتا ہے روزن آب مین

رات دن رہتا ہون اک خورشید رو کے عشق مین
کیون نہ مثل نیلوفر ہون تا بگردن آب مین

لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہے
دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین

جمع ہوتی ہین نہانیکو ہزارون گلبدن
روز آتے ہین نظر پھولون کے خرمن آب مین

پاک ہین آلودگی سے جو ہین وارستہ مزاج
تر نہین ہوتا کبھی صرصر کا دامن آب مین

تو نے منھ دریا مین دھویا ہے جو اے رشک چمن
شاخ گل موجین نہین پھولا ہے گلشن آب مین

جو ہوا بے آبرو دنیا مین وہ ہے دل فگار
جیسے پڑتا ہے گہر بننے سے روزن آب مین

وہ ادھر رخصت ہوا اودھر اٹھا طوفان اشک
تیرتا جاتا تھا اوس قاتل کا توسن آب مین

ہین بری اہل نفاس بلاے دہر سے
غرق ہوتا ہے کوئی کب بط گردن آب مین

دیتی ہے اکثر زبان چرب آفت سے نجات
جسطرح ہوتا نہین ہے غرق روغن آب مین

ولہ

طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہین
مرد وارستہ کہین قید مکان کرتا نہین

ولہ

چشم تر کو کیون نہو دست حنائی کا خیال داہن اپنی دیدۂ تر انتظار یار مین ہجر مین روون نہ کیون رونے کے یہ ایام ہین	لب سمندر ہے کہ جسمین بنجہ مرجان نہین کھل رہے ہین یان کنول لیکن یہ تابان نہین سخت بیموقع ہی گر برسات مین باران نہین

بت پرستی کیا بری ہے گر خدا ملتا نہین
کفر مین کامل ہو ناسخ گو تجھے ایمان نہین

پہونچا سنان پر سکی ابھی میرا سر کہان طول شب فراق کے شکوے سے فائدہ ترکیب کو کمال ہے تاثیر زاہدا جاتا ہے صیدگاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے آنکھین نہین منتظر ہین عبث یار ہے دل ہو خاک کوئی منعم ظالم سے منتفع حاصل نہین ہے دست تمنا کو غیر یاس ظالم سے اہل فیض کو ہوتا نہین گزند نفرت شب وصال سحر سے نگر دلا ہمکو تری کمر کی صنم ہے عبث تلاش	نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان بے بادہ ہے دعا ے قدح مین اثر کہان اے مرغ روح تیرے گئے بال و پر کہان آتا ہے نادک نگہ یار ادھر کہان حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہان اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان ہے نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان اکدن شب فراق مین ہے یہ سحر کہان جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان

عاشق سے برا بھی نہین فرقت ہو کی نصیب
ہے اضطراب کی تجھے ناسخ خبر کہان

ہم زبانِ شمع سے سنتے ہین ہجرِ یار مین
چاہیے گھل گھل کے مرنا عشق کے آزار مین

بد نما ہی کیچلی جب تک ہے جسم مار مین
حُسن ہے موباف سے وہ چند زلفِ یار مین

میرے دل مین ہی غمِ خال و خطِ جانانہ داغ
مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین

کور گو آنکھین ہون رونا ہو کم ممکن نہین
ہوتی ہے اکثر سفیدی ابرِ دریا بار مین

مثلِ شانہ عشقِ گیسو مین ہوا ہی چاک چاک
تارِ گیسو سے لگین ٹانکے دلِ افگار مین

ہے اثر کسکی نگاہِ تفرقہ پرداز کا
بلبلین ہین دام مین آوارہ گل بازار مین

گرمیِ بازارِ یوسفؑ آگی اوس یوسفؑ کی گیا
منہ دکھاتی ہی لگا دے آگ جو بازار مین

جو کہ ہین خونخوار اونکو رنج دنیا مین نہین
خندہ ہی موجود جب دیکھو لبِ سوفار مین

کب چھٹے ایذا رسانی موذیونکی بعدِ مرگ
استخوان لگتا ہی ظالم کا ہر اک سوفار مین

راہِ خونریزی مین او قاتل جو رکھا ہی قدم
چلتے چلتے پڑ گئی ہی چھالی تری تلوار مین

آفتابِ حشر بھی مجکو بچا کر جائے گا
سونیوالا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

ساقیِ کوثر پلاتا ہے مے خمِ غدیر
مست ہون ناسخ مین عشقِ احمدِ مختار مین

دشتِ وحشت مین مجھے فکرِ تنِ عریان نہین
خار ہون لیکن خیالِ گوشۂ دامان نہین

باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریان نہین
ہے طلسمِ تازہ خالی برق سے باران نہین

دُر نہین گر وقتِ بیوقت آئینِ ہر طفلِ اشک
شیر کی ناخن ہی ہیکل ہے صفِ مژگان نہین

ایک شق آفتاب اوس مین نمایان ہی ہلال
ہے عیان وہ معجزہ خندانِ لبِ جانان نہین

۵۵

ولہ

سو ہین جوہر ایک تیغ ابروی خمدار مین / ورنہ وہ بیکار رہی ہو بال جس تلوار مین

آفتابِ حشر پر ہے انتقام اسکا جو ہم / چین کرتے ہین کسی کے سایۂ دیوار مین

دمبدم کوندی لگا تا ہو نہین برقِ آہ کے / توسنِ عمرِ رواں تا گرم ہو رفتار مین

خط کو ہی دُرِ نجف کی بالو نسی تشبیہ نام / کچھ نہ فرق آیا فروغِ عارضِ دلدار مین

مردمکِ دانہ ہی پھر مرغِ دل تو دام مین / نشہ کے یہ لال ڈورے چشمِ مستِ یار مین

جو حسین ہے گھر مین اوسکا بیٹھنا ممکن نہین / ماہ کنعان کو پھرایا حسن نے بازار مین

ہے گمان خط کا جسے تجھپر ہوا اسکا منہہ سیاہ / پڑ گیا ہی عکسِ زلفِ آئینۂ رخسار مین

برگ گل ہر ایک پر ہی غنچۂ گل ہی قفس / کیا جائے نالہ نکہت گل ہے مری منقار مین

جا رہا ہے کوے جانان مین رقیبِ روسیاہ / زاغ نے باندھا ہی اپنا آشیان گلزار مین

تھا بجاے شیر مادر شیر جو بے کو ملکن / یہ پرورش پائی ہے مینے دامنِ کہسار مین

میرے اشکِ گرم کا پیتے ہی قطرہ پڑگئی / لاکھ چھالے زبانِ مرغِ آتش خوار مین

آتشِ رنگِ حنا ہی رقص مین رکھتی ہی ہاتھ / سیکڑون بل پڑگئے ہو ہی میانِ یار مین

ہے تصور رات دن اکِ یاسمن رخسار کا / کیون نہ آجاے سفیدی دیدہ بیدار مین

غسلِ میت جسکو کہتی ہین وہ ہے غسلِ شفا / موت ہی بحران کا عشق کے آزار مین

دیکھکر چشمِ ترِ عاشق کو کہتا ہے وہ / قطرۂ شبنم ہین جامِ نرگسِ بیمار مین

ایسے لکھ رنگین مضامین اے ناسخ نازکخیال / یکقلم اوراقِ گل ہون دفترِ اشعار مین

دیوان ناسخ ۵۳

جھکی رہتی ہین آنکھین ہر سجدہ طاق ابرو مین
لکھا ہی آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو مین

چمکتا ہے سنہرا رنگ ایسا اوس پریرو کا
کہ ہی جز و بدن سونیکا تعویذ اوسکی بازو مین

ترا کوچہ وہ گلشن ہی کہ جب اوسکا خیال آیا
زیادہ ہوگئے سب داغ دل پھولونسی خوشبو مین

جو میزان خرد ہوئین برابر اسفل و اعلے
ہمیشہ سنگ و زر ہموزن ہی دیکھو ترازو مین

دکھایا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو
کئی رنگونکی جب تعویذ باندھی اوسنے بازو مین

عوض افسونکی جادو گر مرے اشعار پڑھتی ہین
کہ وقت فکر دل رہتا ہی اوسکی چشم جادو مین

خط رخسار جانان کی تصور مین جو روتا ہون
تو ہی در نجف کیطرح مو ہر ایک آنسو مین

کہا ان بولا کہ جس سے مشک اذفر کا لہو سوکھا
برنگ زلف گویل پڑ گئی ہین شاخ آہو مین

کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند گلدستہ
جھکا ہی سر مرا جب سے تری محراب ابرو مین

ہزارون پا بزنجیر اوسکے یہ پابند ہی ابھی
تفاوت ہی قد دلجو مین اور سرو لب جو مین

کبھی ہے وصف یاں عارض کا کبھی یاد قرقہ دل کو
کبھی ہین خار پہلو مین کبھی گلزار پہلو مین

خیال روی جانان مین جو مارون ہاتھ زانو پر
عیان ہو پنجۂ خورشید تابان میرے زانو مین

کسی مین زر کسی مین سنگ یہ ہی پھیر قسمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونون پلی ہین ترازو مین

ولہ

دل بیتاب سے ہی پیچ و تاب ای جان گیسو مین
کہ تھا سیماب سے جز و اعظم مار جادو مین

بدن ہی گورا گورا اور چہرہ ہی بھبھوکا سا
لگایا ہی گل لالہ خدا نے شاخ شببو مین

ہوا سے بال اوڑ کر آتی ہین جو اوسکے چہرے پر
غزال چشم شوخی کو رہی ہین چین گیسو مین

ولہ

پھینک دین ہر برگ گل کو نوچ کر منقار سے	بلبلین ہو کمین اگر رخسار جانان باغ مین
ہوش رونیکا ہوا ہے کوے جانان کو چلین	آتی ہے برسات تو جاتی ہین انسان باغ مین
دیدۂ قمری اگر روشن ہو تیرے نور سے	سرو بنجائین ابھی سرو چراغان باغ مین
قطرۂ شبنم نہین اے رشک گل تیرے حضور	ہجر سے گل نے نکالے ہین یہ دندان باغ مین
ہجر مین ہے عندلیبون پر سمندر کا گمان	ہو گیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین
اٹھ گئی ہے کسکے روے شعلہ افشان سے نقاب	عندلیبین ہو گئین سب مرغ بریان باغ مین
سامنے خورشید کے جسطرح پنہان ہون چراغ	ہو گئے یون گل ترے آتے ہی پنہان باغ مین
رنگ عشرت کر گیا پرواز باغ دہر سے	مجکو حیرانی ہے گل کیونکر ہین خندان باغ مین
ہاتھ آئے ہین جو تجسے داغ عشق اے رشک گل	نخل گل ہین صورت طاؤس رقصان باغ مین
نکہت زلف صنم کو سونگھنے والے ہین ہم	بوے گل سے ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین
رات کو گلگشت کی اسنے تو یہ سمجھے تدرو	سیر کو اترا فلک سے ماہ تابان باغ مین

وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار
مجکو یاد آتا ہے ناسخ کوے جانان باغ مین

بیشتر نشۂ ایجاد سے بیہوش ہون مین	خم گردون بھی تھا جب کہ مین نوش ہون مین
بھاگتا ہون دگلگشت سے مین کو سرو دے در	فرقت یار مین ستون کا اگر ہوش ہون مین
حسرت وصل مین دریا کی طرح بہتے ہین اشک	مثل ساحل ہمہ تن سوز شب آغوش ہون مین
ناز سے خنجر قاتل نہین ہوتا عریان	ہوس قتل مین مدت سے کفن پوش ہون مین

ذرات ہی یہی سفر خشکی و تری	رکھتا ہون کام شعر کی بحر و زمین سے مین
ہے انس چین گیسوے مشکین سے جسقدر	رکھتا ہون نفرت اتنی ہی چین جبین سے مین

ناسخ نہو جیو نکس خوانِ اغنیا
سنتا ہون یہ سخن لب نانِ جوین سے مین

بھرا رہتا ہی خونِ دل ہمیشہ دیدۂ تر مین	شراب اسکی عوض کتنی ہی گی ساقی اپنے ساغر مین
جو وہ خورشید تابان خلق سی پوشیدہ گھر مین	بجاے ذرہ جاتی ہین نگاہ روزنِ در مین
ہمارے دل مین بنتا ہی تصور تری آنکھون کا	کھلے ہین پھول نرگس کے یہان شاخ صنوبر مین
نہین ہین صنم بھوری جو کہ تب سے بیٹھے ہین	چھپی ہے یون شرارت ہو شرارے جیسے پتھر مین
نہین جلتا ہے سبزۂ خط آتشِ رخ سے	تفاوت یان نہین ہا ہو نہین اور بال سمندر مین
گلا مقتل مین ہے کیا مزہ لوٹ کے کٹوایا	مگر گھولا ہی قاتل قند تو نی آب خنجر مین
مرا رعنا غزال آکر لحد مین جا نہین سکتا	کہ ہے گلدام کا عالم یہان پھولونکی چادر مین
کیا ہی اوس سراپا نور کو تحریر خط ہے	بجا ہے باندھیے گر بازوے مرغ منور مین
لب جانبخش جانان پر ہوا آغاز سبزہ کا	نہین معلوم کائی جم چلی ہے آب کوثر مین
زبان دانتون تلے دابی جو دیکھی یہ نظر آیا	کہ ہو اک پارہ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین

صفِ مژگان مین اسکی چشم وحشت زا نہین ناسخ
کھڑا ہے کوئی آہو نیزہ بازون کے لشکر مین

یان ازل سے داغ سودا ہی دلِ آگاہ مین	سنگ اسود جسطرح ہو نصب بیت اللہ مین

کھکر ہوا ہون حسرت دندان یار مین | ہون دفن روزن گہر آبدار مین

یان داغ زیب نخل بدن ہین بہار مین | شعلہ بجاے گل ہے درخت چنار مین

دیوان بھی ہوا جو گیا یار ساتھ جاکر | گلبرگ اڑتے پھرتے ہین باد بہار مین

مثل تمرو مرغ نگہ کیون نہو نثار | مانند ماہ نور ہے اوسکے عذار مین

ہر سینہ ہو جو کہدے ضبط سوز عشق | لالہ عیان نہان ہی ہر کوہسار مین

اہل جہان نے فرض کیا ہی مرا وجود | شکل خطوط چرخ جسم نزار مین

آلودگی سے دہر مین بچنا محال ہے | خون کافرون کی لگتے رہی ذوالفقار مین

کھایا نہ زہر رشک ترے دانت دیکھکر | دندان مار بن گئے دانے انار مین

کج طینتون کو خاک ہو صحبت راستی | تھا اژدہا بھی ساتھ پیمبر کے غار مین

مضمون نگاہ یار کا لکھتا ہون مین اگر | بجلی چراغ بنتی ہی شہباے تار مین

جو ہین مال مین گل صدبرگ کی طرح | انکو پسند رنگ خزان ہے بہار مین

بارود مین لگا دے کوئی آگ جسطرح | گرتے ہی عشق دل نرہا اختیار مین

مانند برگ گل نہو شعلے مین روشنی | روشن کرون جو شمع شب ہجر یار مین

موجین ہوا کی جلتی ہین مانند برگ کاہ | سوزش یہ آج تک ہی ہماری غبار مین

کاغذ کی جا ہو بال سمندر تو مین لکھون | مضمون گرم ہین قلم شعلہ بار مین

وله

واعظ نہ منع بادہ کشی کر خمار مین | خون حلال ہے ہو حرام اضطرار مین

گذرے ہین کوچہ کاکل سے صبا کے جھونکے
ہوتے ہین جاتے ہی مکتب مین پریزیر خونریز
پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر جا بین قفس
ہوتی ہے آفت قہر خدا سے نازل
ملک الموت اگر کہیئے انہین تو ہے بجا
تو وہ صیاد ہے جو وار کے تجھپر لاکھون
انتقام اوسکا کہین لی نہ فلک ڈرتا ہون

نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
کیا یہ جلادون کو استاد کیا کرتے ہین
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
یہ صنم ہمیہ جو بیداد کیا کرتے ہین
قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین
طائر روح کو آزاد کیا کرتے ہین
جھوٹے وعدونسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین

تیرا دیوان ہے کیا سامنے اوسکے ناسخ
جو کہ قرآن آیزاد کیا کرتے ہین

ہے عجب رنگ کی وحشت تری دیوانی مین
ہون وہ میکش کہ نہ مستی مین کہون راز کبھی
آفتاب ہمین اگر آئے تو ابن جائے
حشر تک جسمین ہی بیہوش رہو نہین ساقی
نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک
کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
بال توڑے تری زلفونکے نہ بیدردی سے
عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیر کو رنج

جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین
لاکھ قلقل کہے شیشہ مجھے میخانے مین
نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین
کاش می بھر دے مری عمر کے پیمانے مین
یان لگا زخم تو وان درد اوٹھا شانے مین
شمع و طاقت پرواز ہے پروانے مین
جس مرے ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین
نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین

ہو سر پر سلطنت یا تختۂ تابوت فقر — پر داغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین
بحرِ وحدت مین ہو نہین گو سر گیا شکلِ حباب — چوب کیا تلوار سے پانی جدا ہوتا نہین
تیرے دیوانے ہین معشوقانِ عالم ای پری — کون گل ہی جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین
باغ عالم مین برنگِ سبزۂ بیگانہ ہون — غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

ولہ

ماہ نو ہے مثلِ ابرو لیکن اوسکا رو نہین — ماہ کامل صورتِ رو ہے مگر ابرو نہین
مشک مین خوشبو ہی پیچ و تاب مثلِ مو نہین — پیچ ہی سنبل مین مثلِ مو مگر خوشبو نہین
کونسا تن ہی کہ مثلِ روح اوسمین تو نہین — کون ہی گل جو ترا مسکن برنگِ بو نہین
جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب — یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین
یادِ گیسو مین ہوا ایسا یہ دھنجی سیاہ دن — مجھپہ پھبتی کہتے ہین ہو بانہی گیسو نہین
کیون نہو فرہاد ناکام اور خسرو کامیاب — زر در زور کے سامنے کچھ قوتِ بازو نہین
جسم ایسا گھل گیا ہی مجھ مریضِ عشق کا — دیکھکر کہتے ہین سب تعویذ ہی بازو نہین
دیکھے ہین ہنسنے مین جسد نے دُرِ دندانِ یار — چین مثلِ گوہرِ غلطان کسی پہلو نہین
عشق مین بدمست ہو نہین پر کوئی واقف نہین — نشہ ہے جامِ مئے الفت مین لیکن بو نہین
زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر — یہ عجب تاتار ہی جو ایک بھی آہو نہین
ہوگیا ہی یہ قرانِ آفتاب و ماہِ نو — یار کے رخسارِ آتش رنگ پر ابرو نہین
ہوگیا ہے مثلِ ہوتا رنگاہ اپنا سیاہ — آگے آنکھون کے صنم جب سے ترے گیسو نہین

قید ہستی تک ہین تیری دام گیسو مین اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہوں آزاد ہم

جب سے دیکھی ہے گل رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورت برگ خزانی باد ہم

خندہ زن ہوتا نہین اپنا دہان زخم بھی
کوئی دنیا مین نہو گا جیسے ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اوٹھ گیا
کس سے ناسخ اس غزل کی جا کے لین اب داد ہم

[illegible]

بند آتا ہو نظر جاتے ہین سو سو بار ہم
جانتے ہین یار کے دروازے کو دیوار ہم

مانگتے ہین یہ دعا سونے کی وقت ای یار ہم
ہون تری پانون کی آہٹ سے کہین بیدار ہم

عین غفلت مین ہین مثل نرگس بیمار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھین رکھتے ہین بیدار ہم

یاد گیسوئے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم

نقد دل دیتی ہین اک محبوب بازاری کو آج
رد زر سودا مول لیتے ہین سر بازار ہم

کیون جنازے کو اوٹھا کی سب نے شرمندہ کیا
ایک کی دیپر جیتے جی ہوئے تھے بار ہم

ناتوان ہر چند ہین پر ایک شب ای رشک ماہ
پھاند نکلینگے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم

خواب غفلت اسکو کہتے ہین کہ چھینٹو نسے بھی
سبزۂ خوابیدہ چونک اوٹھے نہون بیدار ہم

بادشاہی کر رہے ہین گوشۂ انزوائے فقر مین
پائے خفتہ کو کہین اب طالع بیدار ہم

یہ سمجھکر خوش نہو واعظ کہ غائب ہو گئے
سرکشی سے فرقت ساقی مین ہین بیزار ہم

ساری عالم مین ہین فاقہ کش سے اکل و شرب
چھوڑین کیا ماہ مبارک مین در خمار ہم

ولہ

ردیف قاف

ردیف کاف تازی

ولہ

جس مکان مین ہو تری رخسار کا روشن چراغ
ہی یقین بنجائین دیوارونکی سب روزن چراغ

جب تلک ہی حسن معشوق نپہ عاشق ہی نثار
گرد ہین پروانے بھی جبتک کہ ہی روشن چراغ

جوشِ وحشت نی کیا ایسا مجھی آتش قدم
خانۂ زنجیر مین ہونے لگے روشن چراغ

روشنی ایسی ہے اوسکی سینۂ پُر نور کی
ہوگیا مجھکو یقین ہی زیرِ پیراہن چراغ

ہین جو روشن طبع لبغض انسی سیہ کارونکو ہی
چور کو جسطرح آتا ہی نظر دشمن چراغ

روشن ایسا اوس گل عارض سی ہی بستان بزم
تیرہ آتا ہی نظر مثلِ گلِ سوسن چراغ

ہین جو عمدہ اونسے مفلس بہرہ ور ہوتی نہین
آتشِ یاقوت سے ہوتا نہین روشن چراغ

تا کنے آیا جو یان زخمِ دلِ سوزان مسیح
بنگیا رشتہ فتیلہ چشمۂ سوزن چراغ

گردن روشن آتشِ داغِ جدائی سی اگر
برق سان گرنی لگے بیتابی دشیون چراغ

جھڑتے ہین سنگِ لحد سی تا ہین لگنی مین شرر
میری تربت پر جلاتا ہی ترا توسن چراغ

کوئی پروانہ جلیگا تو جلونگا ئمسے مین
دوستو ہرگز نہ رکھنا تم سرِ مدفن چراغ

ہوتی ہے نورِ خرد سی اہلِ غفلت کو گریز
بیشتر انسان بجھاتے ہین دمِ خفتن چراغ

داغ حسرت جل اوٹھا گلگشت مین تیری بغیر
آتشِ رنگِ چمن سے ہوگیا روشن چراغ

پھونک ماری غنچۂ لب سی اگر وہ رشکِ گل
بزم مین پھیلائی بجھکر نکہتِ گلشن چراغ

کیون نہو پیرِ فلک کا حمق ظاہر خلق پر
دن کو جب روشن کرے خورشید کا گودن چراغ

اوسنے گل اسکندری آئینہ مین دیکھا جو منہ
بنگیا عکسِ فروغِ حسن سی آہن چراغ

جس شبستان مین ہو جائے گلِ کلکِ ناسخ شعلہ ور
چاک سازد جامۂ فانوس را بر تن چراغ

کھینچے گر نقشہ تری رخسارِ آتش رنگ کا
کیا عجب یکرنگ ہو کر خامہ از رنگِ شمع

گوری گوری انگلیون پر فندقون کا رنگ ہے
قدرتِ حق سے ہے یا توام گلِ اورنگِ شمع

شعلہ رخساران سنگین دل سے تھا جو ہمکو انس
بعدِ مردن بھی ہماری سینہ پر ہے سنگِ شمع

حسنِ یوسف سی ہوئی پرنور البیتِ مصر
روشنی مین تھا برابر میل ہر فرسنگِ شمع

میکشو اس سے زیادہ مت کرو زیر و زبر
ہے برائے محتسب کافی بس اک سرہنگِ شمع

گیسوئے شبرنگ و خطِ سبز و روئے آتشین
ہے شبِ تاریک و زنگار و قوسِ مینا رنگِ شمع

یار میرا سنگدل ہے اور مین ہون موم دل
دیکھ بے حسنے کہ دیکھا ہو نہ لطفِ سنگ و شمع

خاک پر جا کر اندھیری قبر مین لیٹین بشاد
جانتے جب ہم کہ لیجاتی زبان اورنگِ شمع

شمع سان جلتا ہے سوزِ عشق سے ملتا نہین
ایک ہی میری وفاداری کا پایہ لنگِ شمع

بزم مین ہر شب یہی کہ رشک سے جلتی ہے یہ
شاعرو کیا نسبتِ رخسارِ شوخ و شنگِ شمع

عاشق آسیر مرتے ہین دیتے ہین جی اسپر پتنگ
ہے برابر شان مین دورِ آتش رنگ و شمع

شام سے تا صبح ہے مجھکو جوابِ سیرِ لغات
سامنے رکھتا ہون اپنی نسخۂ فرہنگ و شمع

تھا بقا اک رات اے ناسخ پسِ محمل روان
گوش و چشم اپنے لگائے بر صدائے زنگ و شمع

ردیفِ غین معجمہ

عریانیِ جنون مین میرے کام آگئے داغ
طاؤس کی طرح ہے بدن پر قبائے داغ

کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشق جانباز کا
دیکھہ روتی ہی بروی لاشہ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہے گم ہوتا ہے نور آفتاب
کب ہی ممکن کر سکے روشن ترا کاشانہ شمع

گرد کھاوی ابر بارے کی وہ مچھلی کا فروغ
ہو برنگ ماہی بی آب بیتابانہ شمع

شاہ عادل کی عدالت سی نہین دنیا مین جوڑ
بزم عالم مین ہی اب کیون نہ بیباکانہ شمع

کیا نزاکت ہی کہ جھنجھلا کر لگا کہنے وہ رات
محفل عشرت کو کر دیتی آتشخانہ شمع

رکھتی ہی بے سبب تیرے نام کو ورد زبان
اپنے رشتے مین پروتی اشک کا ہر دانہ شمع

اسلیئے ای شمع رو فانوس مین رکھتے ہین بند
جل نہ جائے تجھپہ اگر صورت پروانہ شمع

ہون وہ پروانہ کہ در تک باوجود عذر لنگ
نکلی استقبال کو محفل سے بیتابانہ شمع

سبزہ خط ہے نہ سارے جسم مین اک رونگٹا
لب عسل مین نرگس قامت ہی دیوانہ شمع

لالہ و گل کو گلستان مین بنا دی گر چراغ
شاخ شبو کو کرے نور رخ جانانہ شمع

نشہ مے ہے جو منہہ سی نکلی پڑتی ہی زبان
چاہتی ہے دست ساقی سی پیہ پیمانہ شمع

تیری پابوسی کی حسرت مین جلیگی عمر بھر
گنتی ہے فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع

جلتے ہین معشوق جاتی ہین جو عاشق اور پاس
کیون نہ محفل مین جلا دی شہپر پروانہ شمع

اور لکھتا ہون شب تاریک فرقت مین غزل
ہے مری آتش زبانی بہر خلوتخانہ شمع

ولہ

ایسا پروانہ زمانہ مین کبھی دیکھا نہ شمع
طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع

حال دل یار دلبازان مین ہی جسطرح
شہد سی ہو کر جدا جلتی ہے مایوسانہ شمع

ردیف عین مہملہ

فیضِ بہارِ عام ہوئین ہے تو آج کل	سنبل کی شاخ سا ہی مرا جسمِ زار سبز
عالم تمام صید ہے دامِ بہار کا	کرتا ہی چوب تیر کو خونِ شکار سبز
ہم خاک ہو گئے ہین خطِ سبزِ یار پر	مثلِ گیاہ سودہ ہوا اپنا غبار سبز
مارا جنون نے مجکو شروعِ بہار مین	لازم ہی شامیانہ بروئے مزار سبز

ناسخ کمالِ یار پہ جوشِ بہار ہے
کیا روئے سُرخ پر ہی خطِ مشکبار سبز

ردیفِ صاد مہملہ

اس قدر زیرِ فلک اے سرو گل اندام رقص	کر رہا ہے بوئے گردون کو بے آرام رقص
سیکڑون مُردے نکل پڑتی ہین ٹھوکر کی بنا	فتنۂ محشر وہ ہی جسکا رکھا ہی نام رقص
مُرغِ خوشخوان اُس چمن کا ہون جسکی صحن مین	آسمان طاؤس سا کرتا ہی صبح و شام رقص
لگتی ہین ہیبا ی گردون کو ہزارون ٹھوکرین	کرتے ہین مستی مین جب ہم رندِ دُرد آشام رقص
ہو گیا پیری مین عیش ابنا جوانی سی دوچند	ہاتھ مین شیشے سی کرتا ہی جو می کا جام رقص
دور دامن ہو گیا ہی مجکو مثلِ آسیا	پیتا ہے دل کو تیرا اے بُتِ خودکام رقص
گر عوض ناقوس کی جا کر مین اک نالہ کرون	بتکدے مین ہر طرف کرتی پھرین اصنام رقص
تو ہے وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھکر	کرتے ہین بسملی تڑپنے کی اسیرِ دام رقص
جی اوٹھے مُردے ہزارون سُنکی گھنگرو کی صدا	واسطے زندونکی لایا موت کا پیغام رقص

ولہ

لوحِ تربت کی جگہ شایاں ہی تیر النقشِ پا
مرگیا ہوں اے پری پیکر تری رفتار پر

خط نہیں ہی مانعِ نظارۂ رخسارِ یار
سیرِ گلشن میں نظر پڑتی ہی کسکی خار پر

گھر میں ہے پیرہن خریدار اوسکے یوسف سے زیاد
خودفروشی کب بھلا موقوف ہی بازار پر

جسمِ خاک آلودہ مجھ حیران کا ہی لوارستان
ہی عیاں روزن کا عالم دیدۂ بیدار پر

ہوگیا میں قتل فرقت میں جو دیکھا ماہِ عید
خون ثابت ہی مرا اس مغزِ بے تلوار پر

بس یہی تدبیر اب انکے بھگا دینے کی ہے
جیتے جی ہو جاؤں عاشق چند روز اغیار پر

اپنی قسمت میں ہے غم کھانا گوارا کیوں نہو
آگ کھانا شاق ہے کب مرغِ آتشخوار پر

دان وہ انگشتِ حنائی سے بجاتی ہیں ستار
یاں دلِ پُرخون کے ٹکڑے ہیں مژہ کی تار پر

جب گیا گلگشت کو گلزار میں وہ شرمگین
پتیاں بندھوائیں چشمِ نرگسِ بیمار پر

جم گیا ہی اسقدر میرا لہو چلتا نہیں
شاخِ مرجان کا ہی عالم یار کی تلوار پر

جوشِ سودا سے سیہ ٹھٹھا کیا ہی ناسخ کا لہو
ہے سیہ تاب اوس بتِ سفاک کی تلوار پر

عاشق و معشوق مرتے ہیں میری بار پر
ذرّہ ہی کیا خورشید غش ہی روزنِ دیوار پر

جب غزل کرتے ہیں موزوں قامتِ دلدار پر
تو الف لکھتے ہیں جائے صاد ہم اشعار پر

خوف آتا ہی کسی عضو کی مژگان نہو
دشت میں ٹھہرنی نہیں دیتا قدم میں خار پر

زینۂ بامِ ترقی ہی بلند دستِ دہر
دم میں ہو پہنچا تا فلک عیسیٰ چڑھا جب دار پر

ہے یہ تیر ضعف کا روزِ جدائی میں اثر
شام ہی اور دھوپ چڑھ سکتی نہیں دیوار پر

مفض

زندان مین بهی کوچهٔ یار آتا هی نظر | بلبل قفس مین هے، مگر گلزار آتا هی نظر
تیرے عاشق کا گمان هوتا هی مجهکو جان پر | کوئی بهت جو ناتوان بیمار آتا هی نظر
تجهسے جدا هین جب سی هم هی محبت انسان سے دو | غمخوار هر اک هی صنم خونخوار آتا هی نظر
تها دم جو جسم زار مین هے، دیدهٔ خونبار مین | جینا فراقِ یار مین دشوار آتا هی نظر
یاد آتی ہے اتری هوئی مستی شرابِ عشق کی | بهکا هوا جو دم کوئی میخوار آتا هی نظر
جی سی هون بیزار اندنون هے مرگ درکار اندنون | مجهسے مرا یار اندنون بیزار آتا هی نظر
دیکهی هین جسنے اک نظر آنکهین تری اے فتنه گر | مانند نرگس زیست بهر بیدار آتا هی نظر
تیر اخدنگ اے غنچه لب لمین هوا هی غرق سب | سینے کو شق کرتے هین تب سوفار آتا هی نظر

ناسخ ہے اب آنکهون پہ مشقِ تصور اسقدر
جس سمت کرتا هون نظر دلدار آتا هی نظر

پاسبانِ حسن هی خال اُس رُخِ پرنور پر | کرتے هین قلقل حفاظت کو تعین کافور پر
باغِ عالم مین یهی پهل همنے پایا تها سو اب | دانت اسکی تیغ کا هی زخم کے انگور پر
موذیون کی خانمان برباد کرتا هی فلک | جب نه تب آتی هی آفت خانهٔ زنبور پر
کی خدا نے کافرون پر اے صنم جنت حرام | ورنه کسکی آنکه پڑتی تیرے هوتی حور پر
داغ هی دل لفِ رُخ پر جا هیے دونو کا پاس | مشک بهی تهوڑا چهڑک دو مرهم کافور پر
دیکهکر تجهکو گلون سے یه پهرا بلبل کا دل | بعدِ مردن بهی چمن سی بهاگتے هین دور پر
هے جو دعواے جدائی کر حجاب اغیار سے | اے صنم کتنے هی پردے هین خدا کی نور پر

اعتماد صلا نہین گرچہ جہان زیر نگین
زاہد اکیونکر کردن مین ترک یہ دنیا دہ ہے
آج تو پوشاک پر پڑتا ہے لوگ دیکھیو
روشنی کی سیر ہے شب فرقت مین کی
دیکھو فرقت نہ کبھی ہو جو برق و ابر کی
عیش تنہائی ہوا مردون کی کثرت سے محال

اوٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑکر
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑکر
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑکر
شعلے آ لپٹے مجھے سر و چراغان چھوڑکر
خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریان چھوڑکر
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑکر

مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے سیفروش
مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دکان چھوڑکر

گنتا ہون سر کو بوجہ مین نا کام دوش پر
جالی کی آستین نہین ای نازنین تری
تو وہ حسین ہے دیکھ اگر طفل بھی تجھے
کیا منھ سے نیک و بد مین نکالون گرا تدان
اے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
پاس حرم نہ چاہیے اے نخچۂ جنون
تعمیر پر جو مرتے ہین نافہم ہین مگر
بالون کا کچھ اثر بغل یار مین نہین
دوڑا مرے صنم کی جو گردن کا دیکھ لین

رکھتا ہے جب سے تیغ گل اندام دوش پر
عاشق کے مرغ دل کو ہے یہ دام دوش پر
گودی مین چلین اٹھ کے ہو نہ ارام دوش پر
اخبار کوئی کرتے ہین ارقام دوش پر
لاتے ہین رکھ کی مثل سبو جام دوش پر
بار گران ہے جامۂ احرام دوش پر
لیجائینگے اوٹھا کی در و بام دوش پر
پڑتا ہے عکس زلف سیہ فام دوش پر
زنار رکھین صاحب اسلام دوش پر

بتر سی لگتی ہے دل مین بات جو کرتا ہی تو	ہین لب نازک ترے مثل لب سوفار سرخ
ہو نہین وہ رنگین بیان چھوٹے جو میرے استخوان	مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ

ردیف دال مہملہ

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید	جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید
پڑے عکس اُسکے لب سرخ کا گر ساغر مین	ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید
دیدہ اس چشم سیہ کی نہ میسر ہووے	دیدۂ غیر ہون مثل گل بادام سفید
بل بے طول شب فرقت نہ ہوئی اب تک صبح	ہو گئے آہ مرے موے سیہ فام سفید
سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے	ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید
سرخ پوش آئی نظر شوخ یہ ہی رنگ بدن	پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید
گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج	کفن اک روز ملیگا تجھے خودکام سفید
غرّہ کر حسن دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام	رنگ سب کا تو نہین ہوتا ہی بہت خام سفید
اپنے رخسارہ پہ چھوڑے نہ کبھی تو نقاب	ہے ابھی صبح امید ابلق ایام سفید
حرف مطلب جو لکھون صاف وہ دیتا ہی جواب	بھیجتا ہی تو مجھے کاغذ وہ دلارام سفید

تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ
ہو گیا منھہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

ردیف رائے مہملہ

ولہ

سینۂ پُر داغ و خاکِ پیرہن	ہے وصالِ یار مین گلزار صبح
اُس صنم پر توڑ کرتارِ شُعاع	اب گلے مین ڈالے گی زنار صبح
وصل مین تھا صُبح سے بیزار مین	ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح
پھر ہو گر شملۂ پُر زر ترا	دیکھ پائے اے پری رخسار صبح
چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر	کارچوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب	نور سے ہے سایۂ دیوار صبح
وصل کی شب ہو چکی اندھیر ہے	شام سے دکھلاتی ہے آثار صبح
وصل کی شب آتی ہے جو تیرے ساتھ	تجھکو کرتی ہے مُقشر پیار صبح
ہی بیان کسکو شبِ فرقت مین ہوش	ہو چکی ہو گی ہزار دن بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب	شام کو کرتا ہے نورِ یار صبح
ہے دعا اے خالقِ لیل و نہار	ہو یہ شام کاکُلِ دلدار صبح

ردیفِ خائے مُعجمہ

ہی نازکی سی قامتِ جانان سمن کی شاخ	مین شورِ عشق سے ہون چنارِ کہن کی شاخ
ظالم کو بعدِ مرگ بھی ہی ظالموں سے ربط	خنجر کا دستہ کیون نہ بنے گرگدن کی شاخ
ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین	سیدھی کسی طرح نہو جیسے ہرن کی شاخ
رکھی چھڑی جو ناز سے اُسنے تہ ذقن	سبکو ہوا گمان کہ ہی سیبِ ذقن کی شاخ

خاکِ چمن میں آب مقدّر ہے زیرِ پا
غنچون کی کُھل رہی ہے عطش سے زبان عبث

آخر غذای مور ہے ہر جُثّۂ قوی
اظہارِ زور کرتے ہیں پیلِ دمان عبث

چلّھون میں شراب کا قطرہ بھی رہا
پیدا ہوئی ہے کیا مرے مُنھ مین زبان عبث

سُنتا ہی کون قُلقُلِ مینا کے شور مین
ہر سمت مسجدون مین ہی شورِ اذان عبث

آخر بلا یہ چاہ لحد مین گرائیگا
ہم ہین سوار توسنِ عمرِ روان عبث

ہم پا برہنہ چلتے ہین کانٹو نپہ کیا خموش
ہوتا ہی نعرہ زن جرسِ کاروان عبث

ہے صبحِ روزِ ہجر کہان ہوشِ میکشی
کھولی ہی مَی فروش نے اپنی دُکان عبث

ڈالی ادھر گلے مین اُدھر ٹکڑے ہو گئی
اے رشکِ ماہ پہنی قبائے کتان عبث

روشن ہی تیرے نور سے کاشانۂ فلک
ہین آفتاب و ماہ کے دو نابدان عبث

تیغِ ہلال ہوگی نہ ابروسی کاٹ مین
پھرتی ہے رات دن یہ فلک کی فسان عبث

صد برگ سے ترا دل صد چاک کم نہین
ناسخ تجھے ہوئی ہوسِ بوستان عبث

ردیف جیم تازی

اُس گُل کے کان کو نہین زیور کی احتیاج
ہے وہ صدف نہین جسے گوہر کی احتیاج

ہمت جو ہو بلند تو ہون داغِ یاس بھی
ہون آسمان ہی مُجھے اختر کی احتیاج

لاغر جو ہم ہین روی عرقناک کا ہے غم
اِس خارِ خشک کو ہی گلِ تر کی احتیاج

سرو آزاد سے ہین شرمندہ — سرنگون ہین جو بار دار درخت
دشت مین رخ جو سوئے سایہ کرون — مثل آہو کرین قرار درخت
نہین جنبش ہوا سے یہ اے گل — تیرے غم مین ہین بیقرار درخت
شجرِ طور کی طرح ہر روز — وہ جلا دیتے ہین ہزار درخت
آنکھین نرگس ہین رخ ہی گل قد سرو — ایسی پائین کہان بہار درخت
نہین گرتے ہوا کے صدمے سے — سجدہ کرتے ہین گل نثار درخت
مجھکو شاخون کی جا دکھاتے ہین — ہجر کی تیغِ آبدار درخت
کیا بزرگون مین ہو ترقی خرد — نہ یہ کہتے ہین بار دار درخت
باغ عالم مین بڑھ نہین سکتے — زیرِ اشجار سایہ دار درخت

ولہ

زلفین شاخین ہین قدِ یار درخت — کون ایسا ہے مشکبار درخت
سایہ اوس سرو کا رہی مجھپر — پائین جس دشت مین نہ بار درخت
کیا ہی خوش ہو کے چڑھ گیا منصور — دار گویا ہے میوہ دار درخت
تو نے گلدر بلا سے کیون نہ کرین — باغِ عالم مین افتخار درخت
دنگ اُس گل پہ باغ مین ہو کر — بن گئے سروِ گلعذار درخت
باغ کو جاؤن یاد زلف مین کیا — شاخین رکھتے ہین مثلِ دار درخت
بھولے رم دیکھکر تری آنکھین — آج آہو ہین شاخ دار درخت

دشمنِ جان ہے ہمارا پاسبانِ کوئے دوست
ہو جیئے اب آشنائے ساکنانِ کوئے دوست

کتنے مجھ وحشی کے پھینکے اونکی آگے استخوان
اک سرے سے ہو گئے مجنون سگانِ کوئی دوست

ہاتھ میں تیرے نہ ٹھہریگا وہان مکتوبِ شوق
بادِ صبا قاصد برا ہی بے نشانِ کوئی دوست

لوٹتے ہین خاک مین آنکھین لگی ہین سوئے بام
مرتے ہین معراج پر افتادگانِ کوئی دوست

جی اوٹھا مردہ جنازہ جو گیا اوس راہ سے
کر چکی ہے خلق سو بار امتحانِ کوئی دوست

وصفِ جنت جب کیے واعظ نے منبر پر شروع
صاف مین سمجھا کہ کرتا ہے بیانِ کوئی دوست

کب ہی کعبے کا ادب ایسا کہ رکھتے ہی قدم
پانون اپنے چومتے ہین رتبہ دانِ کوئی دوست

سارے عالم کو جو ہی بے اختیارانہ رجوع
مرکزِ عالم ہے شاید درمیانِ کوئی دوست

جو وہان پہونچا وہی آگاہ اوس عالم سے ہی
اور ہی کچھ ہے زمین و آسمانِ کوئی دوست

جو وطن جانے لگا پہونچا کنارے گور کے
رہروِ ملکِ عدم ہین رہروانِ کوئی دوست

خاک ای قاصد جواب خط کی ہو مجھسے امید
کاٹتے ہین اپنے کونچے سالکانِ کوئی دوست

اے اجل اب ساکنِ شہرِ خموشان کر مجھے
کیا کرون ملتا نہین کوئی مکانِ کوئی دوست

حاملانِ عرشِ اعلی کے یہان اوڑتے ہین ہوش
عرشِ اعلی سے کہین بالا ہی شانِ کوئی دوست

داغِ حسرت ہین چراغِ دیر و قندیلِ حرم
کون جا دلکش ہی دنیا مین بسانِ کوئی دوست

غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیرِ شہاب
ایسے اے ناسخ ہین ہم آتش زبانِ کوئی دوست

اِس چمن مین ہین بے شمار درخت
پر کہان مثلِ قدِ یار درخت

نغمہ سنج ایسا ہون کھائے استخوان گر بعد مرگ
زاغ کی منقار سے نکلے نوائے عندلیب

داستان صیاد و گلچین کی فقط رہ جائیگی
نے ثباتِ گل ہمیشہ نہ بقائے عندلیب

باغبین تجھسے خجل ہوکر یہ ہر گل نے کہا
کاش مجھکو اپنے شہپر مین چھپائے عندلیب

کر دیا اوس گل کے پرتو نے جو دریا کو چمن
بلبلون سے صاف آتی ہی صدائے عندلیب

عارضِ جانان کی ہوتی گل تو کیون عاشق ہوتی
ہوگئی صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

ہر کلی منقار ہے اوس رشک گل کے عشق مین
آتی ہے ہر شاخ گلبن سے صدائے عندلیب

پیرہن کی مینے کیا پرزے کیے تو ہی وہ گل
نوچ کر سب بال و پر اپنے اڑائے عندلیب

عاشقون کی قدر معشوقون سے ہوتی ہی زیادہ
دیکھلو گل سے زیادہ ہی بہائے عندلیب

شمع کے شعلے کو گر تشبیہ دون گلبرگ سے
بزم مین گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب

کب قفس مین صحنِ گلشن یاد آتا ہی اوسے
عارضِ صیاد ہین حاجت روائے عندلیب

جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین
گل کھلے ہین باغ مین خالی ہی جائے عندلیب

ذبح کر اس غیرتِ گلشن پہ مجھکو وار کر
بس یہی صیاد سے ہے التجائے عندلیب

جا کے صحن باغ مین ایسی پڑھون رنگین غزل
آج ہر گل کو بھلا دون نغمہائے عندلیب

وله

گر ترے دستِ حنائی دیکھہ پائے عندلیب
شاخِ گل کو آہِ سوزان سے جلائے عندلیب

رازِ پوشی کاش ہمکو بھی سکھائے عندلیب
نام شبنم کا ہوا اور آنسو بہائے عندلیب

جائے گل دیکھون الٰہی منہ اوسی محبوب کا
ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعائے عندلیب

وصل کی شب سو گیا تھا مین غم نے عمر بھر
آنکھ بھر لگنے نہ دی میری پئے تعزیر خواب

عالم اسباب مین اسباب غفلت ہین عزیز
خلق کی آنکھون مین جا ہی دیکھنا توقیر خواب

بعد مدت خواب مین آیا جو وہ مین چونک اٹھا
بیگناہ بخت خوابیدہ ہی اور تقصیر خواب

گر مسیحا کو نہین میری عیادت کا خیال
پڑ گئی ہی کیا اجل کے پانو مین زنجیر خواب

دیکھنے خواب وصل کو اس سے کیا ہی جب بیان
اُسنے الٹی ہی سنائی ہے مجھے تعبیر خواب

طاقت جنبش شب فرقت کی صدمون سے نہین
پنجۂ مژگان پر کیونکر ہو دامنگیر خواب

یار سو جائے تو جاگین طالع خفتہ مرے
وصل کی شب قتل کرنی ہی مجھے تاخیر خواب

بو گوئی مین کھلے گر منھ ہی غفلت کی دلیل
پے بہ پے خمیازے اکثر لاتی ہی تاثیر خواب

اوسکی مژگان خواب مین دیکھی سحر بسمل اوٹھا
ہو گیا پیغام اجل کا مجھکو ناسخ تیر خواب

سب ہے مری ہستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب

خون آتا ہی نظر صاف اوس تن نازک سے یون
جس طرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب

ہے دل مجروح کی اس چشم میگون پر شفا
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ ہون میکش برائے زاہد نکر غیبت مری
گوشت کھانے سے برادر کی تو ہی بہتر شراب

کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تعزیر سے
رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہی اکثر شراب

لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول
ذائقہ مین دیکھلو رکھتی ہے تلخی ہر شراب

میکشی سے زاہدون کو اس لیے انکار ہے
تا نہ ان پہ باطنون کی کھولدی جوہر شراب

کیا حق نے بجز انجام میرا مے پرستی میں
کوئی لکھا اُٹھاتا ہی جلوہ نکو اُٹھ نہیں سکتے

ہوا لبریز مے سے جام میری زندگانی کا
بندھا جن حرفوں میں مضمون ہماری ناتوانی کا

دہانِ زخمِ دل کے قہقہے کی طور ہیں ناسخ
تصور ہے تجھے کسکے لباسِ زعفرانی کا

یہ نور ہے روئے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھویں کا
زبسکہ وصفِ دہانِ شیریں ہا ہی ورد زبانِ شیریں
وہ چشم فتّان ہے غیرتِ گل وہ زلف پیچاں ہے رشکِ سنبل
یہ جوش پر یاں ہے اشک کا کیم سا تو دریا ہیں قطرے سے کم
زبسکہ ہی جوشِ داغِ ہجراں ہوا ہے سینہ باغِ رضوان
یہ سا عہدوں کا ہی اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ ہمدم
بُرا ہو بہر بختِ عاشقی کا نہ دین ہو برباد یوں کسیکا
اگر ہو پھاہا یہ سمندِ یقین ہو خاک دم میں جلکر

جو حلقہ ہی زلفِ عنبرین کا وہ ایک نافہ ہی مشکِ چین کا
بد نہیں جبتک ہی دہانِ شیریں نیا دہن ہے نزا نگین کا
عِذار رنگین ہے شامتِ گل مہ نہیں عالم ہی آئین کا
جسے کہ کہتے ہیں سب جہنم شرر ہے اک آہِ آتشین کا
ہرا گلگشت ہے جا غلمان خیابان ہے اک ستین کا
نیام تیغ تقدا جو مہر لقب ہے قاتل کی آستین کا
بنا ہی عشق بتان کا ٹیکا نشانِ سجدہ مری جبین کا
سنا جو ہو آفتابِ محشر کہ زندہ ہی داغِ آتشین کا

طمع ہے انصافِ دوستان سے کہ اتنا فرمائیں سب زبان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعرِ تر پیدا
وہ نخلِ باغ جہاں میں ہو نہیں کہ ہوتی ہے
کیا ہے آتشِ غم نے مرا جگر خشک ہو

ہوئے ہیں شاخِ شکستہ سے کب ثمر پیدا
ہر ایک شاخ پئے دستۂ شجر پیدا
کہ مثلِ سنگ رگوں میں ہوئے شرر پیدا

جلتے جی کیا ہو گمندِ بیقراری سے نجات
روے آتشناک کے نظارے کی آئی نہ تاب
جان شیرین کب گئی ہے کوہکن کی رائگان
کب مین دیندار سے گذرا اُس صنم کی عشق مین
ہوگیا ضبطِ فغان کی ساتھ سینہ چاک چاک
کون ہی جسکو نہین اُس صاحبِ عصمت کی پاس

برق کو گردون نے میرے بخت کا اختر کیا
اشک سے گو سا لہا آنکھون کو مینے تر کیا
کہتے ہین شیرین نے آخر آپ کو جوہر کیا
جب کمر دیکھی خیال ہوے پیغمبر کیا
لاکھہ در وا ہو گئے گر ہمنے بند اک در کیا
گھر مین بیٹھے بیٹھے اِک عالم کے دلمین گھر کیا

جوششِ مضمون سے طوفان ہو گئی ناسخ یہ بحر
کشتیِ طبعِ روان کو ہمنے اب لنگر کیا

دم ہے بند آگے ترے تیغِ صفاہانی کا
جاؤن وحشت مین کہان وادیِ ایمن کے سوا
پہونچی کیا گوشہ نشینون کو ضرر دشمن سے
کھینچتا تھا وہ بہت قامتِ جانان کی شبیہ

قاتلِ خلق ہے عالم تری عریانی کا
ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
آتشِ سنگ کو کچھہ خوف نہین پانی کا
حال آخر کو کیا دار نے کیا مانی کا

کس کے کوچے مین جبین سا تو ہوا ہے ناسخ
چاند سا داغ ہے روشن تری پیشانی کا

ساتھہ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آتا وہ شبِ ہجر کہین
خفتگیِ بخت کی کیا کہیے کہ جز خوابِ عدم

رات بھر مجھکو دلِ زار نے سونے نہ دیا
سو مجھے حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

تری ہی ہنگمہ مین گبرومومن کرتے ہین سجدے
تری نقش قدم سے ہوگئے دیر و حرم پیدا

بیابان طلب مین ہم ہین ایسے خضر کی پیرو
زمین کیا جسکا پتھر پہ ہوا نقش قدم پیدا

فلوس داغ پاس افلاس مین ہین پاحسینونسے
مقدم عشق سے کرتے تھے دینار و درم پیدا

عیان ہے ہر حباب بحر سے کیفیت دنیا
برائے چشم بینا ہین ہزارون جام جم پیدا

لب دریا اگر دھوئے وہ کافر اپنے لفونکو
تو سانپون کیطرح ہر موج دریا مین ہو سم پیدا

مری آتش زبانی ہے خرابا سے وہ را آخر مین
کیا اس شمع کو بزم جہان مین صبحدم پیدا

فقط نقصان نہین ہے عاشقی مین کچھ بھی حاصل کے
جو گم ہوتا ہے دل پہلو سے تو ہوتا ہے غم پیدا

کیا کرتا ہے گردون نے نشان بنیاد ظالم کو
کہین ہوتا نہین شداد کا باغ ارم پیدا

لگا اپنی کمر سے وہ دوپٹہ کھولنے اکدن
تو مین سمجھا ہوا یہ جادہ راہ عدم پیدا

جبین کیونکر برہمن مار سجدونکی گھس ڈالین
ہوا ہے تیری سنگ آستان سے ہر صنم پیدا

نہین ممکن کہ کلک فکر لکھے شعر سب اچھے
برستا ہے بہت نیسان گہر ہوتے ہین کم پیدا

ابھی روز ازل سے طینت موذی مین داخل ہے
کیا خالق نے ساتھ افعی کے ناسخ پیچ و خم پیدا

مین اگر زینت فتراک کے قابل ہوتا
حلق میرا بھی تہ خنجر قاتل ہوتا

گر سر زلف گرہ گیر نہوتا مجھکو
کیا گنہ تھا جو مین پابند سلاسل ہوتا

قیس نالان کو رخصت لیلی مین نہوش
اک جرس اور دگر نہ پس محمل ہوتا

شاخ آہو مین بھی ہو آنکھین ہین چشم آہو
مشک نافہ تھا کوئی ناف مین گرہ ہوتا

راگ جو گانی لگا مطرب شب فرقت مین ہے
آتے آتے میری کانون تک وہ شیون ہوگیا

آنکھین نرگس چہرہ گل گیسو ہین سنبل سرو قد
عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہوگیا

پانون پھیلائی ہین جادو کسطرح ہر خار کے
اب گریبان ای جنون صحرا کا دامن ہوگیا

موت نی تیغ زبان خلق سے دی ہی نجات
کہتے ہین جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا

کیجیے حاصل بھیران آتش رخو نسی کو نئی داغ
لے چراغ ان روزن اپنا خانۂ تن ہوگیا

روند ڈالا عالم بالا کو خوب ای شہسوار
ماہ نو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا

گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت دلا
دیکھلے پانی چراغ گل کو روغن ہوگیا

کردیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نے
چادر ناسخ مجھے جیونٹی کا روزن ہوگیا

بستر سے یہان ہوتی ہین سامان پیدا
کھانے کیوقت سی پہلے ہوئی دندان پیدا

ہوگئے دفن ہزارون ہی گل اندام اسمین
اسلیے خاک سی ہوتی ہین گلستان پیدا

لے شب ہجر نہ اٹھوا مری دست فریاد
صبح محشر نہو تا چاک گریبان پیدا

خار غم سینے جو پنہان ہی کہی ساری عمر
میری تربت سی ہوئی خار مغیلان پیدا

گر نہین ہجر دہ پری کیون ہی بھسو کا ایسا
کہ خدانے تو کیے خاک سے انسان پیدا

ہم ضعیفون کو کہان آمد و شد کی طاقت
آنکھ کی بند ہوا کوچۂ جانان پیدا

صدمۂ دلکو جو ہوا نالۂ سوزان نکلا
جسطرح سنگ سی ہو آتش پنہان پیدا

سنگ کہسار برائے سر شوریدہ ہے
ہوی پا تو نکی لیے خار بیابان پیدا

آج چھو سکتا نہیں کوئی بھی اسکو ہاتھ سے
ایکدن روندینگے سب تیرا یہی تن زیر پا

خامہ پر گھی حنائی پا برہنہ تو اگر
بخشتا خہ نقشِ پا کی جا ہو روشن زیر پا

خاکِ صحرا چھانتا پھرتا ہوں اس غربالمیں
آبلو نمیں کر دیے کانٹوں نے روزن زیر پا

زلفِ جاناں یاد آئی ہے جو صحرا میں مجھے
جادۂ صحرا ہوے ہیں مارِ رہزن زیر پا

سنگ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پر
پا رکھا رکھتا ہے توسن نعلِ آہن زیر پا

اِس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹھا لیجائیگا
دیکھ اے غافل دھرا تیرا ہے مسکن زیر پا

رقص میں آتی نہیں یاد انکی گھنگرو کی صدا
کرتے ہیں آسودگانِ خاک شیون زیر پا

دیکھکر اوس سرو کو حسرت سے بولیں قمریاں
طائر رنگ حنا کا ہے نشیمن زیر پا

سرو دیکھینگے جو اوس سرو خراماں کا خرام
پھر ٹھہرگی زمین صحنِ گلشن زیر پا

دوستونکے روندتا ہے دل ہنکر کفش کو
اے پری کہنا ہے زیبا تجھکو دشمن زیر پا

ہو نہیں وہ بیخود سے دفعِ صداع دا آبلہ
گر حنا سر پر ملی ناسخ تو چندن زیر پا

ضعف ہے راہِ طلب میں جب ہوا منگیر پا
آتی ہیں رگ ہائے پا مجھکو نظر زنجیر پا

حاملانِ عرش چھوڑیں فرش میں اگر ساعِ عشق
وہ سراپا نور دکھلاے اگر تنویر پا

پیٹتے ہیں دو سر مجھے ہجر میں مجھکو دشت
میرے ہاتھونکی گرد کچھ فکر نہ تدبیر پا

لیچلے ہیں کوئے جاناں سے یہ وحشت میں مجھے
وادی پرخار پر موقوف ہے تعزیر پا

قدر اوسکے سر کی سو جو ہوتی ہیں رو میں جدا
راہ میں بچھتی ہیں آنکھیں دیکھنا توقیر پا

کھیلتا ہون ایسے مرغانِ خیالی کا شکار | کام وقتِ فکر لیتا ہون قلم سے تیر کا
ہے دلیلِ مرگ انسان واقعی ہوئی سفید | کوہکن کی موت تھی انجام جوئے شیر کا
کسکے عارض کی تصور مین فنا ہون اے جبین | ہے دھوان مہتاب سے میرے نالۂ شبگیر کا
لاغر ایسا ہون کسیکو مین نظر آتا نہین | چاہیے مانی ورق سا وہ مری تصویر کا

اِس خرابی مین بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے
دیکھ ہر دروازے پر ناسخ نشان زنجیر کا

خضر کو اوسنے یا مردگی آگے لنگ ٹھہرایا | کہ جسنے ہر نفس کو قاطع فرسنگ ٹھہرایا
ملاقاتِ دو روزہ کو یہان آئے تھے ہم لیکن | سرائے دہر کو سبنے مقامِ جنگ ٹھہرایا
اجل سے ہونگے غافل جنکو ہے دعوئے سلطانی | تو گویا تختۂ تابوت کو اورنگ ٹھہرایا
فلک نے جبکہ میرے حسنِ عالم سوز کو تولا | تو کوہِ طور کو میزان مین پاسنگ ٹھہرایا
کدورت اپنے چہرونکی نظر آتی ہے لوگونکو | تماشا ہے کہ اولٹے آئنے مین زنگ ٹھہرایا
بنے ہین صاحبِ غیرت بہتکر اترے مشتاقین | رہی غیرت سے جوہر یان انہین نے ننگ ٹھہرایا
وہ بیرنگی کہ بیرنگی بھی جسکو کہہ نسکتے | اُسے بھی سبنے اپنے وہم مین اک رنگ ٹھہرایا
چراغِ گور کو غفلت سے ہین سمجھا رخِ روشن | شبِ تارِ لحد کو گیسوئے شبرنگ ٹھہرایا

مجھی پر دمبدم پڑتی ہے محفل مین جوائے ناسخ
مگر تیغِ نگاہِ یار نے چورنگ ٹھہرایا

نزاکت سے گلستان تک جو رخصت مانگتا | رنگ روئے گل سے اوڑنے کی اجازت مانگتا

کیا مین [illegible] دولت مانگتا
ہاتھ اوٹھا کر دونون عالم سے فراغت مانگتا
کیا مین اس وحشت سرا مین عمرِ وحشت مانگتا
گر طلب فتح [illegible] اترا [illegible]
ہاتھ آتی سینہ کوبی گر مین نوبت مانگتا
ہون وہ عریان شوق لکھنے کا اگر ہوتا مجھے
حرف بھی استاد سے میرا خلعت مانگتا
موجِ آبِ زندگی سے کام لیتا تیغ کا

ولہ

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخنداں ہی نہیں
زانوئے حسرت سے اے ناسخ تو اب سر اوٹھا

ماجرا ہر بحر میں ہے چشمِ دریا بار کا
کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مری اشعار کا

کردیا موقوف خط نے جو زلفِ یار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسوں مار کا

ماموں سنے اوسپہ آسیب پری ثابت کیا
پڑ گیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا

اتنی راحت طالعِ وارژونکی قسمت میں تھی
لے گیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا

خوف کیا مجھکو ہو آسیبِ بلا ہی ہجر سے
ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا

کیوں نہ کھٹکوں آسمان کو رات دن ہیں ناتوان
آبلے کی شکل اسمیں مجھمیں عالم خار کا

دستگیری ایسی افتادوں کی ہے منظورِ طبع
خاک پر گرتا نہیں سایہ مری دیوار کا

رات بھر ہر ایک اختر سی لڑا کی میری آنکھ
تھا تصور دل میں تیرے رخنۂ دیوار کا

تیرے رستے سے جو گذرا اے پری مجنوں ہوا
داغِ سودا ہے فقط سودا ترے بازار کا

نکتہ چیں مجھتا ہے نیرنگے دیکھکر دیوان مرا
نقشِ افسونگر ہر اک بیتا ہے اِس گلزار کا

جھولتی ہے عرش پر تلوار کس قاتل کی آج
ہے تصور دل میں کسکے ابروئے خمدار کا

دور سے دیگی دکھائی روشنی جا بجا
یاد رکھ قاصد نشان ہے یہ دیارِ یار کا

مانعِ صحرا نوردی پاؤں کی ایذا نہیں
دل دکھا دیتا ہے میرا ٹوٹ جانا خار کا

بنگیا ہے دید کے آزار سے تارِ نگاہ
دیکھنا ممکن نہیں ناسخ کے جسمِ زار کا

۲۳

جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ اے ناسخ
سوادِ گور مجھے رشکِ ماہتاب ہوا

سروِ منبل جادہ ہی پامال تیری چال کا
صید ہی کبکِ دری نقشِ قدم کیچال کا

ہے طلب سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہی خیال
انجاے لفظ لب پر باب استفعال کا

سرو ہی باغ جہا مین وہ صنم نام خدا
ہے بجا اوسکو لپند آئے جو کبڑا اچھال کا

بو کبھی کافر کی زلفونسی جدا ہوتی نہین
طائرِ نکہت بھی قیدی ہو گیا اسجال کا

طوق ہر گرداب ہی ہر موج ہے زنجیر پا
ہے ہر اک آبِ رواں دیوانہ تیری چال کا

تو شراب آتشین پیتا ہے وہ کھاتا ہی اگ
بس یوہین ہو گا مقلد کبک تیری چال کا

ہو گیا ثابت کہ ہی بس خوش قد و تجھ مین حسن
تیرے قامت کی الف پر ہی جو نقطہ خال کا

رو نگٹا بھی مینے سر سے پانون تک دیکھا نہین
افترا تیرے بدن پر ہی کمر کے بال کا

ہون ہیولے مین جو مین مجنونِ چشمِ مست یار
کھینچتے ہین بادہ گلرنگ اوسکی چھال کا

حادثاتِ دہر سے محفوظ ہین اربابِ فکر
غم نہین ہرگز زمینِ شعر کو بھونچال کا

عالم حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
منتظر آئینہ خانہ ہے تری تمثال کا

پھر نہ میری پاس آیا جا کے ایجانِ جہان
طور کیا سیکھا ہے تو عمرِ رواں کیچال کا

ایسی اپنی لاشہ سوزانسی گرمائی زمین
بنگیا گنبد ہماری قبر پر بتخال کا

جنگ مین غالب امیرِ ونیر ہون کیونکر فقیر
زور چل سکتا نہین کمل کے آگی شال کا

ہی قوی تر دست اے ناسخ جو دشمن ہی قوی
ساتھ مہدی کی ہو نہین کچھ غم نہین دجال کا

دیوان ناسخ

۲۰

ولہ

نازک ایسا ہے وہ کافر ہین ہوتا بدمست
گذر اوسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا

سنگ چقماق بھی بنتا تو مرا ضبط یہ ہے
نہ مری قبر کا پتھر شرر افشان ہوتا

ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین پھرتا شبگو
آگے مشعلچی وہین غول بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ
عطر مجموعہ کا ہر جزو پریشان ہوتا

کی مکافات شب وصل خدا نے ورنہ
کسلیے مجھپہ عذاب شب ہجران ہوتا

اپنی صورت کا وہ دیوانہ نہوتا تو کیون
پانون مین سلسلۂ گیسوے پیچان ہوتا

اکدم یار کو بوسون سے نہ ملتی فرصت
گرد ہین دیدۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا

کسکی پریان شہ جنات کو بھی آٹھ پہر
ہے یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا

خون رولاتا وہین ناسور بناکر گردون
زخم بھی گر مرے تن پر کبھی خندان ہوتا

اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہی ہے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

کون ہے جو نہین مرتا ہے تری قامت پر
کیون نہ ہر سرو چمن قالب بیجان ہوتا

کیا قوی ہے یہ دلیل اسکی پریزادی کی
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا

اے بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا

حسرت دل نہین دیتا ہے نکلنے ناسخ
ہاتھ شل ہوتے میسر جو گریبان ہوتا

ترے رخسار کا مضمون جو کجان جہان باندھا
تو گویا ہمنے اک گلدستۂ باغ جنان باندھا

دم فکر سخن اکثر ہماری طبع روشن نے
تجھے خورشید باندھا اور زمین کو آسمان باندھا

جو گلدستونکو دیکھون بیان آئی سرِ گیسو کا
تصوّر عین کعبے مین بندھی محراب ابرو کا

کرون تحریر گر مضمون کوئی اوسکی گیسو کا
تو خوشبوئی سے خامہ پر یقین ہو شاخ شبّو کا

سوال وصل مین ہلنا پرید تیری ابرو کا
اشارہ ہی برات عاشقان بر شاخ آہو کا

گیا سجدے مین دیکھا جب سے تیری مصحف رخ کو
نہین کم سجدہ کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا

چڑھاتی ہی دماغ افلاک کو انسان کی کم ظرفی
کرے میل زمین سنگین جو ہو پلّہ ترازو کا

اوسے دم مجھکو ہوتا ہے افاقہ درد ہجران سے
تصوّر باندھتا ہون جب ترے تعویذ بازو کا

نظر آتے ہین کیا پردرد مضمون فکر کرتی ہی
دکھاتا ہے مجھے عکس درون آئینہ زانو کا

جو کچھ ٹوٹے ہوئے بال اوسکے کھوے زلف مشکین کے
تو عالم روزن دیوار مین ہے ناف آہو کا

نظر آتی ہی فنا سے مین مجھے انجام کی صورت
جو گورستان مین دیکھا ہی کوئی آئینہ زانو کا

یہ بیٹھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین
کہ جوشن بن گیا ہون اپنے دروازے کے بازو کا

اگر لب سرخ ہین تو نشہ سے آنکھین بھی ہین گلگون
بتون نے کر دیا ہی ایک رنگ اعجاز و جادو کا

ہین مجنون عالم کی دیوانو نہین ہوز دون طبع دیوانہ
کرو مجھکو نشانہ کوہ کے سنگ ترازو کا

دوائر حرفون کے بنتے ہین طوق گردن قمری
رقم کرتا ہون کرتا ہون گر مضمون اپنے سرو دلجو کا

قرہ جو ہی وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہے
وہ عالم ہمنے دیکھا ہی کسی چشم سخنگو کا

یقین ہی سنتے سنتے اوسکا سر پھر نے لگے ناسخ
بیان مین سامنے جسکے کرون اپنی تگاپو کا

گر نہ جانسوز غم گیسوئے جانان ہوتا
نہ کبھی یون دم از در شرر افشان ہوتا

پر لگا نے مجھے وحشت نے اڑا پھرتا ہون | مجھ سے پامال کوئی خار بیابان نہوا
پھٹ گئے لاکھ گریبان مری حالت پر | صبح کا ہجر کی شب چاک گریبان نہوا
ہون وہ دیوانہ میخوار کہ صحرا مین کبھی | پیین جز سایۂ اشجار مغیلان نہوا
جو ہوا چاند تری سبزۂ خط کو دیکھا | اِس برس ماہ کوئی جز مہِ شعبان نہوا
شبِ تاریک جدائی نظر آتی ہے پہاڑ | شبچراغ آج جو وہ لعلِ بدخشان نہوا
لاکھ کافر کو کیا تو نے مسلمان ناسخ | ہے یہ افسوس کہ تو آپ مسلمان نہوا

سر پہ پہاڑ اون کے نہ اے آسمان گرا | جو برگِ گل کو سمجھین کہ سنگِ گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب | سمجھا مین بادہ کش کہ خمِ آسمان گرا
مٹی وہان کی لیگئے عطار بہرِ عطر | اُس رشکِ گل کے منہ سے پسینا جہان گرا
رشکِ چمن ہوا ہے ہر اک سرو نونہال | کنکٹ کی تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا
پائی شکست دل نے برنگِ شکستہ رنگ | بالائے سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا
آزاد ہین قیود سے افتادگانِ خاک | پھر اُشجر سے جو برگِ خزان گرا
عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہے | یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا
پامال جو کرے گا مجھے پائے گا سزا | شیشے کیطرح خاک پہ مین ناتوان گرا
لغزش رہِ سلوک مین افتادونکو ہو کیا | ٹھوکر نہ کھا کے ایکدن آب روان گرا
کیا مال ہے سبب فقر کے آگے ہے سلطنت | دریا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا
ناسخ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے | مانند مست ہر شجرِ بوستان گرا

جبتک وہ ہی دو چار مری زندگی بھی ہے
تارِ نگاہِ یار ہے رشتہ حیات کا

کافر ہوں سیر ہم ہیں مجردم اعظا
گر میکدے پہ حکم نہ جاری فرات کا

گر مے نہیں تو صوم ہی مستی صلوۃ سے
واعظ یہاں بھی شغل ہے صوم و صلوۃ کا

جو ہی کلام شیخ وہی قول برہمن
مطلب ہے ایک فرق فقط ہی لغات کا

خامہ ہی نیشکر مرے شیرین کلام سے
شرمندہ ہے دوات سے کوزہ نبات کا

مجرم ہوں اغنیا تو فقیروں پہ ہو عذاب
کرتا ہی قحط دیکھہ نہ دینا زکات کا

آنکھوں کی آگے غش سے ستارے ہیں ترے
روزِ سیاہ ہجر میں عالم ہے رات کا

کب جائیگا عیادت ناسخ کو اے مسیح
نزدیک اب تو وقت ہے اوسکی وفات کا

نوجوانی میں ہوا عشق اوس بتِ گلفام کا
عالم اپنے داغِ دل میں ہی چراغ شام کا

خاک ہونی پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی
گور میں بھی چھیان ہی ہمکو کسی بام کا

سبزہ بیگانہ باغِ حسن سے کرتا ہے دور
نام رکھا باغبان ہمنے ترے حجام کا

ہجر میں مے سے بجاے نشہ ہوتا ہی خمار
باعثِ دوران سر ہے دور رہی جام کا

کھینچ لائی وادیِ ہستی میں بیتابی مجھے
رہگیا پیچھے عدم میں قافلہ آرام کا

آرہی ہے تن پرستی حق پرستی کے عوض
رہگیا ہی گاہ خواری سے نشان اسلام کا

اپنے کشتونکے عزا میں ہی سیہ پوش آپ بھی
وہ خطِ شبرنگ بھی گویا ہی عالم شام کا

اشتیاقِ چشمِ جانان میں گئے ہیں جبکہ ہم
ہو چراغ اپنی لحد پر روغنِ بادام کا

گام اول ہی جہان پڑتا ہے چاہِ گور مین
ناسخ آوارہ ہو اوس صحراے آفت خیز کا

سیکڑون آہین کرون پر ذکر کیا آواز کا
تیر جو آواز دے ہے نقص تیر انداز کا

نازنین سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج
بوجھ اوٹھہ سکتا نہین مجھسے کسیکے ناز کا

رشک سے جلتا ہی ایسا روی جانان دیکھکر
طور ہے مہتاب مین مہتاب آتشباز کا

یار سے کرتا ہو مین باتین جلی جاتی ہین غیر
صاعقہ انکو ہوا شعلہ مری آواز کا

آگے مجھ کامل کی ناقص ہے کمالِ مدعی
درمیان ہے فرق استدراج اور اعجاز کا

جال اے صیاد اپنی زلف کا نور وکدے
ہے ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہیے عاشق خیالِ دوست مین
غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہی ہوتا ہی سیہ داغ جنون
ہے چراغ اپنا دلِ روشن مرکب ساز کا

اگر کوئی پڑھنے لگی بزم غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بنجاے پردہ ساز کا

ضبط آہِ شعلہ افشان جب ہوا مجھکو گران
آسمان بنجائیگا طاؤس آتشباز کا

میری نظر وفتنی تو نہان ہوا رسوا ہوا
بیقرار رہین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہے یان شدت سے شدت ابر کالِ اشک نے
کیون نہ دان آجائے موسم سبزہ کے آغاز کا

چلکے ناسخ گلشنِ شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہے بلبلِ شیراز کا

رات ایسا اضطراب یار مین بیتاب تھا
بستر گل بسکہ تھا مین آگ پر سیماب تھا

۱۵

جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سیدھے | ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ
وو ہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

رہی کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا
گیا جو اوسکے کوچہ مین وہ باچشم پُر آب آیا
سلیمانی ہے زیبا اوسپری کو ملک خوبی مین
جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے
نظر آتا نہین جب سے کسیکا کعبۂ ابرو
جلا کرتا ہون مین نمرات لیکن مہر نہین جاتا
نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے
کسی دل تک رسائی ہوگی تو عرش ہے یہ بھی
برنگ گل جگر ہوتا ہی ٹکڑے سیر گلشن مین
رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نحاسد کو
پریزادون نے منہ اپنا چھپایا یار غیرت سے
ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتی ہین دنیا مین
حماقت ہی غرور جاہ اہل فقر کو آگے
سخاوت جسکو کہتی ہین کہانی ہی زمانہ نہین

کہ ہے میرا تو اور شہنشہ یاد محترم کا
حرم سے جسطرح لاتی ہین زائر آب زمزم کا
بتنم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا
کہ مہرین کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنی خاتم کا
ہمارے دیدہ تر مین ہے عالم جاہ زمزم کا
اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا
ہوا ہے سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا
عزیز و گر نہین معراج ممکن عرش اعظم کی
ہوا ہے تیغ غم نے یار نظارہ سپہر غم کا
غرور آگے مرے کرتا ہی کیا تحصیل شبنم کا
اسے سو جو ہر اکیا حسن ہی اولاد آدم کا
دلیل اسیر جدا ہونا ہی یان طفلان توام کا
یہ تاج و تخت ہی رد کردہ ابراہیم ادہم کا
بخیلونکی بدولت رہ گیا ہی نام حاتم کا

دیوان ناسخ

ولہ

کب ہوا محتاج خلق اپنا کسی خونریز کا
ہر رگ گردن مین یان عالم ہی تیغ تیز کا

کھل گیا ہی پیرہن مین جسم مجھ مایوس کا | ایک عالم کو گمان ہی شمع اور فانوس کا
جو کہ ہین بیہدہ رو کیا اونکو ہی قدر داغ عشق | مرتبہ زخمی سے سمجھتے ہین پر طاؤس کا
آنے پائے بزم جانان مین تو پایا لیدہ ہو | پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا
گل نہین جز داغ حسرت بوستان پیرہن | طور ہی برگ شجر مین ہی کف افسوس کا
ہجر مین ہے ہاتھ میرے ہونٹھون پہ گریبان تجھ مین | وصل مین کام انسے لیتے تھے کنار و بوس کا
کافر عشق بتان ایسا ہون گر ہو جاؤن قتل | شور حلقوم بریدہ سی اوٹھے ناقوس کا
کھولتے ہین غنچے سیر ہی سامنے پنجے عشق | سو نگلینہ دالا ہو نہین اے گل تیرے ملبوس کا
ہو نہین وہ وحشی کہ مثل حلقۂ زنجیر پا | شوق ہی چشم غزالان کو مری پابوس کا
جو کہ ادنی ہین خوشامد سی وہ اعلی ہی ذہین | سر جھیل افسر پہ ہوتا ہی دم طاؤس کا
زینت ظاہر کے جو پابند ہین بے فیض ہین | کسکو دنیا مین ملا سونا دم طاؤس کا
اہل زینت کو نہین اعلی و ادنی مین تمیز | ہے سر طاؤس پر سایہ دم طاؤس کا
خاک جو میرے تن پر داغ کی برباد کی | گرد بادون پر گمان عالم کو ہی طاؤس کا
ہی دہن ہر غنچہ اور آغوش ہر شاخ گل | شوق گلبن کو ہی کیا میرے کنار و بوس کا
مدتین گذرین کہ قدموسی جدا ہوتے نہین | کسقدر ہی شوق کانٹو نکو مری پابوس کا

سچ تو ہی فردوس سے طوسی کو نسبت مجھسے کیا
دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہ طوس کا

پریون کو عمل سے مین سخر نہین کرتا | جز نقش درم کچھ بھی تاثیر نہین کرتا

۱۳۱

کہتے ہیں تیرے عارض و قامت کو دیکھکر	بالائے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغِ دل	ہوتا ہے وقتِ شام غروب آفتاب کا
ہر صبح وہی صبح ہے ہر شام وہی شام	انسان پر ہے زور فقط انقلاب کا
آتا ہے رشک ہے دل پُر آبلہ سے مجھے	کیا جلد پھوٹتا ہے پھپھولا حباب کا
مشکل بغیرِ ساقیِ مہوش ہے دورِ مے	محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہے خشک و تر سے مجھے بوئے زلفِ یار	ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اوسکی نگاہِ گرم جو پڑتی ہے عیسیٰ پر	ابلیس اب نشانہ ہے تیرِ شہاب کا
پیری بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوعِ صبح	گذرا شبِ فراق میں موسم شباب کا
آتا نہیں ہے دنکو بجز شب وہ اندنون	بدلا ہے شترہ سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اڑائے گلوں کے رنگ	ذرات جوش باغ میں ہے ماہتاب کا
مارا ہے چشمِ مست نے میرے سوم میں ہون	نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر میں ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر	قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہیں بازیٔ گنجفہ	جو تھا فلک ہے ایک ورق آفتاب کا
سیر تری میں کی جو سکندر کی ہمنے دید	تھا سر پہ نقش آب کے افسر حباب کا
اپنی غزل یہ آب میں لکھتا ہوں اب غزل	دیکھو جواب ہے سخنِ لاجواب کا

ولہ

بر نزاد سکے ہاتھ میں ساغر شراب کا	بنتا ہے عکس رخ سے کٹورا گلاب کا

۱۱

دیوان ناسخ

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز
کیا برادر کو غم برادر کا

مرغِ دل داغ کھائے جو یو ہین
شبہہ ہوگا گلی کبوتر کا

کرے یاد خدا جو اک ہفتہ
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا

مست کتنے ہین جسکو ابرِ بہار
گوشہ ہے میرے دامنِ تر کا

مثل مینا ہلون نہ کیون جھک کر
آج ہے دور دورِ ساغر کا

کیون نہ مصرع رہے قدِ موزون
کہ نہ مصرع رہا برابر کا

جلد میرا پیامبر نہ پھرا
واسطہ گو دیا پیمبر کا

مرغِ دل تب سے آپکا ہے صید
جب کبوتر اوڑ اسکے تھے پر کا

ہے شبِ ہجر تا ابد نہین صبح
نہ رہا خوف روزِ محشر کا

قمری ہی تیرے گھر کے گرد ای سرو
دوسرا طوق حلقہ ہے در کا

ہجر مین چاندنی سے کیا خوش ہون
طور ہے تر بتون کی چادر کا

رشک مہتاب پر ہے کیا اوسکو
رشک بدلا جو تیرے چنبر کا

جب ہوا گور مین عذابِ فشار
دھیان آیا کنار مادر کا

یدِ بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
حسن محتاج کب ہے زیور کا

لاغری سے مرے سراپا مین
طور ہے سایۂ پیمبر کا

وصل مین تو سرک گیا جسدم
سرا ہر ایک استخوان سر کا

تن پہ ہر قطرۂ عرق ہے گہر
شوق اوسے کیا ہوا در زیور کا

دیوان ناسخ ۱۰

بنگیا ہر روزن دیوار چشم انتظار
شوق ہی کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا

جس حسین کو دیکھتا ہون مین اُبل آتی ہین اشک
میری آنکھو نہین ہے عالم معدن سیماب کا

میکشی کرتا نہ بربادی تنِ خاکی کی ہو
خاک کو اوڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا

رہتی ہی ہر روشنی میرے سیہ خانی سی دور
تن رہا ہی شامیانہ چادرِ مہتاب کا

غفلت اہل جہان تر دامنی کی ہی دلیل
غلبہ ہوتا ہے رطوبت سی مقرر خواب کا

پاک طینت جو کہ ہین اونسے تعلق دور ہے
خار سے کیا اوسے گوشہ چادر مہتاب کا

دیدہ قاتل دیر تک کی گو ہوئی ایذا مجھے
ہون بہت ممنون احسان خنجر بے آب کا

ملتی ہے عاشق کو لذت فرقت معشوق مین
اختیاری ہجر ہی سرخاب سے سرخاب کا

کیا گداز دل مین ہوتی ہی حرارت طبع کی
دیکھ لو تیزی مین ہی محتاج آہن آب کا

ہون وہ گریان بعد مُردن گر ملی مرا غبار
گردبادون پر یقین عالم کو ہو دولاب کا

عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے
مانع گردنکشی ہے انحنا محراب کا

عکس پڑتا ہی جو تیری آئینو مین پیشتر
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا

ہی یہی خورشید کا رتبہ حضور روئی یار
سامنے خورشید کی رتبہ ہے جو مہتاب کا

نامۂ شرح جدائی یہ نہین دستار مین
پر لگے جاتا ہی مرغ نامہ بر سُرخاب کا

پانی پینے مین جو اوس شیرین دہن کا منہ لگے
قند کا کوزہ وہین بنجائے کوزہ آب کا

ہے تنزل مین ترقی صاف دل کیواسطے
دیکھ لو بنتا ہی موتی خشک قطرہ آب کا

پانو جو رکھتا ہی کھاتا ہی سر اوسکا ٹھوکرین
یہ حریم کوے جانا ہی مقام آداب کا

ہین جو صاحب درد اوسی دور ہے سامان عیش
بادہ کھینچا ہی کسی نی زخم کے انگور کا

میرے سینے پر تو نکی سرد مہر یسے ہی داغ
مشک سے بدتر ہی بھایا مرہم کافور کا

کوے قاتل مین پھونچکر سر ہوا مجھکو وبال
بوجھہ اوترنے کی جگہہ دم چڑھگیا مزدور کا

ہے جو چوٹی بنائی ہے ترے موباف کی
نافۂ مشکین ہوا ہی منہ ہر اک ناسور کا

کب ہماری فکر سے ہوتا ہی سودا کا جواب
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا

روے جانان پہ ہوا خط معنبر پیدا
ہو گئے حسن سے پرواز کو شہپر پیدا

آتشین خیمہ ہوا خط معنبر پیدا
بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا

سعی سے گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل
نہ کبھی آب روان مین ہوئی گوہر پیدا

زلف کو دیجیے کیا مار سیہ سے تشبیہ
سایۂ زلف سے ہو جاتی ہین اژدر پیدا

ایکدل کیسا ہی سو دل تری قامت پہ نثار
شکل دل کیون نہون ہر شاخ صنوبر پیدا

ہو نہین وہ صید کہ ہین جنکے بدن دشمن
تیر و نکے واسطے ہوتی ہین مرے پر پیدا

آتش حسن سے خلقت ہی دل عاشق کی
جسطرح آگ سے ہوتے ہین سمندر پیدا

ہون وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر
سبزۂ تر کی عوض ہو مژۂ تر پیدا

سایہ میرے تن پر داغ کا پڑ جائی اگر
مثل ہیزم ابھی گلبن سے ہون اخگر پیدا

کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان
نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گل لالہ سے یہ معلوم ہوا
حسن اور عشق ہوئی دونون برابر پیدا

ہوگیا ہے جوش سودا سے مرا مشہور نام
حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا

عشق اوس نور الہی کا ازل سے ہے مجھے
جس سے ای ناسخ ہزارون سال بعد آدم ہوا

نقد جان مانگی جو سائل کوئے جانان کا تو دون
اندنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

راز پوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ میرے عشق سے محرم ہوا

کل شب فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا
چاند بھی ہالے مین شمع حلقۂ ماتم ہوا

جوش پر طوفان اشک ای دیدۂ پرنم ہوا
لگیے تھا اک ہجر کا غم اب غم عالم ہوا

دیکھکر دور خط شبرنگ ایسا غم ہوا
حلقۂ گیسو بھی مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

ہے برنگ برق ہنسنا آدمیت سے بعید
سالہا باران غم سے پھر گل آدم ہوا

اک پری کے عشق نے مجھکو سلیمان کردیا
تخت دل تنگ ہے تو حلقۂ چشم کا خاتم ہوا

مائل ابرو کی طرف مژگان برگشتہ نہین
تیر بھی پیش کمان ہے تواضع خم ہوا

زندگی جسم جہان مین خوار رکھتی ہے مدام
دوش پر سب نے لیا جب آدمی ہمدم ہوا

میکشی نے فرقت ساقی مین مارا ہے مجھے
شربت مانند اکل ناگوار اسم ہوا

ایلے چیچک کے جسد نکلے غدار یار پر
بلبلون کو برگ گل پر شبہۂ شبنم ہوا

حرف سکہ کے ہون کیسے پر ادب کرتے نہین
زر سے جو چسپیدہ دل ہے اوسکا رتبہ کم ہوا

فاقے سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جسکو ہے
وہ سلیمان زمان بھی صاحب خاتم ہوا

منتین کر کر کے احسان کرتے ہین ہم مست
جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا

سب حسین اے گل تری آگے تر ہو خجلت سے آب
ہر ستارہ بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا

خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نے
اوسکا ہر اک قطرہ کام اژدہا مین سم ہوا

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہوگیا ۔ یاسمن زار صاف دیکھو سنبلستان ہوگیا

آگیا مجھکو جو اوس زلفِ پریشان کا خیال ۔ دم مین مجموعہ عناصر کا پریشان ہوگیا

تنگئ محفل کی دولت بھڑ گئے بیٹھے یار مجھسے ۔ رات اہل بزم کی کثرت کا احسان ہوگیا

منھہ لگاتے ہی نے قلیان بنی ہی نیشکر ۔ درد تنہا کو نسیم باغ رضوان ہوگیا

ہوکے خم تسلیم کرتے ہی کیا مجھکو شہید ۔ قد ترا ظالم کمانِ تیر مژگان ہوگیا

خود بخود ہوتا ہی پرزے آتے ہی فصل بہار ۔ یان گریبان اے جنون گل کا گریبان ہوگیا

اسقدر مضمون ترے دست حنائی کے لکھے ۔ جو قلمدان مین قلم تھا شاخ مرجان ہوگیا

چاند چھپتا ہی جو دو دن ہوتی ہی مشتاق خلق ۔ ہوگئی قدر اوسکی جو نظر ونسی پنہان ہوگیا

بعد مردن بھی ہی باقی مجھسے وحشی چشم کو ضد ۔ سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہوگیا

پانون بھی اب اے جنون کردو جبھی کانٹو نکی نذر ۔ سر تو مدت سی نثار سنگ طفلان ہوگیا

ہوگیا وہ مصر ہی جس شہر مین تصویر یار ۔ جس کنوئین کو اوسنے جھانکا چاہ کنعان ہوگیا

ہم وہ مجنون ہین کہ جو خورشید و آیا نظر ۔ صبح سان اپنا وہین چاک گریبان ہوگیا

مشتعل ایسے ہین اوسکے دست نازک خود بخود ۔ طائر رنگ حنا بھی مرغ بریان ہوگیا

سر اوٹھا کر جو چلا اس دشت وحشت خیز مین ۔ پا تلو ونسے وہین خار مغیلان ہوگیا

شمع کافوری جلاتے تھی سلونکی گور پر ۔ دیدۂ غول بیابان سے چراغان ہوگیا

کوئی دم پیری بھی اپنی ہی بسان صبحدم ۔ مثل شب عہد شباب آنکھوں سی پنہان ہوگیا

کیون سلاطین زمانہ آگئے ہین یاد پر ۔ تختۂ تابوت جب تخت سلیمان ہوگیا

دھیان اوسکے بند کرنیکا اگر آتا تجھے
کیون نہ تیر ارخنہ در سیر اجاک دل ہوا

ہے یہ غم جانکاہ خال ابروے سیہ در کا
کعبے مین کاہیدہ ہو کر سنگ اسود دل ہوا

جو یہان مغلوب ہے عقبی مین غالب ہے وہی
مرکب مقتول ہے اک روز جو قاتل ہوا

دھوئی ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑے یار کے
آج کوسون تک معطر دامن ساحل ہوا

دلبری کا جب ہوا اوس سرو قامت کو خیال
عضو عضو اپنا دہین مثل صنوبر دل ہوا

اوسکے خالق نے بنائے کاسہ سر واژگون
آدمی اسپر بھی ہیہات آدمی سائل ہوا

بجھ گیا میرا چراغ داغ وصل یار مین
نور مہ نزدیکی خورشید سے زائل ہوا

جو پر بیٹھا ہے اوکی اوٹھ سکتا نہین
اب تو نقش بوریا کا خواب مین عامل ہوا

جذب جنسیت بہم رہنے نہین دیتا فراق
گل بنا جو جسم خاکی آج گل در گل ہوا

ہاے کس قاتل ادا سے کی شروع دستی نماز
نکلی جب تکبیر اوسکے منہ سے مین بسمل ہوا

کہتے ہین زاہد مری دیوانگی کو دیکھکر
بت پرستی کے سبب قہر خدا نازل ہوا

جب تصور یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر
سامنے آنکھون کے آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشق و تنگ سی ہوتا ہے معشوق کو ننگ
بیر مین مجنون کا پھٹکر پردہ محمل ہوا

سامنے میرے رہا گر شام سے لے تا سحر
حسن مین گرمش ماہ چاردہ کامل ہوا

روح ناسخ ہے اوسکی روح اقدس پر نثار
بارہا جسکے لیے روح القدس نازل ہوا

روے جانان کا تصور مین جو نظارہ ہوا
دل مین تھا جو داغ حسرت عرش کا تارا ہوا

عیش ہی عاریت اس باغ مین اور رنج مدام
کیا ہون گلبن سی بھلا گل کی روش خار جدا

سر و سامان یہ ہی کیا کبر کہ غافل اک دن
جسم سی سر ہے جدا سر سے ہے دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مین نے
ہوئی تعمیر مری سقف سے دیوار جدا

سبزۂ خط سے ہوئی تیرے حواشی پر پوش
کرتی ہی حاشیون کو جدول زنگار جدا

تخلیہ چاہیے جسوقت میسر ہو وصال
قبر مین رکھتے ہی کیونکر نہون غمخوار جدا

مثل ناقوس لب جام فغان کرتے ہین
منہ سے کرتا ہی جو وہ کافر میخوار جدا

گل چلے جاتے ہین تو کہتی ہین گلبن
ہم تہی دستون سی کیونکر نہون زردار جدا

راست گو کون ہی ایسا کہ زبان مین نہو ذرقی
شمع کیطرح مرا سر ہو جو سو بار جدا

فصل کیونکر کر دن دونون مین گوارا ناسخ
کہ محمد سے نہین حیدر کرار جدا

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا
سایہ دیکھا اس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا

فرقت خال سیہ مین مردہ ہین محزون ہوا
موت افیونی آئی جبکہ بے افیون ہوا

اس ادا سے دھوئی ہین دست حنائی آپ نے
ہر حباب آب جو اک دیدۂ پر خون ہوا

نکلو لگا مثل شرر سنگ صنم سے روز حشر
زیر دیوار حرم گو آج مین مدفون ہوا

بوسۂ خال سیہ دیتے نہین صاحب اگر
ایک دن سننا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا

ماہ تابان بہن ہوا ہالہ ہوا مار سیاہ
چودھوین شب گر خیال کاکل شبگون ہوا

چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز عمکدہ
کیا ہی دانا ہی کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا

گلفشان عکس ہوا کسکے رخ رنگین کا
ہے جو آئینے مین عالم سبد گلچین کا

خاک ہو جائینگے ہم شوق ہو کیا تزئین کا
سرمہ خاک لحد دیدہ ہی آخر بین کا

مانگی بار انکی جو ہم بادہ پرستون نے دعا
رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

فرقت یار مین کیا ہوش اڑے جاتے ہین
شہپر خواب ہی جو پر ہے مرے بالین کا

آج ہوتا ہے دلا درد جو میٹھا میٹھا
دھیان آیا ہی تجھے کسکے لب شیرین کا

بیٹھ جائے جو گل اندام ہمارا اکدن
عطر کھینچین ابھی عطار گل قالین کا

چاند کیطرح ہی خرمن مین وہ دہقان زادہ
کیون نہ ہر خوشی مین ہو نور عیان پروین کا

دیکھکر طاق حرم کو جو چڑھاتا ہی بھوین
عشق ہی مجکو دلا اوس صنم بیدین کا

اشتیاق گل خورشید شب ہجر مین ہے
کیا فلک مجھکو دکھاتا ہی چمن نسرین کا

قبر پر بہر خدا نام بتون کے لینا
دوستو وقت اگر آئے مری تلقین کا

بت پرستی ہے مری درخدا شاہد ہی
زاہدا کفر ہے بس عشق بت سنگین کا

شعر تر ہے جو مرا اک گل تر ہے ناسخ
نہین قرطاس یہ دامن ہے کسی گلچین کا

مہندی سے ہی شعلہ قدم اوس شکر یہی کا
پاپوش نے سیکھا ہی چلن کبک دری کا

طرفہ چمن حسن مین ہی نخل ترا قد
کرتا ہے جو سرو روان ہو سری کا

کس مرتبہ مجھکو غم فرقت نے سکھایا
اشکو نہین نہین مثل گہر نام تری کا

پاکان ازل کو نہین پروا ہی مزی کی
عیسے کو ضرر کچھ نہوا بے پدری کا

ولہ

دیوان ناسخ

بنائے مہر تابان قصر یاقوت ابنی جلوہ سے
نہ سوے جاہ دنیا منہ کیا ای شاہِ دین تونے
گرائے رکنِ دین یاجوج ماجوج آکے دنیا مین
نماز وغیرہ مین مسیحا سا پیمبر مقتدی ہوگا
بمصرِ تجھمین یہ حق نے علم طب دیا بس عالم
جو کندہ نا تراشیدہ ہین اونکو فیض صحبت کیا

سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا
ہمہ سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا
جو پشتیبان تو ہوتا نہ ذو القرنین کی سد کا
وہی رتبہ ہے تیرا بھی جو رتبہ تمھارے جد کا
کہ جلد و جسم کو رتبہ ہے قرآن مجلد کا
سوا اسکے کہ پایا مرتبہ چوب مسند کا

معانی قل ہو اللہ احد کے ہین عیان ناسخ
برائے قافیہ رکھتے ہے معنے میم احمد کا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
ازل سے دشمنی طاؤس و مار آپس مین رکھتے ہین
کسی خورشید رو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
شگفتہ مثل گل ہر فصل گل مین داغ ہوتے ہین
شفق سمجھا ہے اوسکو ایک عالم وای بیدردی
سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے
وہ شوخ فتنہ انگیز ایسی نظرون مین سمایا ہے
چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باران مین
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین

طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
دلِ پر داغ کو کیونکر ہے عشق اوس زلف پیچان کا
کہ نورِ صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا
بنا ہے کیا ہمارا لالہ خاکِ گلستان کا
فلک کو گر بگولا جا لگا خاک شہیدان کا
کیا دیوانہ کے زخمون نے یان عالم چراغان کا
کہ اک گوشہ ہے صحرای قیامت جسکے دامان کا
تصور چاہیے رو نہیں اوسکے دندان کا
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل ہون بوستان جناب امیر کا
روح القدس ہے نام مرے ہمصفیر کا

بیعت خدا سے مجھکو ہے بواسطہ نصیب
دست خدا ہے نام مرے دستگیر کا

تن پروروں کی تیغ زبان نے نتھی پناہ
گو درعہ تھا دراعہ نقوش حصیر کا

ایثار دیکھنا کہ عیان ہل اتی مین ہے
مسکین کے بعد ذکر یتیم و اسیر کا

کیون جو فروش کرتے تھے گندم نمائیان
خود ذوق تھا جناب کو نان شعیر کا

انگشتری اپنی دے کے سلیمان کردیا
طاعت مین بھی سوال سنا گر فقیر کا

گر سلسلہ ہے گیسوے مشکین مصطفے
نے سایہ سرو شجرہ ہوا میرے پیر کا

به عون خالق کون و مکان و فضل رازق انس و جان
نظم متین سحربیان اشعار رنگین مشتمل بر دو دیوان کلام دلچسپ و دلنشین ناسخ یعنی جلد اول
دیوان ناسخ
کہ پیشتر ایک دیوان متن مین اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علیحدہ ہر ایک نے بطرز شایستہ
مطبع نامی منشی نولکشور مین مطبوع ہوکر زیب طبع پایا

اطلاع

اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اُسکی ہر ایک شائق کو چھاپے خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحۂ سادہ ہین کتب کلیات و دواوین اُردو کتب کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔ ؛

کلیات و دواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص کا ہے عہد نواب سعادت علیخان مین بڑے مقرب حاضر جواب تھے -

کلیات ناسخ - عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہین -

۱ - شاہد عشرت - ۲ - سخن شعرا - ۳ - اشعار ناسخ ۴ - مرغوب دل - ۵ - دفتر بیمثال ۶ - گنج تواریخ - ۷ - چشمۂ فیض - ۸ - قند پارسی ۹ - زبان ریختہ - ۱۰ - قطعۂ منتخب - از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر -

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا استاد الکلام -

کلیات نظیر - اکبرآبادی -

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتاب ہین -

۱ - دیوان - ۲ - مثنوی عاشق صنم - ۳ - ثمر بیان - ۴ - شجرۂ قادریہ -

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت -

کلیات نظام - سخنور خوش فکر نواب محمد مردان علیخان بہادر

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند نتیجۂ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی -

کلیات میر تقی - اُستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا -

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد ہین -

۱ - جلد اول و دوم یکجائی -

۲ - جلد سوم و چہارم یکجائی -

کلیات مومن خان - جدید الطبع -

بہارستان سخن - اسمین تین اُستادون کا کلام ہے ہمطرح و ہمقافیہ غزلین شیخ امام بخش ناسخ ۲ - خواجہ حیدر علی آتش - ۳ - مہدی حسین خان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک اُستاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمدیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے -

دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر آستاد نازک خیالی -

دیوان رند - مسمّٰی بہ گلدستۂ عشق - کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی -

بعونِ خالقِ کون و مکان و فضلِ رازقِ انس و جان
نظم متین سحربیان اشعار رنگین متضمن بر دو دیوان کلام دلچسپ و دلنشین و ریختہ یعنی جلد اول و دوم
دیوان ناسخ
کہ پیشتر ایک دیوان متن مین اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علیحدہ ہر ایک نے بطرز شایستہ
مطبع نامی منشی نولکشور مین مطبوع ہوکر رونق یاب ہوئی